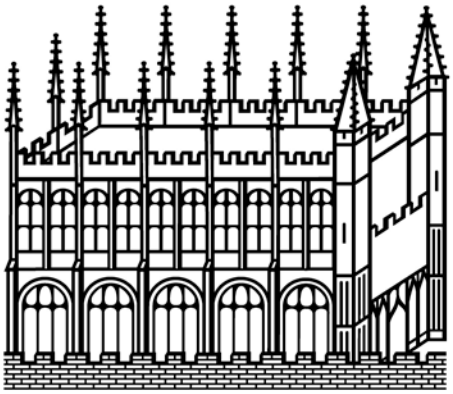

Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.



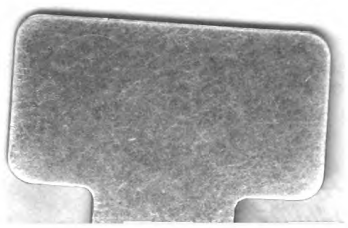

16. C. 78.

16C78

جانمین بچائین گورنمنٹ تو بہتیرا چاہتی ہے کہ عورتین بھی ڈاکٹری سیکھین اپنا علاج آپ ہی کرلیا کرین مگر ابھی تک تو عورتون کو پڑھنے لکھنے کا پورا پورا شوق نہین ہوا گورنمنٹ کے بندوبست سے اب اتنا ہوگیا ہے کہ عورتون کا پڑھنا لکھنا بہتر مین شمار ہوتا ہے اور روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اگر ایسی ہی توجہ گورنمنٹ کی رہی تو خدا نے چاہا بہت تھوڑے زمانے مین ہر فن وعلم کی عورتین بھی ملنے لگین گی اور خاطر خواہ ہندوستان مین ترقی پھیل جاے گی اور میرے بعد یہ میری تحریر پیشین گوئی کا کام دے گی خدا میری یہ دعا قبول کرے کہ ہندوستان کو بھی بہت جلد ترقی مین پوری کامیابی حاصل ہو اور اچھی گورنمنٹ کی قدر جانکر دل سے شکریہ ادا کرے اور آج کل برے خیالات کے بدلے ہر خاص وعام سے خیر خواہی کی بو پھوٹ نکلے (آمین)

قطعہ تاریخ

عبدِ حامد نے لکھا کیا دفتر مرغوب طبع
فکر تھی تاریخ کی مجکو کہ ناگہ ای ہما
مرغِ جبل عام کو جو نسخہ تادیب ہے
غیب سے آئی ندا کل مخزن تہذیب ہے

۱۸۷۹ء

INDIAN INSTITUTE

دیدیے ایسے ایسے ہزارون علاقہ کا انتظام نہایت کفایت شعاری سے کیا جاتا ہے جو صرف رعایا کی منفعت کے واسطے ہین سرکار کو نہ اوس سے کسی قسم کی منفعت ہوتی ہے نہ کچھ مطلب حاصل ہوتا ہے صرف اونھین لوگون کی بہتری اور درستی کے واسطے اتنا خرچ دیا جاتا ہے کورٹ آف وارڈس کی قواعد کی بہتری ہونی پر بلند اقبال خان کی حالت و کیفیت ایک عمدہ ثبوت ہے انگریزی طبیبون کی اچھی تشخیص و تجویز اور اونکے علاج کے موثر و کارگر ہونے کی شہادت نعیم کی پیدائش سے اچھی طرح ہو رہی ہے مگر ہندوستانی ابھی تک انگریزی دواؤن اور علاجون سے اسقدر مخوف ہین کہ اوسکے مقابلہ مین ہمیشہ کے بیمار رہنے اور مرنے کو پسند کرتے ہین ہندوستانیون کے خیالون کا تو یہ حال اور گورنمنٹ کی شفقت اور توجہ و زبردست فرمان ہر ضلع مین بڑی بڑی تنخواہ کے ڈاکٹر اور اونکے اسسٹنٹ رعیون کے دیکھنے علاج کرنے کو موجود مفت کی دوا ملتی ہے گورنمنٹ سب بہتیرے آرام کے وسائل بہم پہونچائے مگر یہان کسکو خبر ہوتی ہے انگریزی دواؤن کے استعمال مین بھی شبہ گھسا ہوا ہے یہ نہین سمجھتے کہ انگریز بھی وہی دوا دیتے ہین جو حکیم بتاتے ہین صرف یہ فرق ہے کہ انگریزی دوا اوسی دوا کا عطر ہے جو حکیمون کے نسخہ مین ہوتی ہے ہان بہت دوائین ایسی بھی ہین جنکا نام تک بھی حکیم نہین جانتے تھے اونمین سے ایک کونین ہی ہے جس سے بڑھ کر بخار کی دوا آج تک حکیمون کے سمجھ مین بھی نہین آتی چنانچہ اسی وجہ سے اب تو حکیم بھی بہتیری انگریزی دواؤن کا استعمال کرنے لگے ہین جس نے ایک دفعہ بھی انگریزی دوا سے فائدہ اوٹھایا ہے پھر تا بعمر ہندوستانی دواؤن کے لباب بادیون کے پینے کی طرف رخ نہین کیا اکثر عورتون کو ایسا بہت اتفاق پڑتا یا ایسی بیماریان ہو جاتی ہین جسکی دوا کوئی دائی حکیم نہین کر سکتا اوسی مین مر جاتی یا بے حیائی کے خیال سے مجبوری ڈاکٹر کو دکھاتی ہین یہ نہین ہوتا کہ ڈاکٹری سیکھین بیحیائی بھی نہو اور اوسکے فائدہ سے منتفع ہو جائین مرض درمان تدبیر مین لاعلاجی کے خیال سے

اچھی تعلیم نہین دیجاتی بُری بھلی صحبت کی تمیز نہین کی جاتی انتظام نہین سکھایا جاتا کسی وجہ سے لڑکپن ہی مین ایک بر اعلاقہ ملجاتا ہے اور اکثر بلند اقبال خان کی طرح فضول خرچی کرتے کرتے اوسی جیسا حال ہوجاتا ہے اسپر بھی فضول خرچی نہین جاتی کچھ سمجھ نہین آتی سرکار کی طرف سے ایسے ہی لوگون کی تعلیم کے واسطے بنارس مین ایک بڑا بھاری مدرسہ بنا ہے رئیسون کے لڑکے پڑھائے جاتے ہین جتنی باتین رئیسونکو چاہئین سب کی تعلیم کی جاتی ہے مگر رئیسون کو ایسا شوق نہین کہ اپنی اولاد کو بھیجکر تعلیم کرائین اور جو کام اپنی اولاد سے لینا اور اونکو سپرد کرنا ہے پہلے اوسکو سکھا پڑھا لین یہ تو نہین ہوتا اسکے عوض مین اپنے لاڈ پیار بُری صحبتون سے خراب کرتے اور آخر کار اپنی جاگیر و عزت کو ضرر پہونچاتے ہین ہندوستانیون کی توجہ کی تو یہان تک نوبت پہونچ گئی ہے کہ جب کوئی رئیس تعلقہ دار نابالغ وارث چھوڑکر مرجاتا ہے اور سرکار بذریعہ قوانین کورٹ آف وارڈس اوسکی ملکیت کا اہتمام و حفاظت صرف بنظر نفع رسانی اپنے ذمہ لیکر مربیانہ وارث نابالغ کو اوسی مدرسہ مین بہ نگرانی خاص صاحب کمشنر قسمت و صاحب ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم تعلیم کیلیے سپرد کردیتی ہے جسکے سبب سے تھوڑے ہی دنون مین وہ نابالغ سب کام سے واقف ہوجاتے اور تھوڑی نگرانی و سرپرستی حکام ضلع سے اچھی ڈھنگ و طرز پر بڑے بڑے علاقون کے انتظام کرنے کے قابل ہوجاتے ہین مگر اونکے لواحق اپنے تئین بے قابو دیکھکر بہت ناراض ہوتے سمجھتے ہین کہ اس مین بھی سرکار کا کوئی مطلب ہے اپنے ڈھب کی تعلیم دیتی اسیطرح علاقہ لیے لیتی ہے اسی خیالات خام کی وجہ سے پڑھنا لکھنا دشوار کردیتے ہین مدرسون مین آموختہ یاد کرنے کے واسطے چھٹی ملتی ہے مگر ان نافہمون کے مارے آموختہ تو یاد کرنا دشوار چھٹی کے دنون مین کتاب کی شکل تک نہین دیکھنے دیتے لیکن کہان تک گورنمنٹ تو اپنا فرض ادا کرکے بالغ ہونے سے پہلے ہی ہر علم و ہنر سے واقف کردیتی ہے جب ہی رئیس متوفی کا وارث کام کرنے جوگا ہوکیا علاقہ کا علاقہ سپرد کردیا اور جو کچھ بچا وہ سب حوالہ کیا حکومت و دباؤ کے واسطے تھوڑے بہت اختیارات

کا نتیجہ اور آمین کی نعیم کی بدسلوکی سے ظاہر ہے بلند اقبال خان نے اپنی تمام دولت اولاد
ہی کی تمنا مین لٹادی ہزارون طرح کی بیفائدہ اور خرافات متون سے اپنے ایمان عقیدہ مین
خرابی ڈالی آخر ان باتون سے کچھ نہوا انگریزی علاج سے خدا نے لڑکا دیا تو ایسا کہ دیکھی
ماں باپ کی بُری حالت دیکھکر کنارہ کر گیا یہ قصہ ایسی بُری حرکتون کے اثر کا ایک عمدہ نمونہ
اور عبرت خیز ہے کہ مفلسی ایسی بُری چیز ہے کہ غیر تو غیر اپنے لخت جگر اور دل کے ٹکڑے
بھی ساتھ نہین دیتے چھٹی چلّے ساچق مہندی چوتھی اسی قسم کی اور بہتیری نئی رسمون مین
خرچ کرنے مفلس ہونے سے لوگ اپنا نام سمجھتے ہین مگر دیکھو یہ سب فہم کا قصور ہے
ایسی خرافات رسمون اور ایسی خراجی حکم نہ تو کسی شرع سے پایا جاتا ہے نہ اصول انتظام
دنیوی سے اجازت نکلتی ہے بلکہ فضول خرچ کے حق مین خداوند کریم نے بھی تہ فرمایا ہے
لاتبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ہر روز ایسے لوگ بہت دیکھنے مین آتے ہین کہ کل تک
نواب راجہ بابو بنے پھرتے تھے آج جوتیان چٹخاتے پھرتے ہین اوسوقت دیکھکر سبکو عبرت ہوتی ہے مگر اپنی عادت سے
باز نہین آتے رعایا کی خیر خواہ گورنمنٹ کی طرف سے برابر انسداد فضول خرچی کی تعلیم دلائی
جاتی ہے ہر طرح کوشش ہوتی ہے کہ لوگ بیفائدہ اپنا روپیہ ضائع نکرین اخراجات خرافات و ناجائز
سے بچین یہ بھی گورنمنٹ کی تعریف ہے کہ اوسنے ہمارے فوائد کے واسطے اچھے اچھے
قانون بنائے ہماری حفاظت و بہتری کے احکام جاری کیے اونھین احکام مین سے کورٹ
آف وارڈس کا ایک حکم ہے ہرگاہ جس کو تباہ و برباد ہوتا دیکھتی بے وارثون کی وارث بنکر
اسکے ذریعہ سے اونکی ملکیت و عزت کو بچالیتی اگر کورٹ آف وارڈس کا قاعدہ نہ ہوتا تو پھر
بلند اقبال خان کا برقرار رہنا مشکل تھا علاوہ بچنے کی کوئی صورت نہ تھی سرکار ہی کے ترحم و
نوازش کے سبب علاقہ مین ترقی ہوئی نقد روپیہ الگ ملا قرضی کا قرضہ بیباق کر کے اشیاء
مرہونہ چھٹا لی گئین سرکار اپنی رعایا کی اوسوقت مین مدد کرتی ہے جب مدد کرنے والے
بھی پاس نہین آنے دیتے رئیسون کی فضول خرچی کا سبب سب سے بڑا یہی ہے کہ اونکو چھوٹ پنے

سب کے دعوی طے کرکے روپیہ دے رسید لی صاحب کلکٹر کے سبب سے تھوڑے بہت
کا سب نے غم کھایا چھوٹ دی اونکا بھی نقصان نہونے پایا اسطرح بلند اقبال خان کا ڈیڑھ
دو لاکھ روپیہ کا قرضہ ایک لاکھ مین ادا کر دیا اور جتنی چیزین رہن تھین سب چھٹا لین علاقہ کا
انتظام بھی جیسا کہ چاہیے بہت خوبصورتی سے ہوگیا بلند اقبال کو بھی ہزار روپیہ ماہواری
ملنے لگا (دودھ کا جلا چھاچھ کو پھونک پھونک پیتا ہے) اب یہ بھی اپنے ہاتھ پیر سکیڑ
دیکھ دیکھ قدم دھرنے لگا ہزار سرکار سے ملتے تھے اپنا پورا کیا صاحب کلکٹر کے بندوبست سے
تھوڑے ہی برسون مین سرکار کا روپیہ سود سمیت ادا ہوگیا اب علاقہ بربادی سے بچا خوب
علاقہ کو رونق دی گئی بلکہ اور دس پندرہ گانون خرید کرکے علاقہ بڑھایا اور جو بچا اوس کے
پرامیسری نوٹ خرید لیے حاصل کلام علاقہ چھوڑتے وقت بلا تکلیف و زحمت بلند اقبال خان
کو نوّے ہزار کے تو پرامیسری نوٹ ملے اور دس پندرہ گانون ایک ہاتھ آئے مان باپ
کے دل مین اولاد کی طرف سے تھوڑی ہی برائی رہتی ہے ابھی بہت غصہ آیا تھوڑی دیر مین
دل صاف ہوگیا اور یہ بھی ایک گردش کے دن تھے لوگون کی کہنے سننے سے اس خوشی کی تقریب
مین باپ بیٹے کا ملاپ ہوگیا فرحت زمانی نے قصور معاف کرایا خود صابرہ جاکر بہو بیٹے کو لے آئی
ہنسی خوشی رہنے لگے بلند اقبال خان تو اپنی سزا بھگت ہی چکا تھا نعیم بھی متنبہ ہوگیا پھر
کسی نے فضول خرچی کا نام نہ لیا بہت اچھے انتظام سے اپنا خرچ رکھا پھر کوئی فضول خرچ
یا بخیل نہ کہہ سکا اور اچھی عزت کی گذران چلی گئی بلکہ کوشش کرکے اور علاقہ کو وسعت دی
اس طول طویل تحریر اور لمبی چوڑی بحث کا ماحصل یہ ہے کہ فضول خرچی و بدنظمی ایسی بری چیز
ہے کہ اتنا بڑا نواب اور تعلقہ دار تھوڑے دن بھی نہ سنبھل سکا اور اس فضول خرچی کے سبب
بہت ہی جلد مفلس ہوگیا دنیا مین ایسے بہت لوگ ہین جو اپنی بیفائدہ تمناؤن و آرزوؤن مین
غرق ہوکر بہت جلد تباہ و خراب ہوکر ٹکڑون کو محتاج ہوجاتے اور اپنے ہی بڑہائے ہوؤن کے
سامنے ہاتھ پسارنے لگتے اور جھڑکیان سنتے ہین یہ تو فضول خرچی کا ہی اثر ہے اور ارمانون

صاحب کمشنر نے اتفاق رائے کرکے سفارش بھی کردی حکام کورٹ آف وارڈس نے
بہت غور سے رپورٹ صاحب کلکٹر اور اوسکے ملفوفات کو بمدار صاحب کمشنر ملاحظہ
فرماکر صاحب کلکٹر کی رائے کو منظور کیا و بجواب چٹھی صاحب کلکٹر تحریر فرمایا کہ ہم نے اجلاس
کامل مین آپ کے مرسلہ کاغذات کو ملاحظہ فرمایا اور ہم آپ کی کارگزاری اور بیدار مغزی
دیکھکر بہت خوش ہوئے آپ نے اپنا کام بہت خوش اسلوبی سے انجام دیا اور ایسی بڑی
خیر خواہی سے گورنمنٹ کو ممنون کیا ہم آپ کی درخواست بہت خوشی سے منظور کرتے ہین
اور آپ کو اطلاع دیتے ہین کہ آپ فوراً بلند اقبال خان کی ملکیت کو کورٹ آف وارڈس فرماکر
باتفاق رائے صاحب کمشنر اوسکی گزران کے واسطے ایک معقول وظیفہ مقرر فرماوین
جس سے وہ اچھی طرح رہ سکے اور اوسکو پہلی جیسی حرکتون کے ارتکاب کا موقع نملے اور جو
دو لاکھ روپیہ سود پر آپ سرکار سے مانگتے ہین ہمکو اسکا دینا بھی منظور ہے اس حکم کے
آجانے پر صاحب کلکٹر کو بڑی خوشی ہوئی فوراً احکام کورٹ آف وارڈس جاری ہوئے کہ
بلند اقبال خان کی کل ملکیت کی انتظام کرنے کو ایک شخص کارگزار لائق مند بھی بمشاہرہ ۵۰۰ ماہوار سنہ اول
مقرر ہوا کورٹ کرلیا پھر پنی مل کو بلا بہت کچھ سمجھا بجھا پنچایت پر راضی کیا پنچایت سے صرف
آٹھارن ہزار کا فیصلہ ہوا صاحب نے روپیہ دیکر عدالت دیوانی مین رسید وصول کل روپیہ
بھیجدی راس سے فراغت پا ایک اشتہار میعادی تین ماہ باین مضمون جاری کیا کہ
بلند اقبال خان کی کل ملکیت بذریعہ کورٹ آف وارڈس کے کارملی بہتمام مین درآئی ہو اسلئے یہ
اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ جسکا جتنا روپیہ بلند اقبال خان کے ذمہ ہو وہ اندر میعاد اشتہار
ہذا سمعہ وجہ ثبوت دعوی ہمارے حضور مین حاضر ہو اگر دعوی قابل تسلیم ہوگا تو سرکار سے
فوراً روپیہ عطا کیا جاے گا ورنہ بعد میعاد پھر کسیکو اپنا دعوی پیش کرنے کا استحقاق نرہیگا
اس اشتہار کے اوپر بہت سے دعوی پیش ہوے حلوائی بزاز مہاجن نوکر چاکر وغیرہ
سب اپنا اپنا ثبوت لیے دوڑے گئے صاحب کلکٹر نے بڑی کفایت سے انتظام اور

حالت مین ہوتا جاتا ہے ایسی حالت مین ایسے شخص کی مدد سرکار پہ فرض واجب سمجھ کر ہماری
یہ رائے ہے کہ چونکہ بسبب نالایقی بلند اقبال خان انتظام وحفاظت علاقہ وملکیت کے
قابل نہین ہے اسکی کل ملکیت وجایداد دس برس کے لیے کورٹ آف وارڈس کر لی جاوے
اور بطور مدد چھ روپیہ سیکڑہ سود پہ فی الحال گورنمنٹ سے دو لاکھ روپیہ یکمشت عطا ہو جاوے
تو ہمکو اطمینان وامید ہے کہ اس روپیہ سے ہم قرضدارون کو دیکر علاقہ بحالین اور جو روپیہ
قرض سے بچے وہ بہتری علاقہ مین صرف ہو جب قرضدار یکمشت روپیہ ملتا دیکھین گے تو ضرور
اوس روپیہ کے چھوڑنے مین رعایت کرینگے جو اونھون نے اپنے پیشہ کی وجہ یا چالاکی سے
بڑھا لیا ہے علاوہ اسکے بہت سے رئیس اس بات کے درپے ہین کہ سرکار سے مدد کی جاے
اور خود بلند اقبال خان کی بھی یہی درخواست ہے اس لیے امید ہے کہ یہ رئیس بھی اس کام مین
ہماری مدد کرینگے میری یہ درخواست منظور ہو گئی تو مین امید کرتا ہون کہ اس خبر کے سننے سے
بہت لوگون کے دل خیر خواہی کی طرف مائل ہون گے اور سرکار کو دل سے دعا دین وغنیمت
سمجھینگے مینے اپنے طور پہ خوب تحقیقات کر لی ہے اور دیکھ بھی لیا ہے مجکو خاطر خواہ یقین ہو گیا ہے
کہ سرکار کی مدد سے کل قرضہ ادا ہو جاے گا اور سرکاری روپیہ بھی باہتمام کورٹ آف وارڈس
سب اچھی طرح وصول ہو جاے گا بلکہ علاقہ چھوڑتے وقت ایک بڑی مقدار روپیہ کی
تعلقہ دار کو ملے گی اور اتنے عرصہ مین اوسکی عقل بھی درست ہو جاوے گی مین اس تحریر
کے ساتھ صاحب اسسٹنٹ کی رپورٹ اور نقشہ جات جو مینے بنائے ہین واسطے ملاحظہ
حکام بورڈ وکورٹ آف وارڈس بھیجتا ہون جس سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ سرکار کو مدد
کرنے سے کسی قسم کے نقصان کا خوف نہین معلوم ہوتا آخر مین مین سفارش کرتا ہون کہ ایسے
وقت مین سرکار پہ خصوصاً ایسے شخص کی مدد واجب بلکہ فرض ہے اور مجھ کو امید ہے کہ حکام
کورٹ آف وارڈس بہت غور سے میرے معروضات کو ملاحظہ فرما کر خوشی سے منظور فرماوینگے
یہ التماس کر دینا ضرور ہے کہ مجکو اس کام کے واسطے صرف تین مہینے کی مہلت عدالت سے ملے

اس درخواست پر عدالت سے صاحب کلکٹر کی راے منظور ہوئی اور تین مہینے کی مہلت
عطا کی گئی صاحب کلکٹر نے اطلاع پاکر بتوسط صاحب کمشنر حکام بورڈ مین رپورٹ کی
کہ بلند اقبال خان اس ضلع مین ایک بڑا تعلقہ دار اور ذی عزت رئیس ہے جیسا کہ ہندوستانیون
مین دستور ہے اپنی نالایقی سے فضول خرچی کرتے کرتے ایک بھاری قرضہ کا ذمہ دار ہوگیا ہے
جسکا ادا کرنا اوسکے اختیار سے باہر معلوم ہوتا ہے چنانچہ اب ایک مہاجن نے ساٹھ ہزار
نوسو باون روپیہ گیارہ آنہ دو پائی کی ڈگری حاصل کرکے بذریعہ نیلام علاقہ اجراے ڈگری
کی درخواست کی اور عدالت دیوانی نے بہ تعمیل دفعہ ایکٹ ۸ سنہ ۵۹ء ہمکو اطلاع دی کہ اوسپر
ہم نے کاغذات علاقہ ملاحظہ کیے اور ہمارے حکم کے بموجب صاحب اسسٹنٹ نے بھی
رپورٹ پیش کی جس سے ہمکو ظاہر ہوا کہ علاقہ مین سب طرح کی گنجایش ہے اور باقی جایداد کی
آمدنی بھی بہت اچھی ہے صرف بلند اقبال خان کی بدچلنی اور ناعاقبت اندیشی اور بدوضع
لوگون کے اختیار و صحبت سے یہ نوبت پہونچی ہے ہمکو امید نہین ہے کہ خود بلند اقبال خان
اپنے قرضہ کی ادائی کی بجز اسکے کوئی اور سبیل کرسکے کہ علاقہ و ملکیت نیلام ہو اور یہ پورانا
وخاندانی رئیس تباہ اور مفلس ہوجاوے اسکے علاقہ کی بربادی کی وجہ میرے نزدیک سب
سے بڑی اور زیادہ یہ معلوم ہوتی ہے اور غالباً صحیح یہی ہے کہ اسکو ایسے لڑکپن کی
حالت مین ایک بڑا علاقہ مل گیا جسکا سنبھالنا بلا امتحان زمانہ و عقل پختہ وسلیم کے مشکل تھا
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اوسنے ایک بھاری قرضدار ہوکر اپنے اوپر نالایقی کا داغ لگایا یہ شخص
اون لوگون کی صلبی اولاد مین سے ہے جنھون نے بڑے بڑے ہنگامون مین سرکار
کے ساتھ خیرخواہیان کین اور بُرے وقت مین سرکار کی مدد کے واسطے جان تک عزیز
نرکھی اور پنجاب اور کابل کی معرکون مین بڑی نیکنامی رہی یہ علاقہ بھی اونھین کا پیدا کیا ہوا ہے اب ہمکو ان
دونون کی حفاظت کی کوئی سبیل وصورت نظر نہین آتی ہمنے بلند اقبال خان کی کل ملکیت دیکھکر
اپنا اطمینان کرلیا ہے کہ علاقہ بہت عمدہ ہے مگر کامداروں کی شرارت اور مالک کی غفلت ہی

کوشش کرین گے اتنا کہکر بلند اقبال خان کو تو ادھر رخصت کیا اودھر کچہری مین جا حکم دیا کہ
محافظ دفتر کیفیت پیش کرے کہ بلند اقبال خان کے کتنے دیہات ہین مالگذاری اور رقبہ کسقدر ہے
اور تحصیلدار کے نام پروانہ جاری ہوا کہ بلند اقبال خان کی کل جایداد املاک کی ایک فہرست بہ تفصیل
آمدنی بہت جلد حضور مین بھیجدے اور صاحب اسسٹنٹ کو حکم دیا گیا کہ آپ خود تشریف لے جاکر
علاقہ کی حیثیت و جایداد کی آمدنی ملاحظہ فرماکر مشرح رپورٹ بھیجین چنانچہ بہ تعمیل احکام صاحب کلکٹر
جو کاغذات و رپورٹین آئین اونکے ملاحظہ سے صاحب کلکٹر کو یقین ہوگیا کہ علاقہ گنجایشی اور آمدنی
کی جائداد ہے مگر نواب صاحب کے انتظام اور اونکے نوکرون کے تصرف سے یہ خرابی ہو رہی ہے
اگر اچھی طرح بندوبست کیا جاے تو امید ہے کہ قرضہ ادا ہو علاقہ کا علاقہ درست ہو جاے
بربادی تباہی سے بچ جاے پھر صاحب ضلع نے بتقریب دورہ علاقہ کو خود جاکر ملاحظہ کیا جایداد
و ملکیت دیکھکر خاطر خواہ اپنا اطمینان کر بلند اقبال کو بلاکر کہدیا کہ تمھارے بچاو کی اور کوئی
عمدہ صورت ہمکو بجز اسکے نظر نہین آتی کہ ہم آپ کے علاقہ کے لیے کورٹ آف وارڈس کی
رپورٹ کرکے سرکار سے بطور قرضہ دو لاکھ روپیہ لے آپ کا قرضہ ادا کردین اور آپ کی
گذران کا بھی بندوبست کردیا جاے بلند اقبال خان کو تو جان بچانے کی پڑی تھی بہت
خوشی سے عرض کیا کہ جو آپ کی راے و مرضی ہو بہت بہتر انسب مین راضی ہون صاحب
نے انکی بھی مرضی دیکھکر حکم دیا کہ تم ہمکو اس قسم کی درخواست دو کہ سرکار بطور خود میرے
علاقہ کا انتظام کرکے میرا قرضہ ادا کرادے بلند اقبال خان کی اس قسم کی درخواست کے
پیش ہونے پر صاحب کلکٹر نے عدالت دیوانی مین یہ تحریر روبکار درخواست کی کہ ہم سے
مدیون نے التماس کیا ہے کہ ہمارے قرضہ کا جسطرح ہوسکے بندوبست کردیا جاے چنانچہ
ہم نے یہ تجویز کی ہے کہ ہم سرکار سے سود پر بقدر قرضہ روپیہ لیکر علاقہ کورٹ وارڈس کرلین
اور اسطرح سبیل اجراے ڈگری ہوجاے لہذا گزارش کی جاتی ہے کہ اگر عدالت بقدر
مناسب مہلت عطا فرماکر ہماری تجویز منظور کرے تو ہم کورٹ آف وارڈس مین رپورٹ کرین

مدیون پر اجراے ڈگری کی درخواست کی حاکم عدالت نے ایک رئیس بگڑتا دیکھہ رحم کیا
صاحب ضلع کی خدمت مین یہ وبکار بھیجا کہ نواب بلند اقبال خان پر جو آپ کے ضلع اور تحت
حکومت مین ایک بڑا تعلقہ دار زی عزت رئیس ہے پنی مل سیٹھ کی نالش مین ساٹھہ ہزار
نوسو بارہ روپیہ گیارہ آنہ دو پائی کی ڈگری ہوگئی تھی اب اوس نے زر ڈگری پر سود بڑھا کر
واسطے سبیل وصول زر مستدعویہ کے بذریعہ نیلام علاقہ اجراے ڈگری کی درخواست کی ہے عدالت
کے نزدیک اوسکی درخواست کے اجراے مین کوئی تامل کی وجہ نہین پائی جاتی مگر عدالت
کی خواہش ہے کہ کسی ایسی سبیل سے اجراے ڈگری ہوجاوے کہ علاقہ نیلام نہو اور مطلب
نکل آئے اسواسطے آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر آپ سبیل اجراے ڈگری کسی اور صورت
سے کرا سکتے ہون یا مدیون کی مدد کر سکتے ہون تو اندر ایک مہینے کے عدالت کو اطلاع
دین ورنہ کل علاقہ نیلام پر چڑھا دیا جاوے گا اودھر تو صاحب کلکٹر کے پاس یہ روبکار پہنچا
ادھر تمام رئیسون نے صاحب کے بنگلہ پر جا عرض کیا کہ حضور بچائین تو بچے ورنہ ایک رئیس
بگڑا جاتا ہے اگر اپ ایسے وقت پر بھی مدد نکرین گے تو پھر بلند اقبال خان بالکل تباہ ہوجاوینگے
گے موروثی علاقہ جاے گا خاندانی عزت برباد گئی آپ کی مدد سے سب ہوسکتا ہے
بلند اقبال خان خود ہی تنہائی مین جا کر بہت رویا گا یا صاحب بھی خاندانی شریف رحیم تھے
بلند اقبال خان کی گرگرہٹ اورون کی سفارش پر صاحب کو بھی رحم آیا بلند اقبال خان کو
بہت کچھہ سمجھایا کہ آدمی کو پہلے ہی سوچنا چاہیے جو آدمی سوچکر کام نہین کرتا آخر کو پچھتاتا مفلس
اور ذلیل خوار ہوتا بیوقوف بنتا ہی دیکھو جب تک تمھارے پاس روپیہ تھا نواب صاحب نواب صاحب
کہتے جان دیتے تھے اب وہی تمھارے غرضی دوست تمھاری بدولت چین اوڑاتے تمکو افلاس
اور پریشانی مین دیکھہ خوش ہوتے ہین اسی سبب سے ہمیشہ آدمی کو ہر کام کے آغاز سے پہلے
اوسکا انجام سوچ لینا چاہیے مصرع مرد آخر بین مبارک بندہ است ۔ مشہور ہی ہے ابھی ہم آپ
سے کسی قسم کا وعدہ نہین کر سکتے جہان تک ہوسکے گا ہم آپ کی حفاظت و بہتری مین

مان سیر اتمام گہنا مانگتی تھین مین نے کہا کہ مین بلا اجازت نہین دے سکتی اسی پر میری ہزار دن
نصیحتی کی تمام اسباب بھیک دیا نعیم تو زن مرید تھا اور یہ بات پہلے سے بھی جانتا تھا بیوی
کی شکایت سنکر بہت برافروختہ ہوا سیدھا مان کے پاس گیا اوسکو تو یہ امید تھی کہ بیٹا کچھ تو
میری سُنے گا جب یہ اوسکے پاس گیا اوسنے کہا واہ میان آج ہی کے دن کے واسطے تمکو
جنا تھا کہ تمھاری بیوی کے ہاتھ سے جوتیان کھائین نصیحتی سُنین آج تمھارے باپ کو صرف
سات روز کے واسطے دو ہزار کی ضرورت تھی کڑے مانگے تھے صرف اتنی بات پر یہ سب آفت
آئی اب اونھون نے قسم کھائی ہے کہ مان کے ہی گھر جاکر کچھ کھاؤن پیون گی یہان دانہ حرام
ہے اور یہ بھی کہتی تھین خدا نے چاہا تمھارے بیٹے کو بھی تم سے لڑوا چھڑوا ساتھ لیجاؤنگی
نعیم کا دل تو فرحت نے پہلے ہی سے منغص کر ہی دیا تھا مان کی بات نہ سمجھا بیوی اور گہنے کا
منہ کرکے اولٹا مان باپ سے لڑا خوب جوتیون مین ال بٹی صابرہ شکل دیکھتے کی دیکھتے ہی
رہ گئی نعیم بیوی اسباب سمیت وقت پر مان باپ کو چھوڑ اپنی سسرال جا رہا مان باپ
دونون روتے رہے ساس سسرے بڑے خوش ہوئے منہ مانگی مراد ملی بیٹی داماد کو بھی
لے آئی بہو گھر کی آبادی کیا آئی تھی گھر اُجاڑ میان کو بھی لے گئی افلاس ایسی بُری چیز ہے
کہ برسون کی آرزو امید جسکے واسطے خود تباہ ہوئے بُرا وقت دیکھ کر علیحدہ ہو گیا ذرا بھی
مان باپ کا پچ نہ کیا جب یہ دونون چلے گئے قرض والے جہیز پر دانت لگائے تھے اب
اوس سے ہاتھ دھو تقاضے پر تقاضے ہونے لگے نوکر چاکرون نے بھی کنارہ کیا اور سب سے
مہاجن تو تقاضا ہی تقاضا کرتے رہے پنی مل سیٹھ کا روپیہ بھی سب سے زیادہ تھا اوسنے
صورت برادری نہ دیکھ کر جھٹ نالش کر دی پھر اوباشون خود غرضون کی قسمت چمکی لٹگس پنی
شروع ہوئی ہزارون روپیہ کچہری کے نام سے لیا سو پچاس کسی بے ایمان عملے کو دے
باقی خود ہضم کیا وکیلون نے نذرانہ مختانہ لے شکرانہ لکھوا لیا وکیل محلے کیا کرتے مقدمہ
صاف دعوی سچ تھا عدالت نے تسلیم کر بجق مدعی ڈگری کیا پنی مل کا اور سود چڑھا بالا داد

دیدین تو کام نکل آئے اور آج کے ساتوین روز اون کے کپڑے بھی آجائین صابرہ نے سمجھایا
بھی کہ کپڑے مانگنا اچھا نہین ہے اگر ندے انکار کیا تو پھر سخت رنج ہوگا بیٹے کا حال معلوم ہی ہے
میرے نزدیک بہو سے مانگنا اچھا نہین ہے بلند اقبال خان نے کہا کون مین مرت کیو اسطے
چاہتا ہون صرف سات روز کا وعدہ کرتا ہون اسکے اصرار سے صابرہ نے بہو سے کہا
کہ آج تمھارے سسرے کو اس قسم کی ضرورت ہے اور دو ہزار کے واسطے کام بگڑتا ہے
اگر تم اپنے کپڑے دے دو تو ہمارا کام ہوجاے اور ساتوین روز تمھارے کپڑے بھی آجاوین
اسکو تو نعیم اللہ منع ہی کر چکا تھا ساس کی بات سنکر نیچے سر جھکا بہت آہستگی سے جواب دیا کہ
کپڑے تو میرے پاس نہین ہین اونھین کے صندوقچہ مین بند ہین کنجی بھی صندوقچہ کی اونھین پاس
ہے صابرہ بولی اور سب چیزین تو تمھارے پاس ہین کپڑے ہی اوسکو اپنے صندوقچہ مین
بند کرنے تھے کل تک تو مین نے اُنکو بھی تمھارے ہی پاس دیکھا تھا فرحت کہنے لگی بھلا
مجھکو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی اگر میرے اختیار مین ہوتی مین دے دیتی صابرہ بولی
اچھا کپڑے نسہی پاے زیب لچھے تو تم پہنے ہو یہی دیدو فرحت نے اسکا بھی جواب دیا کہنے لگی
مین دیتی تو دیدون مگر تھوڑی دیر کے واسطے گھبرانا کیا ضرورت ہے وہ آے جاتے ہین اونھین
سے لے لینا صابرہ کو یہ جواب بہت ہی سخت معلوم ہوا کہنے لگی اللہ رے اب ہم ایسے ہوگئے
کہ ابھی سے ہزار دو ہزار کا اعتبار نہین اور پھر اپنے خدا کی شان ہے ان ہی کی بدولت ہمکو
یہ ضرورت پڑی اور ان ہی نے ہماری ایسی قدر کی غبار تو پہلے سے بھرا تھا باتون ہی باتون
مین ساس بہوون مین ہونے لگی جو نہونی تھی سب کچھ ہوئی بلند اقبال خان یہ سب سنتا رہا
عورت سے منہ لگنا اچھا نہ سمجھ کر غصہ مین بھرا باہر جا بیٹھا دونون ساس بہو الگ الگ اپنا اپنا
منہ لپیٹ کونے مین جا لیٹین اپنے وقت پر نعیم بھی آیا گھر مین دیکھا چپ چپ ہو رہی ہے
بیوی الگ کونے مین پڑی ہے ماں بھی دکھائی نہین دیتی بیوی کو اوٹھایا بیٹھایا پوچھا اوس نے
ایک ایک کی دو دو لگائین ماں باپ کی طرف سے خوب بھڑکایا رو رو کہنے لگی کہ تمھاری

ابھی سے بھڑکانا اچھا نہین جہان اتنے دن صبر کیا تھوڑے دن ذرا اور صبر کرین کیا ہم بھاگے
جاتے ہین ایک ایک کی جگہ دو دو دینے کو طیار ہین بلند اقبال خان نے پھر امروز فردا کا وعدہ
حیلہ حوالہ کرکے روکا یہ خبر نعیم اللہ کو بھی معلوم ہوگئی کہ خود برباد تباہ ہو کر اب میری بیوی کے گہنے
پہ نواب صاحب کا دانت ہے اپنا یہ حال کرکے دوسرون کا مال تکتے ہین اگر کہین خبر
میری سسرال پہونچے تو بڑا فساد ہو تکرار بڑھے تمام شہر مین رسوائی ہو اس سے بہتر ہے کہ
جو کچھ آیا ہے رفتہ رفتہ وہین بھیجدیا جاے جسمین بدنامی نہ آئے اسنے یہ سوچ سمجھ کر بیوی سے
کہدیا کہ بغیر میرے پوچھے کوئی تم سے کوئی چیز مانگے ہرگز نہ دینا اور جب تم اپنے گھر جاؤ جو چیز تمھارے
ساتھہ جائے اوسکو وہین رکھتی آنا جس مین ماں باپ بھی ناراض نہون اور تمھارا جہیز بھی بچ جائے
فرحت زمانی کو تو اتنا اشارہ بہت تھا ہولے ہولے اسباب کھسکانا شروع کیا جہانتاب زمانی
بیگم بھی داماد اپنے مطلب کا دیکھہ کر بڑی خوش ہوئی سمجھی گھر داماد ملا اسنے ایک دالان انکے
واسطے خالی کردیا جب آئین اسی مین رہین جو لائین اسی مین رکھین فرحت زمانی جب میکے آتی
تھوڑا بہت اسباب تو خود لیتی آتی اور کچھہ حیلہ حوالہ سے آدمی بھیجکر جہانتاب زمانی منگواتی جاتی
اسیطرح تھوڑے دنون مین کاٹھہ کوڑے سوا تمام اسباب ڈھل آیا آخر گھر مین سے یہ چیزین
جاتی تھین صابرہ بھی جاتی دیکھتی تھی پہلے تو وہ سمجھی کہ کسی ضرورت سے جاتی ہین آخر کار اوسکو
یہ معلوم ہوگیا کہ اسیطرح بہو اپنا تمام جہیز لے گئی ہین یہ نہ سمجھی کہ بیٹے کی مرضی سے یہ سب ہوا ہے
کھوٹے کے بل بچھڑا کودتا ہے ایک دن باتون ہی باتون مین صابرہ نے نعیم سے بھی حقیقت
بیان کی مگر اوسنے اول تو مان کی بات غور سے نہین سنی اور جتنی سنی اوسکو بھی ٹال دیا بلکہ یہ جواب
دیا کہ اونکا مال ہے جہان چاہین رکھین ہم کیون دخل دین صابرہ کو یہ سنکر بہت رنج ہوا کہکر
پچھتائی مگر کیا کرتی چپ ہو رہی یہ سب کیفیت بلند اقبال خان کو بھی معلوم ہوئی وہ بھی دم بخود
رہا بیٹے سے دل ہی دل مین بگاڑ ہونا شروع ہوا کہان تک غبار دبتا ایک روز بلند اقبال خان
سے بے وقوفی ہو ہی گئی ہزار کا نقصان ہوا جاتا ہے اگر بہو ایک ہفتہ کے واسطے اپنے گھر

پہلے مفت خورون خود غرضون نے یہ صلاح دیکر بہت سا روپیہ قرض لوایا تھا کہ نواب صاحب
بالفعل مہاجن سے قرض لیکر خوب دھوم دھام شان وشوکت سے چھوٹے نواب صاحب کی شادی
آپ کو تو عمر بھر مین یہی ایک کام رہ گیا ہے کوئی بات یا ارمان ایسا نہ رہ جائے کہ پھر پچتاوا آوے
دھن دولت اسی واسطے ہوتا ہے اور پھر قرض کا ڈر کیا ہے جتنا آپ خرچ کرین اوس سے
دونہ جہیز مین ملے گا بالفعل جہیز کا گہنا دیکر آپ قرضہ بیباق فرما دیجیے گا خدا کے فضل سے
علاقہ کی آمدنی کیا کم ہے ایک سال مین تو سب جہیز بنتا ہے پھر دنیا مین کون ہمیشہ جیتا ہے
ایسے ہی کامون سے نام رہ جاتا ہے ایسے ہی لوگون کی دھونس دینے سے بلند اقبال خان
نے بے کھٹکے قرض لینا شروع کیا سقا مہتر دھوبی نوکر چاکرون کو حیثیت سے بڑھ بڑھ کر
جوڑے دیے خلعت ملے بہو کے گہنے کی امید پر اپنے گھر کی چیزین سو کی تیمت کی دس پہرین
رکھین رہی سہی چیزین تو یون نکل گئین جیسی جہیز کی امید تھی وہ بھی پوری نہین ہوئی قرض خواہون
کے تقاضے سے گھر کا کل مال اسباب ایک ایک کرکے بکا جو جسکے ہاتھ مین آیا اوسنے اپنے
قرضہ مین ہضم کیا نوکر چاکرون کی تنخواہین الگ چھ چھ مہینے کی چڑھ گئین قرضخواہون کے گھیرنے پر
اونھین مشیرون نے پہلے تجویز کی خبر دلائی کہ بہو کا جتنا گہنا ہو وہ تو قرضہ مین دیدیجیے کچھ تو یون سبکدوشی
ہوگی باقی کے واسطے قسط بندی کر دیجیے تھوڑے دنون مین سب کا روپیہ ادا ہو جاوے گا
پھر بہو کا گہنا بن جاے گا اسوقت کام اٹکا رہے گا بلند اقبال خان کہنے لگا کہ جتنا روپیہ مینے
لگایا اوسکا ایک پاسنگ بھی جہیز نہین آیا اگر بہو کا گہنا قرض مین دیا بھی تو کیا اونٹ کے منہ
مین زیرہ اور پھر بہو سے کس منہ سے کہون عورتون کی سمجھ ہے اونکو یقین کب آتا ہے کہ اب لیکر دینگے
یہ سوچ سمجھکر دو مہینے تو بلند اقبال خان نے اسی طرح آج کل کرتے کرتے ٹالا مگر اپنے خرچ مین
ایک پیسہ کم نہ کیا نوکرون کی تنخواہ اور زیادہ ہوتی گئی اپنے اوپر تکلیف سہی مگر کسیکو جواب نہین دیا
دو مہینے بعد پھر قرض والون نے تنگ کیا اسنے گھبراکر بیوی سے کہا اگر بہو اپنا گہنا دیدے
تو اونکو دیکر ہم اپنا پیچھا چھٹائین صابرہ نے جواب دیا کہ ابھی بہو کو آئے ہوئے کتنے دن ہوے

ئی تھی آج وہ بھی حسب معمول سمدھن سے ملنے کے لیے طیار ہوئی بناؤ سنگار کیا قاعدہ کے
موافق سمدھنون کی سواریون کا کرایہ دیا پھر دولہ گھر مین آیا دلھن کو بھی چوتھی کا جوڑہ پہنا اٹھایا
پھولون کا گہنا پہناست کولہ کی طرح چوتھی کی کھیر کھلائی گئی دلھن نے پہلے بوٹی شروع کی
وہی لائی ہوئی چھڑیون مین سے گن گن کر دولہ کے سات جمائین دولہ نے بھی اپنا بدلا لیا
اسیطرح تہ کاریون سے لڑائی ہوئی جب ان دونون نے مار گٹائی لڑائی چوتھی کے کھیل سے
فراغت پائی سمدھنون سمدھنون مین ہونے لگی جس نے جسکو پایا تاک تاک کر ایسی بیدردی سے
مارا کہ لگتے ہی بلبلا دیا اگر کچھ کسر رہ گئی تو دوسرے نے خبر لی کسی کی بھون پھوٹی کسی کی آنکھ پھوٹی
لگی ظاہر مین خوشی تھی مگر سچ پوچھو تو عداوت کی بنیاد پڑی اگرچہ اس رسم کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے
کہ جو کچھ ہونا ہے آج ہولے پھر دونون طرف سے کوئی لڑائی کا نام نہ لے لیکن اب تو بجاے اسکے
چوتھی کے دن سے لڑائی جھگڑا شروع ہوتا فساد عناد ہونے لگتا ہے حاصل کلام جب مار دھاڑ
ہو چکی جہانتاب زمانی صابرہ سے ملی دولہ نے سلام کیا سلامی لی سالیون نے دولہ کی جوتی
چھپا اپنا نیگ لیا ان رسمون معمولون کے بعد دلھن دولہ سمیت سمدھنون نے اپنے گھر کا
راستہ لیا جہانتاب زمانی نے سمدھیانے کھانا بھیجا دوسرے دن تنبن کے چونے کئی شادی
بیاہ کی رسمون کے بعد چار چالے ہوئے پہلے ہی چالے مین بگاڑ کی باتین ہونے لگین بیٹی والی
تو چندن ہارست لڑا اندیکھہ کر باتین بنانے لگی انھون نے بھی یہ شکایت کی کہ تم نے کیا دیا جتنا
ہم سنتے تھے اوسکا آدھا بھی نہ ملا پھر کس منہ سے چندن ہارست لڑے کا دعوی ہے پنچ الونی
کی بن آئی کچھ سنی کچھ جا لگائی دونون طرف کے خیرخواہ رہے اپنا بھلا کیا ان دونون کو لڑوا دیا
دلون مین گرہ پڑ گئی بلند اقبال خان صابرہ کو تواریان دوحصلہ نکالنے کی پڑی تھی لاکھون
کی قرضدار ہو کر گھر کی آبادی کے لیے بہو لائی تھے بہو صاحب نے آتے کے ساتھ ہی اپنا اثر
دکھایا گھر کی آبادی تو خیر صلاح یہ فکر پڑی کہ میان کو بھی لے چلیے اپنے مان کے گھر چلکر رہیے
ادھر تو یہ لڑائی جھگڑا ہونے لگا ادھر بلند اقبال خان کو قرضدارون نے گھیرا شادی سے

ساس نے سلامی دے بلائین یعنی دلھن کا گلگی کیا ہوا دودھ پلایا بہنون کو سہارا لگانے
کی نوبت بھی نہ پہونچنے پائی تھی دولہ نے دلھن کو گود مین اوٹھایا پالکی مین بٹھایا صابرہ
ساتھہ بیٹھی رات رخصت ہوئی پالکی اوٹھاتے وقت دولہ والون نے سونے کے پھول
لٹائے راستے بھر اسیطرح لٹاتے اپنے گھر آئے مہمانون کے اترنے کے بعد پالکی سے دلھن
کا پاؤن نکال تنکر دودھ سے دھو دولہ گود مین اوٹھا اندر لے چلا دالان مین گھسنے کے
ساتھی بہنون نے باڑھ باندھ رستہ روکا کہ ہمارا نیگ دلاؤ آخر کمی بیشی کی بحث مین گھڑی بھر
تک دلھن کو لیے کھڑا رہا پاؤن کاپنے لگے صابرہ نے منہ مانگا نیگ دیکر دولہ کا راستہ کھولا
دولہ نے دلھن کو مسند تکیہ پر بٹھا باہر کا راستہ لیا سب نے دلھن کو منہ دکھائی رونمائی دی اپنے
مین شکوے کی کھیر بھی طیار ہو گئی پھر دولہ بلا آیا کھیر نکالی گئی ادگر بہنین آمنے سامنے دلھن دولہ
ہو بیٹھے پہلے دولہ نے اپنے ہاتھہ سے دلھن کے منہ مین کھیر دی پھر دلھن کا ہاتھہ ایک عورت
نے پکڑ کر اوسکے ہاتھہ سے دولہ کو کھلائی اسیطرح سات نوالہ کھائے اس مین بھی بہنون نے
خوب دق کیا نوالہ دیتے وقت جب موقع ملا خود دلھن دولہ دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے اچک لیا
کھیر کھا کر دلھن نے دولہ کی چھاتی پر چڑھ بلاق اوتارا اور جتنی نتین آج کے دن کے لیے
مانی تھین رہی سہی سب کین دوسرے دن ولیمہ کا کھانا پکا دلھن کا خالہ زاد بھائی مٹھائی لیکر
پالکی لیے دلھن کو لینے آیا شربت پی کر شربت پلائی دی کھانا کھلا دلھن کو پالکی مین بٹھا ساتھہ
لے گھر کی راہ لی دولہ کی بہنین بھی ساتھہ گئین جب یہ سب جا چکین ولیمہ کا کھانا کھلایا گیا کھانا
اتنا تھا کھاتے کھاتے نہ نبھڑا چار پانچ دفعین تو سمدھیانے بھیجین گئین ولیمہ سے فراغت پا چوتھی کے
لیے ہر قسم کی پھول ترکاری منگائی چنگیر پاندان مین پھولون کا گہنا رکھا گیا خوانون مین ترکاری
پھولون کی گیندین اور چھڑیان لگا سب مہمانون نے سوار ہو دلھن کے گھر چڑھائی کی وہان
شربت پلایا گیا ہار بڑے بن سپاری کی طشتریان رکھین گئین بیاہ والے دن بیٹی کی ماں
ہونے کے سبب سے جہانتاب زمانی بیگم میلی کچیلی کپڑے پہنین تھی اپنی سمدھن سے بھی نہ ملنے

دولہ جان بچا کر باہر نکلا اب جہیز نکلنا شروع ہوا اگرچہ علی قلی خان راضی نہ تھا مگر جتنا جہیز طیار
ہوا تھا سب دیا گیا گو جہیز بہت تھا لیکن علی قلی خان کے نام و حیثیت و لوگون کی امید سے
بہت کم نکلا آوازے توازے ہونے لگے عورتون نے باتون ہی باتون مین دل جلا دیا
فرحت کی نانی سے نرہا گیا روتی ہوئی صابرہ کے پاس جا کہنے لگی کہ بیگم صاحب جو ہم سے
ہو سکا ہم نے نذر کیا کیا معلوم تھا کہ بیٹی کی بیٹی دین گے اور فضیحتی سُنین گے مین نے بہت گھر
دیکھے بڑی بڑی مجلسین دیکھنے مین آئین مگر یہ بات اور یہ ہجو کہین نہ دیکھی خیر جو کہو بیٹی دی ہے
سب سُننی پڑی گی صابرہ نے یہ سُنکر سمدھن سے قسم کھا کر کہا کہ اسمین میرا اشارہ بالکل نہین ہے
یہ سب کچھ ہوا بھلا کوئی بات تم نے میرے مُنہ سے بھی سُنی ہے یا کسی قسم کی شکایت میری مان
بہنون نے کی ہے یہ ایرا غیرا عورتین جو چاہتی ہین کرتی ہین اورونکو بدنامی لگاتی ہین کس کسکا مُنہ
پکڑون بہتیرا سمجھاتی ہون ایک کوئی نہین مانتی تمکو انسے کیا بکنے دو ان کے بدلے ایک
کی جگہ سو مجھکو کہہ لو یہ جہیز کیا تھوڑا ہے جب بیٹی ہی دی تو اس سے بڑھ کر کون سی چیز
باقی رہی ہم نے بیٹی لی سب کچھ پایا صابرہ نے کہہ سُنکر اسکے آنسو پونچھے اتنے مین جہیز بھی
نکل نکلا لدلدا گیا اور سمدھنین سوار ہونے لگین اودھر مان باپ نانی خالہ دلھن سے خوب مل
ملکر روئین دلھن کی بھی گھگی بندھ گئی روتے روتے آنکھین سوج آئین دلھن کی نانی نے دلھن
کو صابرہ کے سپرد کر کے کہا کہ بیٹی آج ہی کے دن کے واسطے بُری ہوتی ہے اتنے دن
پیٹ مین رکھا آپ تکلیف سہی اللہ آمی کر کے پالا پرورش کیا جب بڑی ہوئی ہوش و حواس
آیا غیر دو بول کہکر لے گئے اسیطرح اب مین یہ لونڈی آپکے سپرد کرتی ہون جو کچھ خدمت
ہمارے لایق ہے وہ کی گئی اب آپ ہین اور اسکا نصیبہ صابرہ کے بھی یہ عاجزی کے کلمے
سُنکر آنسو بھر آئے کہنے لگی سمدھن بھلا یہ کیا کہتی ہو ہمارے یہان ان کے سوا کون ہے
اگر وارث ہین تو یہ ہین مالک ہین تو یہ سچ تو یہ ہے کہ ہماری سرتاج یہی ہین خالہ زادی بہنون
اور صابرہ کی سوا اور سب سمدھنون کے سوار ہو جانیکے بعد دولہ نے گھر مین آکر ساس کو سلام کیا

گھبراے کیون جاتے ہو اچھے خدا کی قسم سچ بتاؤ کے فاقہ سے ہو دولہ سُنکر اور شرمایا ہوے
ہوے چاٹنے لگا دوسری صاحب بولین میان خیر ہے اسی بھوک پر دلھن لینے آے ہو
ابھی یہ حال ہے تو آگے خیر صلاح نعیم تو بڑا شریر ہوشیار تھا مگر عورتون کی باتون نے عقل
کھو دی کھانڈ چاٹتے چاٹتے باولا بنا دیا پھر اسنے بھی یہ اوستادی کی کہ دلھن کی انگلیون
مین دراڑ کر کے کچھ کھانڈ چاٹی کچھ نیچے گرانی شروع کی مگر ڈومنیون کے مارے یہ حکمت بھی
نہ چل سکے اونھون نے یہ چالاکی دیکھ کر اپنا ہاتھ نیچے رکھ لیا کھانڈ کو نہ گرنے دیا سب
چٹا کر چھوڑا پھر چھپر کھٹ مین بٹھا ایک ہاتھ و انگلی سے دُلھن کے پایجامہ مین کمر بند ڈلوایا
زان بعد دُلھن کی بہن چولی کا پڑا کاجل دولہ کی آنکھ مین لگا گئی پھر دلھن کو دولہ کے
مونڈھے پر دلھن کے پاؤن سے جوتی مار کر اوسی چھپر کھٹ مین لا بٹھایا دولہ کے آگے
سل بٹا رکھ ایک ہاتھ سے سروج پسوایا بہنون نے مدد کی کام بٹایا پھر نو باتین شروع ہوئین
یعنی دلھن کے ہر ہر جوڑ پر بتاشہ رکھ کر دولہ کو کھلوایا دولہ ایک غضب مین گرفتار تھا ڈومنی نے
بتاشہ رکھا دولہ کھانے کو جھکا کسی اور نے وہ بتاشہ اُچک لیا یہ تکتا کا تکتا رہ گیا جب
یہ بھی ہو چکا دولہ کو دو زانو بٹھا آرسی مصحف بیچ مین رکھکر دونون پر دوشالہ ڈال دیا آئینہ مین
شکل دیکھ کر کئی بار دولہ نے کہا کہ بیوی بیوی آنکھین کھولو تمھارا غلام حاضر ہے اسکے اس
کہنے نے تو کچھ بھی اثر نہین کیا اور جو عورتین دلھن کو لیے بیٹھی تھین اونکی اجازت و کہنے سے
آنکھین کھولین دولہ نے آئینہ مین کھلی دیکھ قران شریف سے سورۂ اخلاص پڑھ کر دم کیا
سروج لگا دوشالہ سے مُنہ نکالا مُنہ نکالتے وقت صابرہ بیگم نے اپنے بیٹے دولہ کو شکل
دکھا کر دعا دی کہ الٰہی میرا جیسا نصیبہ اور سُہاگ ہو وہ مان کی شکل دیکھنے بھی نپایا تھا کہ
ڈومنی نے دُلھن کے پاؤن تلے کا بیڑا دولہ کے مُنہ مین ٹھوس دیا جب یہ سب ریت رسوم
جادو ٹونے ہو چکے ڈومنیون نے اپنا نیک مانگا بچہ کا بچہ حیران ہوا اولٹا حیران کرائی دینا
پڑا صابرہ نے ایک اشرفی دیکر اپنے بچہ کی جان بچائی ڈومنیون کا مُنہ بند کیا دلھن کو ٹھری مین گئی

دار تون نے غل مچایا زمین کو اوٹھا لیا اب سب کے ہوش گئے بڑے گھر کی بارات تھی
ایک موٹی چڑیا ہاتھ آئی ذرا دھمکا ڈرا تین ہزار روپیہ خود لے لیے پندرہ سو دار تون کو
دلا کر رفع دفع کر دیا جب آتشبازی چھٹ چکی اور یہ ہنگامہ فرو ہوا بارات آکے بڑھی دولہ
دروازہ پر پہونچا سلامی کے گولے سر ہوئے اندر سے دلھن کی خالہ نے دلھن کو گود مین
لے دروازہ پر پہونچ دولہ کی شکل دکھا آنکھین کھلوائین ایک عورت نے دلھن کے ملے
ہوئے بٹنے کا پنڈا دولہ کے گھوڑے کی دم پر مارا دوسری نے سم پر نہلائی ہوئی ہنڈیا چھوڑ دیا
اسکے بعد دلھن کو کوٹھری مین لے گئے دولہ براتیون کو دیوانخانہ مین جا بٹھایا پھر
سمدھنون کا اترنا شروع ہوا سمدھنین کیا تھین تمام شہر کی عورتون کا جمگھٹا تھا جب
سمدھنین اوتر اوتر بیٹھ چکین قاضی جی نے سوا دو کرور مہر پر نکاح پڑھا دونون طرف سے
ایجاب قبول ہوا دولہ دلھن کے سلوک و نباہ کی دعا مانگی چھوہاری بٹے مبارک سلامت ہونے لگی
زنانہ مردانہ مین ساچق کی طرح تار ڈالے شربت پلایا عطر ملایا پان دھنیہ کی طشتریان تقسیم
ہوئین پھر دولہ اندر بلایا گیا ارمان کے مارے رشتہ کی بہنین دروازہ سے دولہ پر انچل
ڈالکر اندر لے گئین ڈومنیون نے دلھن کی کوٹھری کے پاس لیجا باندھا بہنون نے اپنے
پیارے بھائی کو گرفتار دیکھ ڈومنیونکا دستور دیدیا اونکے پنجہ سے چھٹایا چوکھٹ پر
کوٹھری کے باہر دولہ تو کھڑا ہی تھا دلھن کو بھی دو عورتون نے اندر چوکھٹ مین سہارے سے
لا کھڑا کیا دلھن کی دونون پسین سفید کھانڈ سے بھرا اسطرح دولہ کے آگے چاٹنے
کو بڑھا دین کہ جونہین دولہ کھانڈ چاٹنے کو جھکا جھکتے ہی دلھن کا ہاتھ نیچا کر دیا نیچا کرنے
کی دیر تھی چٹاخ سانی دولہ منہ کے بل گرا چوٹ کی چوٹ آئی شرمندگی الگ حاصل ہوئی
سب مہمان بے اختیار ہنس پڑے ڈومنی بولی خدا کی پناہ دولہ کی ماں کیسی ہین نہین معلوم
کتنے دن سے کھانا نہین دیا کتنے فاقون مین اتنی کھانڈ دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ دیکھتے ہی
گر پڑا پھر دولہ سے سنبھل سنبھلا کھڑے ہو کھانڈ چاٹنی شروع کی وہی ڈومنی کہنے لگی میان

مرد عورتین چاندی کی نہانے کی چوکی اوٹنے کا کٹورہ لوٹہ بُنتی کا جوڑہ ریشمی لنگی پنڈیان بٹنا
گوٹے کے ہار تیل کی کار چوبی شیشی شربت کے شیشے وغیرہ لے تاشہ باجے سے دولہ
کے گھر آموجود ہوئین جسطرح ساچق مین دلھن والیان انکے ساتھ پیش آئین تھین اوسیطرح
یہان والیون نے تواضع کی باہر مردون مین مردون کی خاطر مدارات ہوئی پھر دولہ کو اندر
لائی ہوئی چوکی پر بٹنا مل مہندی لگائی رشتہ کی سالیون نے نیگ جوگ لیا اسکے بعد آئی ہوئی
عورتون نے اپنا راستہ لیا دوسرے دن دولہ کی طرف سے متنجن بریانی قورمہ باقرخانی
بہت سا کھانا دلھن کا حصہ گیا اودھر سے بھی آدھی رات ہوتے ہوتے دولہ کا سہرہ
آگیا بارات کی طیاری ہونے لگی بیڑے گوٹے کے ہار خوانون مین سجائے گیے چنگیر پاندان
مین پھولون کا گہنا دلھن کا سہرہ سجایا گیا چھوہارون سے بھی خون بھر لیے گئے مہمان
کپڑے بدل بدلا طیار ہو گیے تین بجے سے چھ بجے تک سوار ہوتے رہے جب سوار ہو چکے
پھر قرینہ سے بارات جمائی گئی آگے انگریزی باجا اُسکے پیچھے دولہ کا گھوڑا اور سب براتی
پھر ہاتھی پالکی نالکی کوتل گھوڑے انکے پیچھے سیج گاڑیون کا تاتارتون کی قطار اس شکل
سے آرایش سمیت دلھن کے گھر برات چلی آتشبازی تو پہلے ہی سے دلھن کے گھر تک
لگائے جا چکی تھی سلامی کے واسطے بم کے گولی ساتھ لیئے جون ہی دولہ نے رکاب مین
قدم رکھا سلامی کے طور پر ۲۱ - فیر ہوئے جب بارات دلھن کے گھر پہونچی اور آتشبازی
کی باڑ آنے لگی آرایش کی حفاظت تو بہت سی کی گئی تھی کہ دلھن کے دروازے تک پہونچ
جائے مگر کون مانتا ہے ادھر آرایش لٹنے لگی اودھر بتی دیتے ہی آتشبازی کی پٹاپٹ
شروع ہوئی تمام محلہ دھوان دھار ہو گیا گھوڑے الگ بگڑے نتھنے پھلا پھلا فراٹے
بھرنے لگے دولہ کی تو خیر گذری دس پانچ گرے دو تین زخمی ہوئے ایک بیچارہ جل بھنا
انکو تو حوصلہ نکالنے کی پڑی تھی ایک کی جان گئی یہ سمجھی دولہ دلھن پر جان قربان کی
ڈنڈی والے بھی تاک مین تھے موقع پاکر آموجود ہوئے سبکو گھیر لیا اودھر مردے کے

موقع ملے پر پٹاری پٹی مین رکھ کر لے جاتے ہین اسکو عیب نہین سمجھتین مگر سب ہی عورتین
ایسی نہین ہوتین یہان علی قلی خان نے چپے چپے پر آدمی بٹھا دیے خدا کی شان
جہانتاب زمانی بیگم کے رشتہ دارون نے احتیاط کی مگر علی قلی خان کے ایک بڑے دوست
کی بیوی نے چھپا دو خوان کھانے کے بھیجے وہان تو پہرا بیٹھا تھا خود علی قلی خان نے
پکڑے دروازہ پر آ بیوی سے کہا ذرا گھر کی خبر لو دیکھو تمھارے رشتہ دار لوٹے لیتے ہین
خوان پر خوان چلے جاتے ہین دو خوان تو مین نے پکڑے نہین معلوم اور کتنے گئے ہونگے
جہانتاب زمانی بیگم رشتہ دارون کا نام سن جھنجھلا گئی تحقیقات و دریافت سے معلوم ہوا
کہ یہ کھانا تو نواب صاحب ہی کے دوست کی بیوی نے بھیجا ہے بیچاری وہ عورت بھی شرمندہ
ہو کہنے لگی کہ توبہ نوج ایسا گھر آج تک نہین دیکھا مجھکو کیا خبر تھی مین کیون آئی سب عورتون مین
چرچا ہونے لگا یہ نکو ہو گئی لوگون نے بہت کچھ سمجھایا جہانتاب زمانی بیگم نے منت خوشامد کی
کہ بیوی اونکو معلوم نہ تھا کہ تم نے بھیجا ہے اب تم دو کی جگہ چار خوان بھیجدو خدا کے واسطے
نہ بگڑو اوسنے انکی ایک نہ سنی کہنے لگی پہلے تو بھری مجلس مین ذلیل کر دیا اب یہ کہتی ہو مین ایسے
گھر مین رہنے سے باز آئی یہ کہہ ڈولی منگا اپنے گھر کا راستہ لیا اور سب مہمان بھی برداشتہ خاطر
ہو گئے کہ خدا جلدی یہان سے فراغت کرائے بیوی تو اچھی ہے مگر ایسا کنجوس مکھی چوس
میان ہمنے تو نہین دیکھا اب کی آکر بے وقوف بنے پھر جو آئے بے وقوف ہے علی قلی خان
نے مہمانون کو تو اسطرح راضی کیا دولہ کے یہان بھیجنے کے لیئے جو صحنک کا متنجن اور گلگلے
پکوائے وہ بھی خراب ہوئے متنجن کے چانول تو اچھے تھے کم سے کم ڈیڑھ پاؤ کے حساب سے
گھی دینے کا قاعدہ ہے یہان تین ہی چھٹاک کے حساب سے گھی ملا اسیطرح گلگلون کے
مٹھاس مین کمی ہو گئی گھی کی کمی سے علی قلی خان کی متنجن دھوبیون کے پلاؤ سے بھی بڑھ
گئی جب یہ دونون چیزین طیار ہو گئین متنجن کی صحنک بنا اور گلگلے دولہ کے گھر بھیجے گئے
جسنے کھایا خوب نام دھرا شام ہوتے ہوتے دلھن کے یہان مندی کی طیاری ہوئی

نے اشارہ سے باپ کو منع کیا اور علی قلی خان سے کہا اسوقت تم اس قصہ کو جانے دو
باہر لڑکا بیٹھا ہے باہر کی رسمین بھی ہوجاوین پھر کل دیکھا جاے گا آج جو تمھارا دل چاہے
دے دلا کر رخصت کردو جہانتاب زمانی بیگم نے بیچ بچاؤ کرکے لڑائی جھگڑا نہ بڑھنے دیا
علی قلی خان سالے سسرے سمیت باہر کی مجلس مین گیا صف اگلن خان جہانتاب زمانی کے
باپ نے دُلھن کی طرح مصری کی سات ڈلیان کھلا لقمے دے خلعت پہنایا تیس اشرفیان
ہاتھہ مین رکھین دولہ نے حسب معمول جھک کر سلام کیا دولہ والے بھی ساتھہ اشرفیان سُن رہے تھے
تیس کو دیکھکر کھٹکے مگر بے موقع دیکھکر میل بھی نہ لائے ہنسی خوشی سے پیش آئے جب سب
باتون سے فراغت ہوچکی بلند اقبال خان نے صابرہ بیگم کو کہلا بھیجا اب دیر کیون کرتی ہو
رات زیادہ گئی مہمانون کو تکلیف ہوتی ہوگی چلو یہ سُنتے ہی عورتین طیار ہوگئین دلھن پر سے
بہت سا روپیہ نچھاور کرکے سوار ہوروانہ ہوئین دُلھن کو پھر دلھن گری کی کوٹھری مین جا بٹھایا
دُلھن والون نے بھی جاتا دیکھہ دولہ پر سے کچھہ روپیہ نچھاور کردیا یہان سے رخصت ہو راستہ بھر
عورتین بھی ذکر کرتی آئین بوا نصیبہ اسکو کہتے ہین دیکھو دُلھن کیسی بلور کا ٹکڑہ حور کا بچہ ملی ہے
گھر بھی بُرا نہین ہے یہ سب باتین ہوتی ہواتی کرتی کراتی دولہ کے گھر جا اوترین کھانا کھا کھلا
رات بھر گانا بجانا ہوتا رہا اسیطرح دُلھن والون کو بھی سونا نہ میسر ہوا گاگا کر صبح کی مگر علی قلی خان
رات بھر اسی سوگ مین پڑا رہا کہ یہ لوگ نہ کچھہ سمجھین بوجھین مجکو لٹاے دیتے ہین روپیہ پر
روپیہ اُٹھا چلا جاتا ہے نہ کچھہ حساب ہے نہ کوئی انتظام کرتا ہے سب چیز بے بندوبست پڑی
ہے باورچی کے جی مین جو آتا ہے وہ کرتا ہے آدھا پکاتا آدھا گھر لیجاتا ہے آج مین خود
انتظام کرونگا اپنے دل مین یہ ٹھہرا سب چیز گھی چانول کھانڈ ایندھن برتن وغیرہ اپنے
بندوبست مین کرلیا مہمانون کو پرسون آبخورہ تک کی تکلیف ہونے لگی دروازے پر پہرے
بیٹھہ گئے کہ بلا اجازت ہمارے اندر سے ایک دانہ نجانے پاوے بعض عورتون کا قاعدہ ہے
کہ جہان جس شادی مین آتی ہین اکثر چُرا چھپا جتنا ہوسکا اپنے اپنے گھر کھانا بھیجتے اور

جاکر مول لے لیا ہے کوئی بولی اگر نیا بھی ہوا تو کیا مجھکو تو سب مصالحہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے
علی قلی خان کو ان باتون کے سُننے سے سخت رنج ہوا دل تنگ تو تھا ہی اور ہاتھ سکوڑا
بیوی پر بہت خفا ہوا کہ تم نے مجھکو لٹا دیا مین پہلے ہی کہتا تھا کہ جہیز مین جڑاؤ گہنے اور جوڑیان
ہاتھون مین نوگریان چہ ہے دنیان اسیطرح اور اور گہنا جو زیادہ ہے مت بنواؤ جڑاؤ گہنے
مت دو سیری ایک نمانی دیکھو اونھون نے دغا کی وہ تو اپنی کر چکے اب تم بھی اپنے
دینے مین کمی کرو پاؤن کے لچھے سونے کے کڑے جوشن ہیرے کی انگوٹھی مت دو
دولہ کے خلعت مین جو اسّی اشرفیون کی دینے کی تجویز ہے اون کی جگہ رسمون
کے لیے تیس اشرفیان کافی ہین جہانتاب زمانی بیگم کے بھائی اور باپ نے سمجھایا کہ جتنا
جہیز آپ دین گے اُن پر کیا احسان ہے اپنی بیٹی کے ساتھ سلوک کرتے ہین اگر نہ دیجیے گا
اونکا کیا جاتا ہے آپ کا نام بدنام ہوگا اگر یہی بات تھی تو ان چیزون کا بنوانا کیا ضرور تھا
اب بنوا کر ندینا اپنے نام کو بٹہ لگانا ہے علی قلی خان یہ اُلٹی سُنکر سخت برافروختہ ہوا کہنے لگا
ہان صاحب آپ لوگون کا کیا جاتا ہے جسکا خرچ ہوتا ہے اوسے کا دل دُکھتا ہے وہی جانتا ہے
آپ کو تو نیکنامی بدنامی کی پڑی ہے کوڑیون کے مول روپیہ اُوڑا چلا جاتا ہے علاوہ اسکے
مین نے ابھی کونسی کمی کی تھی اونھین کی طرف سے ابتدا ہوئی ہے مین نے تو سب چیزین
دینے ہی کے واسطے بنوائی تھین جب اُونھون نے دغا کی میرا دل بھی دکھتا ہے جہانتاب زمانی
بیگم کے باپ نے جواب دیا کہ تمھارے اُنکے دینے مین بڑا فرق ہے تم اپنی بیٹی کو دیتے ہو
اور وہ تمھاری لڑکی کو یہ وقت کِلکِل کا نہین ہے تمکو ابھی کیا معلوم ہے پہلی شادی
کرنے اُوٹھے ہو شادی بیاہ مین تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے ایسی باتون کا کون خیال کرتا ہے
علی قلی خان نے جواب دیا جی ہان مین تو یہی پہلی شادی کرنے اُوٹھا ہون آپ نے تو
بہت کر ڈالین ایک بیٹی بیٹی کے بیاہ مین آپ کی نیچہ بت ہوگئی مین ایسا تو ہون ہی نہین
کہ آپ کی طرح ہاتھ جھاڑ بیٹھون باتون ہی باتون مین رنجش کی باتین ہونے لگین جہانتاب زمانی

پہلے مزدورنیان ساچق لے جاو داخل ہوئین وہان بھی انتظار تھا سب طیاریان ہوچکی تھین
مزدورنیون کے پہونچتے ہی کھلابلی پڑگئی سب مہمان اپنے قرینہ سے بیٹھ گئے کہ اتنے مین
سمدھنین بھی آپہونچین پردہ ہوگیا اُتر اُتر ڈیوڑھی مین جمع ہونی شروع ہوئین سب کے
پیچھے صابرہ اُوتر آگے ہوئی پیچھے اور سب چلین دالان مین گھستے ہی وہی لائے ہوئے
ہار سمدھنون کے گلے مین ڈالے گئے صابرہ بیگم کے ساتھ اتنے ہار آئے تھے کہ سب
تو سمدھنون کے گلے مین پڑے اور پھر بھی آدھے سے زیادہ بچ رہے ہارون کے بعد
سبکو درجہ بدرجہ بٹھایا پھر گلاب پاشی ہوئی عطر ملا گیا جب ان تکلفات سے فراغت ہوئی
دُلھن کو بایون کی کوٹھری سے کپڑے پہنا قبلہ رو لا بٹھایا سمدھنون نے پھولون کا گہنا پہنایا
صابرہ نے منگنی کی طرح مصری کی ڈلیان بڑی کھلا پچاس اشرفیان دُلھن کے ہاتھ مین دین
جھبکے کے بالے ہیرے کے کڑے بھوج بند نتھ گلوبند ہیرے کی انگوٹھیان جڑاؤ
گھونگرو جڑاؤ جھبیان چڑھاوا چڑھایا بیٹی والون کو تو چندن ہار ست لڑے کی امید
تھی ان بڑھیا چیزون کو ندیکھ کر چُپ چُپ ہوگئین چہرون پر افسردگی چھاگئی کانا پھوسی
ہونے لگی آخر کہان رہا جاتا ہے ایک بول اُوٹھی کہ آج کل دلی مین یہ نیا دستور ہوگیا ہے کہ
بہت کہتے تھوڑا چڑھاتے ہین ہم تو سنتے تھے کہ ست لڑا چندن ہار چڑھاوے مین چڑھیگا
اور تو سب چیزون ہین یہ دونو نظر نہین آتین صابرہ کی مان نے اوسیوقت بات بنائی کہ صاحبو
گھبرائی کیون جاتی ہو یہ دونو چیزین بنکر نہین آئین اب اپنے گھر جاکر یہ دونون چیزین بھی
پہنین گی صابرہ نے چاہا تھا کہ بڑی خانم کا نام لے دے مگر مان کے منع کرنے چپ ہورہی
تھی علی قلی خان تو اسکے دریافت کرنے کے واسطے اِدھر اُدھر پیٹ تھامے پھرتا تھا
کہ کیا کیا چڑھاوے مین آیا ہے کہ اتنے مین جہانتاب زمانی بیگم نے جاکر کہنے کا سب حال کہا
جوڑہ اگرچہ عمدہ تھا مگر ست لڑے اور چندن ہار کے نمونے نے سب گرد کردیا ہر چیز مین عیب
نکالا گیا جوڑے پر بھی نام رکھا گیا کسی نے کہا کہ سمدھن کا ہے کسی نے کہا پرانا سستا سا

اِس خوشی مین جو گہنا دینا تھا اوسکا وزن زیادہ کرا دیا صابرہ کو یہ معلوم رہا کہ یہ دونون چیزین
جہیز مین ملین گی اِسکی عوض مین کوئی دوسری چیز زیادہ کر دین گے اِن دونون طرف تو یہ ہوتا رہا
مگر اس عرصہ مین نعیم پر ماں کی نصیحتون مایوسانہ کلمون اور تمناؤن نے اچھا اثر دکھایا خدا کی
شان صابرہ کی باتون سے نعیم کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اِس پرلے درجہ کی خرابی کے بعد
بالکل بد وضعی چھوڑ دی اور انتہا درجہ کی بدشوقی کے بعد لکھنا پڑھنا شروع کیا حروف شناس
تو پہلے ہی سے تھا حسب حالت زمانہ ایسی عمر مین فارسی حاصل کرنا تو مشکل کیا غیر ممکن ہی ہو گیا ہے
بلکہ لکھ پڑھ لینا بھی آسان نہین مگر گورنمنٹ کی بدولت خدا نے یہ سب مشکلین بھی آسان
کر دین ہر قسم و علم کی کتابین ملک کی زبان یعنی اُردو مین موجود ہو گئین اور سرکار کی ترغیب
و کوشش سے روز بروز اسی زبان مین منطق اخلاق ادب ریاضی اور ہر علم و ہنر کی نئی نئی
کتابین روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہین تصنیف عمدہ پر انعام ملتا ہے مصنفین کی قدر و منزلت
کی جاتی ہے میان نعیم نے فارسی عربی کا تو نام تک نہ لیا صرف گورنمنٹ کی مطبوعہ کتابین دیکھنی
پڑھنی شروع کین ہر علم کی کتابین اِسی زبان مین مل گئین تھوڑی محنت ذرہ سی کوشش مین
اپنے بیاہ تک خاصا اچھا آج کل کے نام کے مولویون سے زیادہ ہوشیار تعلیم یافتہ ہو گیا
صرف یہ گورنمنٹ ہی کی عنایتون کی وجہ ہے کہ جو لیاقت پرلے درجہ کے شوق کی محنت مین
دشوار تھی اب وہ ذرا سی محنت و شوق مین حاصل ہونے لگی نعیم کا اِس آوارگی کے بعد اصلاح
پانا کیا آسان تھا ادھر تو خدا کی طرف سے ہدایت ہوئی ادھر حاکم وقت کی بدولت اصلاح
کا سامان اچھا مل گیا کہ تھوڑے ہی دنون مین نعیم اللہ اپنے کامون کے لایق لئیق ہو گیا
اِسکا درست ہونا تھا کہ نکاح کے دن ہی آموجود ہوئے ساچق کی گرما گرمی ہونے لگی ریت
چوتھی کے جوڑے چڑھاوے کا گہنا نقل قرص مصری کے قوزے سہاگ پوڑا مہندی کلاوہ
عطر گلاب کے کارچوبی شیشے شیشیان ہر قسم کا میوہ سب طرح کی آرایش کے سامان پھولون
کا گہنا اور قیمتی گوٹی کے بے شمار ہار سب مہمان دولہ سمیت لیکر سمدھیانے چلے عورتون سے

کی گئی ہزار آمدنی گھر کے خرچ کو بھی پوری نہین ہوتی آدھے سے زیادہ نوکر چاکر غبن کرتے تھے
جتنا روپیہ ابھی قرض لیا تھا بات کی بات مین سب ہو چکا پھر بلند اقبال خان خالی ہاتھ ہو گیا
اوس قرض کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین تھا گھر کی معمولی ضرورتون کے سبب ہوتا جاتا تھا نہ اونکا کہین
حساب کتاب تھا نہ کچھ انتظام صرف زبانی تکون نوکرون چاکرون کی باتون پر طے ہوتا تھا اب
منگنی اور شادی کی بیچ کی رسمون کیواسطے پھر ایک اور رقم قرض لی چنانچہ جب جس ترکاری
کی فصل آئی اور نئی نئی نکلی گاڑیان بھر بھر دلھن کے حصہ مین گئین سبزی منڈی مین جتنے گننے ملے
وہ کیا بلکہ کھیت کے کھیت خرید کر کے دلھن کے گھر بھیجے اپنی اپنی فصل مین سنترے حلوا سوہن
خربوزہ تربوز کھرنی فالسے امرود آم جامن آڑو انجیر کٹھل وغیرہ دلھن کے حصے کے بھیجے گئے
برسات کی سانونی مین لڑکی کا جوڑہ کارچوبی کھم ریشمی رسی چاندی کی پٹریان آم اندرسہ ہر قسم کا پکوان
اور سب سانونی کی چیزین بڑی دھوم سے روانہ ہوئین رمضان مین روزہ کشائی عید کو
عیدی برتن کھلونے مٹھائی سنویان محرم مین زری زربفت مغرق مطلا بٹوون مین بن دھنیا اور
کھیر کی قفلیان نعیم کی سسرال گئین بہرحال کوئی چیز یا رسم نام لینے کو بھی نرہی جو بلند اقبال خان
کے گھر سے نہ گئی ہو یا انکی طرف سے نہ ہوئی ہو جتنا روپیہ قرض لیا تھا سب اس مین برباد ہوا اب
نکاح کے دن سر پر پہونچے بلند اقبال خان نے پنی مل کے سب قرضہ کی ایک دست آویز لکھکر
پچیس ہزار روپیہ اور لیے ریت چوتھی کے لیے کارچوبی تمامی کے دو جوڑہ بننے لگے انھون نے ادھر
چڑھاوے کی طیاری کی اودھر بھی چیز تیار ہو گیا ادھر اودھر کے لوگ تو غضب کے ہوتے ہین
جھوٹ سچ ہونے لگا صابرہ کا تو یہی منصوبہ تھا کہ چندن ہار ست لڑا چڑھاوے مین دیا جاوے
مگر پڑی خانم وغیرہ بیٹی والون نے اپنے بڑہاوے کے لیے اس سے کہدیا کہ یہ دونون
چیزین تو وہان بن رہی ہین اور سب گہنا طیار ہے دو چیزین باقی ہین صابرہ کی طرف
والیون نے یہ جا لگایا کہ یہ دونون چیزین تو چڑھاوے کے واسطے بن گئین ہین جہانتاب زمانی
تو اس سبب سے خوش ہوئی کہ یہ عمدہ چیزین وہان سے چڑھاوے مین آئین گی

بدن مین موجود تھا ہاتھون مین پہونچی کڑے کنگن نوگریان چوہے دتیان بازو پر جڑاؤ
سادے نونگے نورتن جوشن بازو بند یکے گلے مین طوق توڑا دکھد کی ہیکل چنپا کلی ماتھے
پر ٹیکا بینا کانون مین جھالے ہیرے کی بالی پتے جھلنیان اور کرن پھول جھمکے بجلیان
سر مین سونے کی چوٹی کمر مین کندھنی ازار بند مین سونے کی زنجیر پاؤن مین پای زیب
لچھی چوڑیان اور پور پور چھلے چٹکیان اتنا گہنا تو فرحت پہنے تھی ہریخانم کہنے لگی کہ چندن ہار
ست لڑا لچھی بنے گئی ہین جہیز مین یہ دونون چیزین اور ملین گی صابرہ بیگم اپنی بہو کو بارین
صورت شکل دیکھ مارے خوشی کے اپنے مین پھولے نہ سمائی جیسی سنتی تھی خوبصورتی
نکھ سکھ وضع ہزار درجہ اوس سے زیادہ پائی دیکھنے کے ساتھ ہی پھڑک گئی اپنے ہاتھ سے جھومر
چڑھایا مسری کی ڈلی پان کا بیڑا دیا فرحت نے چبا کر رومال مین جو ایک عورت لیے کھڑی تھی تھوک
دیا اسیطرح سات بار کیا یہ رسم بھی ہو چکی اس سے فراغت ملی پھر سمدھنون نے فرحت کو
دیکھنا شروع کیا منہ دکھائی رونمائی ہونے لگی جس نے دیکھا دیکھتے ہی لوٹ گیا صابرہ کو
مبارکباد دی کہ بیگم تم بڑی نصیبہ والی ہو بہو بھی ہزار سے بہتر دھن دولت والی ملی صابرہ نے
ہنسکر جواب دیا اچھی بوا ذرا حسد سے نہ دیکھنا کہین نظر نہ ہو جاوے جب نوک جھوک چوچلون
کی باتین ہو چکین صابرہ سمدھنون کے گلون مین پھولون کے ہار ڈالنے لگی شربت پلایا
اسکے بعد صابرہ بہو کے صدقہ واری ہو اپنے مہمانون سمیت اجازت لے گھر پہونچی اگرچہ حسب عادت
علی قلی خان نے چھیڑ تو کی مگر ادھر سے جہانتاب زمانی بیگم نے بھی چپکے چپکے دولہ کا جوڑہ
پھولون کا گہنا اور دولہ کے حصہ کی مٹھائی بھیجدی خدا کے فضل سے اب منگنی ہو گئی اور یہ بھی
قرار پا گیا کہ انھین دنون نکاح بیاہ ہو جاوے منگنی کے بعد بلند اقبال خان اور صابرہ بیگم کو
یہ فکر ہوئی کہ دنیا مین جتنی رسمین ہوتی ہین سب ہم اپنے اکلوتے لڑکے کے بیاہ مین کر ڈالین
کوئی بات ایسی نہ نکلے کہ پھر ارمان رہ جائے اسکی خبر تک نہین ہوئی کہ انھین باتون انھین
خیالون سے توکل جمع پونجی سب غارت ہو گئی قرض بڑھ گیا ایک لیکر چار کی دستاویز لکھی علاقہ

سجتے سجاتے طیاری کرتے کراتے شام بھی پہونچی دروازہ پر سواریان آلگین ایک
بیچ گاڈی دو تین بھولیان اور دو تین پالکین تو بلند اقبال خان کی گھر ہی کی تھین
دو بیچ گاڈیان چار رتھین آٹھ بھولیان مانگ آئین پنج شاخے روشن کیے گئے مہمان
گھر والے سوار ہونے شروع ہوئے جتنی سواریان موجود تھین وہ کھچا کھچ بھر گئین مگر تو بھی
تین گاڈیون کی عورتین بچ ہی رہین کہ اوسیوقت چار گاڈیان اور کرایہ ہو آئین ان کے
سوار ہوتے ہوتے عشاء کی اذان تو ہو ہی چکی تھی سمدھیانے پہونچتے پہونچتے دس بج گئے
علی قلی خان کے یہان بھی سمدھنون کا انتظار ہو ہی رہا تھا سمدھنون کے بیٹھنے کے
لیے ایک دالان جھاڑ فانوس ہانڈیون سے روشن و منور تھا دروازہ پر بھی خوب روشنی
ہوئی تھی کہ اتنے مین سمدھنون کی پہونچ جانے کی خبر اڑی بیٹی والون مین کھلبلی پڑ گئی
کوئی دستی لے اترواتے دوڑا کوئی سب چیزین قرینہ سے دھرنے اپنے بناؤ سنگار
مین مشغول ہوا کہ سمدھنین دروازے پر آپہونچین پردہ ہو گیا ایک ایک عورت اترا اترا
دروازہ مین ڈیوڑھی کے پاس اکھٹی ہوتی گئین جب سب اتر چکین اوسوقت بی صابرہ بیگم
بھی اوترین آگے یہ پیچھے اور سب جاکر دالان مین بیٹھے جہانتاب زمانی بیگم تو سامنے نہیں
آئی مگر فرحت کی نانی خالاؤن نے خاطر سے بٹھایا جب سمدھنین تھل سے بیٹھ چکین عطر
پان کی تواضع ہوئی اس سے فراغت پا صابرہ بولی یہ تو سب ہو چکا اب دلھن بیگم کو تو لاؤ
جنکے واسطے ہم سب آئی ہین فرحت کی نانی امیر بیگم نے جواب دیا کہ یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے
ہم بھی جانتے ہین کہ آپ سب کے آنے کی باعث وہی ہے ذرا صبر کیجیے وہ بھی آئی جاتی
ہے یہ باتین ہو ہی رہین تھین کہ فرحت کو بھی منگنی کا جوڑہ پہنا لا بٹھایا دکھانے کے
واسطے جتنا زیور فرحت کا اور اوسکی مان کا تھا اور رہا سہا مانگے کا سب فرحت کو پہنا دیا
کہ مارے گہنے کے فرحت بھی گہنے مین چھپ گئی ہاتھ پاؤن بازو گلے ناک کان کا دیکھنا
مشکل ہو گیا سو اون چیزون کے جنکے چڑھاوے کی خبر تھی اور سب زیور فرحت کے

اوسیوقت بلند اقبال خان نے ایک آدمی منموہن سیٹھ کے پاس بھیجا کہ ۲۹ رجب کو پندرہ من خرمے بنا دے آدمی نے جاکر کہا منموہن سیٹھ نے صاف جواب دیا کہ حضرت نواب صاحب ہمیشہ آج کل کا وعدہ کرتے ہین مگر پہلے روپیہ مین سے ایک کوڑی ادا نہین کرتے روز بروز بڑھتا جاتا ہے اب جب تک نواب صاحب پہلا روپیہ نہ دین گے تب تک مین مٹھائی نہین دے سکتا۔ بلند اقبال خان کے نوکر نے تو بہت کچھ سمجھایا کہ اب تک علاقہ سے روپیہ نہین آیا مگر سیٹھ نے ایک نہ مانی نوکر نے جاکر جیسا سُنا صاف جواب دیا بلند اقبال خان کے پاس نقد تو اتنا تھا ہی نہین کہ حلوائی کو بیباق کرکے آیندہ کا بندوبست کرتا مگر حلوائی کا جواب سُنکر نہایت پیچ و تاب کھایا لیکن کیا کرتا اور لوگون نے بھی سیٹھ جی کو سمجھایا کہ تم وقت پر دھوکا دیتے ہو کون بہت دنون کی بات ہے کل دو مہینے مین نو لاکھ تمھارا سب روپیہ دیدینے کو کہتے ہین اوسنے ایک نہ مانی مٹی مل سے قرض روپیہ مانگا اوسنے جواب دیا کہ روپیہ دینے کو طیار ہون مگر سب اگلے پچھلے سود سمیت کی نئی دستاویز لکھدو پہلے تو بلند اقبال خان نے بہت کچھ بغلین جھانکین لیکن مجبور ہوکر دس ہزار روپیہ قرض لیے دس ہزار پہلے کے تھے اب مٹی مل نے دس ہزار اور دیکر اپنے بیس ہزار نو سو بانوے روپیہ کی ایک دستاویز لکھوالی دس ہزار روپیہ لے پھر خرچ کے لئے تلملے اوڑنے لگے حساب کر اکیلے منموہن کا گیارہ سو روپیہ نکلا سب روپیہ دیکر اوسکو بھی بیباق نہین کیا مگر پانسو دیکر آنسو پونچھے اور پندرہ من خرمون کو کہدیا اسیطرح جس جس کا قرضہ تھا سبکو تھوڑا تھوڑا دیکر مطمئن کیا پانچ ہزار تو یون نکل گیا اور باقی مین منگنی کا سامان کرنا شروع کیا پانچ لگائے دس کا سودا قرض لیا منگنی کا جوڑہ ایسا عمدہ بنا کہ شاید ایسا جہیز کا جوڑہ بھی کم دیکھنے مین آیا ہوگا چڑھاوے کے لیے جھومر خریدا گیا کہ آن کی آن مین انتیس ۲۹ سو مین جب بھی آپہونچی حلوائی نے مٹھائی بھیجدی مصری کے قوزہ بھی آگئے پھولون کا گہنا مالن دے گئی اب مٹھائی مصری اور پان کے بیڑے خونون مین سجائے گئے مہمان تو آہی گئے تھے

عین وقت پر آپ چلے جاتے ہین یہ دلی شہر ہے اسوقت کا جانا آپ کو رسوا کر دیگا نام کو بٹا لگے گا لوگ کہین گے لکھنوی تھے آخر بھاگ نکلے آپ اس ارادے کو فسخ کیجیے اور جو اس کام کو ہاتھ لگایا ہے تو اب ہنسی خوشی پورا کیجیے بیٹا بیٹی کے معاملون مین لڑنا جھگڑنا اچھا نہین لوگون نے سمجھایا علی قلی خان کا بھی غصہ دھیما ہوا بند کھولے اوس روز تو مغلو یہ تماشا دیکھ گھر چلدی تھی ایک دن کا وقفہ دیکر تیسرے روز پھر آئی جہانتاب بانو بیگم نے بات بگڑتی دیکھ خوشامد درآمد کر مٹھائی کا منگوانا بھی طے کر رکھا تھا مغلو سے کہنے لگی دیکھو بی مغلو کسیکے میان کے ایسے بھی مزاج ہونگے خواہ مخواہ لڑنے لگے ابھی تو پہلی ہی بونی ہے خدا خیر کرے دیکھیے یہ کام کیونکر ٹھکانے لگتا ہے تمھارے سامنے تو گھر سے نکل ہی گئے تھے بیچارے مولوی الطاف احمد و منشی منیر الدین کا اللہ بھلا کرے بہت کچھ سمجھا کر روکا ہے آج مین نے بھی موقع دیکھ مٹھائی کا منگوانا طے کر لیا اونکا حال تو تم پر ظاہر ہے مگر یہ حال وہان نہ کہنا سمدھیانہ کا معاملہ ہے ہمکو صرف پندرہ من مٹھائی بہت ہوگی زیادہ منگانا بیفائدہ ہے

مغلو۔ بیگم صاحب تم خاطر جمع رکھو کیا مجال جو یہان کا بھید کھلے اور اس خوب صورتی سے پندرہ من مٹھائی کو کہون کہ وہ بھی اس سے زیادہ بھیجنا پسند نکرین۔

اسکے بعد مغلو رخصت ہو صابرہ بیگم کے گھر پہونچی کہنے لگی بیگم صاحب وہان سے تو کل پندرہ من مٹھائی کی مانگ ہوتی ہے۔

صابرہ بیگم۔ ہائین مغلو یہ کیا کہتی ہے کل پندرہ من یہان تو تیس چالیس من کا سامان تھا۔

مغلو۔ بیگم صاحب تیس چالیس من مٹھائی لیکر وہ کیا کرتے گھر سڑاتے اونکے یہان تو پندرہ من بھی بہت ہے کون سے اونکے یہان رشتہ دار بیٹھے ہین میان کا تو یہان کوئی بھی نہین بیوی کا مائکا البتہ یہین ہے سو اوسکے واسطے پندرہ من مٹھائی بہت ہے

صابرہ بیگم۔ اچھا ہمکو کیا جتنی مٹھائی وہ مانگین اوتنی دین گے۔

اسکے بعد مغلو نے اپنے گھر کا راستہ لیا اور صابرہ نے بلند اقبال خان سے کہا بھیجا

جہانتاب زمانی بیگم - اچھی تم دخل نہ دوگے تو مین کون جتنی مٹھائی تم کہو اتنی کہلا بھیجی جاوے -

علی قلی خان - میرا یہان کون بیٹھا ہے جسکے واسطے مین مٹھائی منگاؤن تم اپنے رشتہ دار دیکھ لو کہ کتنی مٹھائی کھپے گی -

جہانتاب زمانی بیگم - اے ہے تمکو عمر بھر میرے ہی رشتہ دارون کنبے والون کا پٹنا پڑا رہا اونسے کیا واسطہ جتنی منگانی ہو کہدو ورنہ جواب دو آخر تمھارے بھی دوست آشنا ہین اونکو بھی تو حصہ جاے گا -

علی قلی خان - میرے یار دوست ملاقاتیون کا کیا شمار علاوہ اِسکے جو ہین اونکو بھیجنا نہ بھیجنا برابر کچھ لینے دینے کے دوست تھوڑے ہی ہین البتہ رشتہ دارون کی شکایت سے ڈر لگتا ہے -

جہانتاب زمانی بیگم - پھر وہی رشتہ دارون کا نام تم مٹی کی منگنی کرنے چلے ہو یا مجھسے لڑنے دونون میان بیوی مین اسی بات پر بحثا بحثی ہونے لگی آخر بات طول پکڑ گئی یا تو مغلو ہنسی خوشی منگنی کی مٹھائی پوچھنے آئی تھی یہان اولٹا یہ نیا منگنی کا پھلا شگون ہوا علی قلی خان کی طبیعت ظاہر ہوئی بیٹھے بٹھاے دونون میان بیوی مین لڑائی ہونے لگی آخر کار علی قلی خان نے کہا تم جانو تمھاری لڑکی جانے لو مین ادھر چلا یہ کہہ اپنے بیگ بھر کپڑے اور چمڑ کیا صندوق اور ایک صندوقچہ دو خدمتگارون کے حوالہ کر تیار ہو بانتظار وقت ریل دیو انخانہ مین جا بیٹھا آس پاس کے لوگون کو بھی یہ اطلاع پہونچی کہ یا تو منگنی کی تیاری تھی یہ کیسی بات ہو گئی کہ نواب صاحب ہی چلے اگر نواب صاحب چلے گئے تو نا تا نسبت سب ہو چکا ادھر جہانتاب زمانی بیگم میان کو بگڑا دیکھ رونے لگی علی قلی خان خفا ہو دیو انخانہ مین وقت کا منتظر بیٹھا تھا کہ پاس پڑوس کے تین چار بھلے مانسون نے آکر سمجھایا کہ بھلا یہ کون موقع ہے پہلے تو آپ نے منگنی کی تیاری کی رقعہ منگایا یا اب

منگنی کے واسطے مقرر ہوئی ہے ۲۹ - رجب کو آپ چلین بات ٹھہرا تاریخ نکاح مقرر کرائین
صابرہ بیگم - ابھی تو مین کچھہ جواب نہین دیتی مین بھی صلاح مشورہ پوچھہ پانچھہ لون یہان
کیا صلاح ٹھہرتی ہے انشاء اللہ کل جواب دیا جائیگا —
مغلو کل کا نام سُن اپنے گھر گئی اوسکے جانے کے بعد صابرہ نے اپنی مان سے
پوچھوا بھیجا میان جب آیا اوس سے سب حال کہا صابرہ کی مان نے بھی ۲۹ - رجب
ہی کو پسند کیا بلند اقبال خان نے بھی معقول جواب دیا کہ ہمکو بھی اونھین کی خوشی منظور ہے
۲۹ - رجب کیا بُری ہے کل مغلو سے کہدو کہ وہی تاریخ یہان بھی منظور ہے جتنی
مٹھائی کہین اوتنی منگائی جاوے صابرہ کو بھی یہی بات بھائی دوسرے دن جب مغلو
آئی صابرہ نے کہدیا کہ ہمکو بھی وہین کی مقرر کی ہوئی تاریخ منظور ہے مگر یہ پوچھتی آنا کہ کتنی
مٹھائی آوے مغلو جہانتاب زمانی بیگم سے یہ سب حال بیان کر کہنے لگی کہ بیگم صاحب
آپ کو آپ کی سمدھن نے بہت بہت سلام بچی کو دعا کہی ہے اور پوچھا ہے کہ کتنی
مٹھائی بھیجی جاوے —
جہانتاب زمانی بیگم - تم اچھے وقت آئین نواب صاحب کے بھی آنے کا وقت ہے
وہ آجائین تو پھر موقع پاکر مین پوچھہ دون اتنے تم زردہ پان کھاؤ —
مغلو نے زردہ پان کھایا صابرہ بیگم کی گھر کی باتین ہوتی رہین جہانتاب زمانی بیگم
لڑکے کا حال پوچھتی رہی کہ اتنے مین علی قلی خان بھی گھر مین داخل ہوئے مغلو کو
دیکھہ طبیعت کا حال پوچھا جہانتاب زمانی بیگم چھیڑنے بھی لگائی تھی مغلو جھٹ کہہ اوٹھی
کہ نواب صاحب آج سمدھن کو سمدھن نے سلام کہلا بھیجا اور پوچھوایا ہے کہ کتنی مٹھائی
آئے ابھی تک بیگم نے کچھہ جواب نہین دیا سب آپ پر موقوف رکھا ہے —
علی قلی خان - بھلا مین کیا جانون عورتون کی باتین عورتین ہین جانتی ہین مجھہ پر موقوف
رکھنے سے کیا غرض جتنی مٹھائی منگانی ہو منگالین مین عورتون کی باتون مین دخل نہین دیتا

جاکر مول لے لیا ہے کوئی بولی اگر نیا بھی ہوا تو کیا مجھکو تو سب مصالحہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے
علی قلی خان کو ان باتون کے سُننے سے سخت رنج ہوا دل تنگ تو تھا ہی اور ہاتھہ سکوڑا
بیوی پر بہت خفا ہوا کہ تم نے مجھکو لُٹا دیا مین پہلے ہی کہتا تھا کہ جہیز مین جڑاؤ گہنے اور جوڑیان
ہاتھون مین نوگریان چوہے دنیان اسیطرح اور اور گہنا جو زیادہ ہے مت بنواؤ جڑاؤ گہنے
مت دو میری ایک نمانی دیکھو اونھون نے دغا کی وہ تو اپنی کر چکے اب تم بھی اپنے
دینے مین کمی کرو پاؤن کے بچھے سونے کے کڑے جوشن ہیرے کی انگوٹھی مت دو
دولہ کے خلعت مین جو اشرفیون کی دینے کی تجویز ہے اون کی جگہہ روپون
کے لیے تین اشرفیان کافی ہین جہانتاب زمانی بیگم کے بھائی اور باپ نے سمجھایا کہ جتنا
جہیز آپ دین گے اُن پر کیا احسان ہے اپنی بیٹی کے ساتھہ سلوک کرتے ہین اگر نہ دیجیے گا
اونکا کیا جاتا ہے آپ کا نام بدنام ہوگا اگر یہی بات تھی تو ان چیزون کا بنوانا کیا ضرور تھا
اب بنوا کر نہ دینا اپنے نام کو بٹہ لگانا ہے علی قلی خان یہ اُلٹی سُنکر سخت برافروختہ ہوا کہنے لگا
ہان صاحب آپ لوگون کا کیا جاتا ہے جسکا خرچ ہوتا ہے اوسے کا دل دُکھتا ہے وہی جانتا ہے
آپ کو تو نیکنامی بدنامی کی پڑی ہے کوڑیون کے مول روپیہ اُوڑا چلا جاتا ہے علاوہ اسکے
مین نے ابھی کونسی کمی کی تھی اونھین کی طرف سے ابتدا ہوئی ہے مین نے تو سب چیزین
دینے ہی کے واسطے بنوائی تھین جب اُونھون نے دغا کی میرا دل بھی دکھتا ہے جہانتاب زمانی
بیگم کے باپ نے جواب دیا کہ تمھارے اُنکے دینے مین بڑا فرق ہے تم اپنی بیٹی کو دیتے ہو
اور وہ تمھاری لڑکی کو یہ وقت کلکل کا نہین ہے تمکو ابھی کیا معلوم ہے پہلی شادی
کرنے اوٹھتے ہو شادی بیاہ مین تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے ایسی باتون کا کون خیال کرتا ہے
علی قلی خان نے جواب دیا جی ہان مین تو یہی پہلی شادی کرنے اُوٹھا ہون آپ نے تو
بہت کر ڈالین ایک بیٹی بیٹی کے بیاہ مین آپ کی نپوبت ہوگئی مین ایسا تو ہون ہی نہین
کہ آپ کی طرح ہاتھہ جھاڑ بیٹھون باتون ہی باتون مین رنجش کی باتین ہونے لگین جہانتاب زمانی

پہلے مزدورنیان ساچق لے جاو داخل ہوئین وہان بھی انتظار تھا سب طیاریان ہوچکی تھین
مزدورنیون کے پہونچتے ہی کھلابلی پڑگئی سب مہمان اپنے قرینہ سے بیٹھ گئے کہ اتنے مین
سمدھنین بھی آپہونچین پردہ ہوگیا اُتر اُتر ڈیوڑھی مین جمع ہونی شروع ہوئین سب کے
پیچھے صابرہ اُوتر آگے ہوئی پیچھے اور سب چلین دالان مین گھستے ہی وہی لائے ہوئے
ہار سمدھنون کے گلے مین ڈالے گئے صابرہ بیگم کے ساتھ اتنے ہار آئے تھے کہ سب
تو سمدھنون کے گلے مین پڑے اور پھر بھی آدھے سے زیادہ بچ رہے ہار دن کے بعد
سبکو درجہ بدرجہ بٹھایا پھر گلاب پاشی ہوئی عطر ملا گیا جب اِن تکلفات سے فراغت ہوئی
دُلھن کو بابون کی کوٹھری سے کپڑہ پہنا قبلہ رو لا بٹھایا سمدھنون نے پھولون کا گہنا پہنایا
صابرہ نے منگنی کی طرح مصری کی ڈلیان بڑی کھلا پچاس اشرفیان دُلھن کے ہاتھ مین دین
جھپکے کے بالے ہیرے کے کڑے بھوج بند نتھ گلوبند ہیرے کی انگوٹھیان جڑاؤ
گھونگرو جڑاؤ جھمکیان چڑھاوا چڑھایا بیٹی والون کو تو چندن ہار ست لڑے کی امید
تھی اِن بڑھیا چیزون کو ندیکھ کر چُپ چُپ ہوگئین چہرون پہ افسردگی چھاگئی کانا پھوسی
ہونے لگی آخر کہان رہا جاتا ہے ایک بول اُوٹھی کہ آج کل دلی مین یہ نیا دستور ہوگیا ہے کہ
بہت کہتے تھوڑا چڑھاتے ہین ہم تو سنتے تھے کہ ست لڑا چندن ہار چڑھاوے تین چڑھیگا
اور تو سب چیزین ہین یہ دونو نظر نہین آتین صابرہ کی مان نے اوسیوقت بات بنائی کہ صاحبو
گھبرائی کیون جاتی ہو یہ دونو چیزین بنکر نہین آئین اب اپنے گھر جاکر یہ دونون چیزین بھی
پہنین گی صابرہ نے چاہا تھا کہ بڑی خانم کا نام لے دے مگر مان کے منع کرنے سے چپ ہورہی
تھی علی قلی خان تو اِسکے دریافت کرنے کے واسطے اِدھر اودھر پیٹ تھامے پھرتا تھا
کہ کیا کیا چڑھاوے مین آیا ہے کہ اتنے مین جہانتاب زمانی بیگم نے جاکر کہنے کا سب حال کہا
جوڑہ اگرچہ عمدہ تھا مگر ست لڑے اور چندن ہار کے نہونے نے سب گرد کردیا ہر چیز مین عیب
نکالا گیا جوڑے پر بھی نام رکھا گیا کسی نے کہا کہ سمدھن کا ہے کسی نے کہا پرانا سستا سا

اِس خوشی مین جو گہنا دینا تھا اوسکا وزن زیادہ کرادیا صابرہ کو یہ معلوم رہا کہ یہ دونون چیزین
جہیز مین ملین گی اِسکی عوض مین کوئی دوسری چیز زیادہ کردین گے اِن دونون طرف تو یہ ہوتا رہا
مگر اس عرصہ مین نعیم پر ماں کی نصیحتون مایوسانہ کلمون اور تمناؤن نے اچھا اثر دکھایا خدا کی
شان صابرہ کی باتون سے نعیم کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اِس پرلے درجہ کی خرابی کے بعد
بالکل بدوضعی چھوڑدی اور انتہا درجہ کی بدشوقی کے بعد لکھنا پڑھنا شروع کیا حروف شناس
تو پہلے ہی سے تھا حسب حالت زمانہ ایسی عمر مین فارسی حاصل کرنا تو مشکل کیا غیر ممکن ہی ہوگیا ہے
بلکہ لکھ پڑھ لینا بھی آسان نہین مگر گورنمنٹ کی بدولت خدا نے یہ سب مشکلین بھی آسان
کردین ہر قسم وعلم کی کتابین ملک کی زبان یعنی اُردو مین موجود ہوگئین اور سرکار کی ترغیب
وکوشش سے روز بروز اسی زبان مین منطق اخلاق ادب ریاضی اور ہر علم وہنر کی نئی نئی
کتابین روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہین تصنیف عمدہ پر انعام ملتا ہے مصنفین کی قدر ومنزلت
کی جاتی ہے میان نعیم نے فارسی عربی کا تو نام تک نہ لیا صرف گورنمنٹ کی مطبوعہ کتابین دیکھنی
پڑھنی شروع کین ہر علم کی کتابین اِسی زبان مین مل گئین تھوڑی محنت ذرہ سی کوشش مین
اپنے بیاہ تک خاصا اچھا آج کل کے نام کے مولویون سے زیادہ ہوشیار تعلیم یافتہ ہوگیا
صرف یہ گورنمنٹ ہی کی عنایتون کی وجہ ہے کہ جو لیاقت پرلے درجہ کے شوق کی محنت مین
دشوار تھی اب وہ ذراسی محنت وشوق مین حاصل ہونے لگی نعیم کا اِس آوارگی کے بعد اصلاح
پانا کیا آسان تھا اِدھر تو خدا کی طرف سے ہدایت ہوئی اودھر حاکم وقت کی بدولت اصلاح
کا سامان اچھا مِل گیا کہ تھوڑے ہی دنون مین نعیم اللہ اپنے کامون کے لایق لئیق ہوگیا
اِسکا درست ہونا تھا کہ نکاح کے دن ہی آموجود ہوئے ساچق کی گرما گرمی ہونے لگی رسم
چوتھی کے جوڑے چڑھاوے کا گہنا نقل قرص مصری کے قوزے سہاگ پوڑا مہندی کلاوہ
عطر گلاب کے کارچوبی شیشے شیشیان ہر قسم کا میوہ سب طرح کی آرایش کے سامان پھولون
کا گہنا اور قیمتی گوٹی کے بے شمار ہار سب مہمان دولہ سمیت لیکر سمدھیانے چلے عورتون سے

کی گئی ہزار آمدنی گھر کے خرچ کو بھی پوری نہین ہوتی آدھے سے زیادہ نوکر چاکر غبن کرتے تھے
جتنا روپیہ ابھی قرض لیا تھا بات کی بات مین سب ہو چکا پھر بلند اقبال خان خالی ہاتھ ہو گیا
اوس قرض کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہین تھا گھر کی معمولی ضرورتون کے سبب ہوتا جاتا تھا نہ اونکا کہین
حساب کتاب تھا نہ کچھ انتظام صرف زبانی تکون نوکرون چاکرون کی باتون پر طے ہوتا تھا اب
منگنی اور شادی کی بیچ کی رسمون کیواسطے پھر ایک اور رقم قرض لی چنانچہ جب جس ترکاری
کی فصل آئی اور نئی نئی نکلی گاڑیان بھر بھر دلھن کے حصہ مین گئین سبزی منڈی مین جتنے گننے ملے
وہ کیا بلکہ کھیت کے کھیت خرید کر کے دلھن کے گھر بھیجے اپنی اپنی فصل مین سنترے حلوا سوہن
خربوزہ تربوز کھرنی فالسے امرود آم جامن آڑو انجیر کٹھل وغیرہ دلھن کے حصے کے بھیجے گئے
برسات کی سانونی مین لڑکی کا جوڑہ کارچوبی کھم ریشمی رسی چاندی کی پٹریان آم اندرسہ ہر قسم کا پکوان
اور سب سانونی کی چیزین بڑی دھوم سے روانہ ہوئین رمضان مین روزہ کشائی عید کو
عیدی برتن کھلونے مٹھائی سنویان محرم مین زری زربفت مغرق مطلا بٹوون مین بن دھنیا اور
کھیر کی قفلیان نعیم کی سسرال گئین بہرحال کوئی چیز یا رسم نام لینے کو بھی نرہی جو بلند اقبال خان
کے گھر سے نہ گئی ہو یا انکی طرف سے نہ ہوئی ہو جتنا روپیہ قرض لیا تھا سب اس مین برباد ہوا اب
نکاح کے دن سر پر پہونچے بلند اقبال خان نے پنی مل کے سب قرضہ کی ایک دست آویز لکھکر
پچیس ہزار روپیہ اور لیے ریت چوتھی کے لیے کارچوبی تمامی کے دو جوڑہ بننے لگے انھون نے ادھر
چڑھاوے کی طیاری کی اودھر بھی چیز تیار ہو گیا ادھر اودھر کے لوگ تو غضب کے ہوتے ہین
جھوٹ سچ ہونے لگا صابرہ کا تو یہی منصوبہ تھا کہ چندن ہار ست لڑا چڑھاوے مین دیا جاوے
مگر پڑی خانم وغیرہ بیٹی والون نے اپنے بڑہاوے کے لیے اس سے کہدیا کہ یہ دونون
چیزین تو وہان بن رہی ہین اور سب گہنا طیار ہے دو چیزین باقی ہین صابرہ کی طرف
والیون نے یہ جا لگایا کہ یہ دونون چیزین تو چڑھاوے کے واسطے بن گئین ہین جہانتاب زمانی
تو اس سبب سے خوش ہوئی کہ یہ عمدہ چیزین وہان سے چڑھاوے مین آئین گی

بدن مین موجود تھا ہاتھون مین پہونچی کڑے کنگن نوگریان چوہے دتیان بازو پر جڑاؤ
سادے نونگے نورتن جوشن بازو بند یکے گلے مین طوق توڑا دکھد کی ہیکل چنپا کلی ماتھے
پر ٹیکا بینا کانون مین جھالے ہیرے کی بالی پتے جھلنیان اور کرن پھول جھمکے بجلیان
سر مین سونے کی چوٹی کمر مین کندھنی ازار بند مین سونے کی زنجیر پاؤن مین پای زیب
لچھی چوڑیان اور پور پور چھلے چٹکیان اتنا گہنا تو فرحت پہنے تھی بریخانم کہنے لگی کہ چندن ہار
ست لڑا لچھی بنے گئی ہین جہیز مین یہ دونون چیزین اور ملین گی صابرہ بیگم اپنی بہو کو بارین
صورت شکل دیکھ مارے خوشی کے اپنے مین پھولے نہ سمائی جیسی سنتی تھی خوبصورتی
نکھ سکھ وضع ہزار درجہ اوس سے زیادہ پائی دیکھنے کے ساتھ ہی پھڑک گئی اپنے ہاتھ سے جھومر
چڑھایا مسری کی ڈلی پان کا بیڑا دیا فرحت نے چبا کر رومال مین جو ایک عورت لیے کھڑی تھی تھوک
دیا اسیطرح سات بار کیا یہ رسم بھی ہو چکی اس سے فراغت ملی پھر سمدھنون نے فرحت کو
دیکھنا شروع کیا منہ دکھائی رونمائی ہونے لگی جس نے دیکھا دیکھتے ہی لوٹ گیا صابرہ کو
مبارکباد دی کہ بیگم تم بڑی نصیبہ والی ہو بہو بھی ہزار سے بہتر دھن دولت والی ملی صابرہ نے
ہنسکر جواب دیا اچھی بوا ذرا حسد سے نہ دیکھنا کہین نظر نہ ہو جاوے جب نوک جھوک چوچلون
کی باتین ہو چکین صابرہ سمدھنون کے گلون مین پھولون کے ہار ڈالنے لگی شربت پلایا
اسکے بعد صابرہ بہو کے صدقہ واری ہو اپنے مہمانون سمیت اجازت لے گھر پہونچی اگرچہ حسب عادت
علی قلی خان نے چھیڑ تو کی مگر ادھر سے جہانتاب زمانی بیگم نے بھی چپکے چپکے دولہ کا جوڑہ
پھولون کا گہنا اور دولہ کے حصہ کی مٹھائی بھیجدی خدا کے فضل سے اب منگنی ہو گئی اور یہ بھی
قرار پا گیا کہ انھین دنون نکاح بیاہ ہو جاوے منگنی کے بعد بلند اقبال خان اور صابرہ بیگم کو
یہ فکر ہوئی کہ دنیا مین جتنی رسمین ہوتی ہین سب ہم اپنے اکلوتے لڑکے کے بیاہ مین کر ڈالین
کوئی بات ایسی نہ نکلے کہ پھر ارمان رہ جائے اسکی خبر تک نہین ہوئی کہ انھین باتون انھین
خیالون سے تو کل جمع پونجی سب غارت ہو گئی قرض بڑھ گیا ایک لیکر چار کی دستاویز لکھی علاقہ

سجتے سجاتے طیاری کرتے کراتے شام بھی پہونچی دروازہ پر سواریان آلگین ایک
بیچ گاڈی دو تین بجھولیان اور دو تین پالکین تو بلند اقبال خان کی گھر ہی کی تھین
دو بیچ گاڈیان چار رتھین آئیں بجھولیان مانگ آئین پنج شانے روشن کیے گئے مہمان
گھر والے سوار ہونے شروع ہوئے جتنی سواریان موجود تھین وہ کھچا کھچ بھر گئین مگر تو بھی
تین گاڈیون کی عورتین بچ ہی رہین کہ اوسیوقت چار گاڈیان اور کرایہ ہو آئین ان کے
سوار ہوتے ہوتے عشار کی اذان تو ہو ہی چکی تھی سمدھیانے پہونچتے پہونچتے دس بج گئے
علی قلی خان کے یہان بھی سمدھنون کا انتظار ہو ہی رہا تھا سمدھنون کے بیٹھنے کے
لیے ایک دالان جھاڑ فانوس ہانڈیون سے روشن و منور تھا دروازہ پر بھی خوب روشنی
ہوئی تھی کہ اتنے مین سمدھنون کی پہونچ جانے کی خبر اڑی بیٹی والون مین کھلبلی پڑ گئی
کوئی دستی لے اترواتے دوڑا کوئی سب چیزین قرینہ سے دھرنے اپنے بناؤ سنگار
مین مشغول ہوا کہ سمدھنین دروازے پر آپہونچین پردہ ہو گیا ایک ایک عورت اترا اترا
دروازہ مین ڈیوڑھی کے پاس اکھٹی ہوتی گئین جب سب اتر چکین اوسوقت بی صابرہ بیگم
بھی اوترین آگے یہ پیچھے اور سب جاکر دالان مین بیٹھے جہانتاب زمانی بیگم تو سامنے نہیں
آئی مگر فرحت کی نانی خالاؤن نے خاطر سے بٹھایا جب سمدھنین تھل سے بیٹھ چکین عطر
پان کی تواضع ہوئی اس سے فراغت پا صابرہ بولی یہ تو سب ہو چکا اب دلھن بیگم کو تو لاؤ
جنکے واسطے ہم سب آئی ہین فرحت کی نانی امیر بیگم نے جواب دیا کہ یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے
ہم بھی جانتے ہین کہ آپ سب کے آنے کی باعث وہی ہے ذرا صبر کیجیے وہ بھی آئی جاتی
ہے یہ باتین ہو ہی رہین تھین کہ فرحت کو بھی منگنی کا جوڑہ پہنا لا بٹھایا دکھانے کے
واسطے جتنا زیور فرحت کا اور اوسکی مان کا تھا اور رہا سہا مانگے کا سب فرحت کو پہنا دیا
کہ مارے گہنے کے فرحت بھی گہنے مین چھپ گئی ہاتھ پاؤن بازو گلے ناک کان کا دیکھنا
مشکل ہو گیا سوا اون چیزون کے جنکے چڑھاوے کی خبر تھی اور سب زیور فرحت کا

اوسیوقت بلند اقبال خان نے ایک آدمی منموہن سیٹھ کے پاس بھیجا کہ ۲۹ رجب کو پندرہ ۱۵
من خرمے بنا دے آدمی نے جاکر کہا منموہن سیٹھ نے صاف جواب دیا کہ حضرت نواب صاحب
ہمیشہ آج کل کا وعدہ کرتے ہین مگر پہلے روپیہ مین سے ایک کوڑی ادا نہین کرتے
روز بروز بڑھتا جاتا ہے اب جب تک نواب صاحب پہلا روپیہ نہ دین گے تب تک مین
مٹھائی نہین دے سکتا۔ بلند اقبال خان کے نوکر نے تو بہت کچھ سمجھایا کہ اب تک
علاقہ سے روپیہ نہین آیا مگر سیٹھ نے ایک نمانی نوکر نے جاکر جیسا سُنا صاف جواب دیا
بلند اقبال خان کے پاس نقد تو اتنا تھا ہی نہین کہ حلوائی کو بیباق کرکے آیندہ کا بندوبست
کرتا مگر حلوائی کا جواب سُنکر نہایت پیچ و تاب کھایا لیکن کیا کرتا اور لوگون نے بھی سیٹھ جی
کو سمجھایا کہ تم وقت پر دھوکا دیتے ہو کون بہت دنون کی بات ہے کل دو مہینے مین نواب صاحب
تمھارا سب روپیہ دیدینے کو کہتے ہین اوسنے ایک نہ مانی پنّی مل سے قرض روپیہ مانگا اوسنے
جواب دیا کہ روپیہ دینے کو طیار ہون مگر سب اگلے پچھلے سود سمیت کی نئی دستاویز لکھدو پہلے
تو بلند اقبال خان نے بہت کچھ بغلین جھانکین لیکن مجبور ہوکر دس ہزار روپیہ قرض لیئے
دس ہزار پہلے کے تھے اب پنّی مل نے دس ہزار اور دیکر اپنے بیس ہزار نو سو بانوے روپیہ ۲۰۹۹۲
کی ایک دستاویز لکھوالی دس ہزار روپیہ لے پھر خرچ کے اللّے تللّے اُوڑنے لگے حساب کر
اکیلے منموہن کا گیارہ سو روپیہ نکلا سب روپیہ دیکر اوسکو بھی بیباق نہین کیا مگر پانسو دیکر اوسکے
آنسو پونچھے اور پندرہ من خرمون کو کہدیا اسیطرح جس جس کا قرضہ تھا سبکو تھوڑا تھوڑا دیکر
مطمئن کیا پانچ ہزار تو یون نکل گیا اور باقی مین منگنی کا سامان کرنا شروع کیا پانچ لگائے
دس کا سودا قرض لیا منگنی کا جوڑہ ایسا عمدہ بنا کہ شاید ایسا جہیز کا جوڑہ بھی کم دیکھنے مین
آیا ہوگا چڑھاوے کے لیے جھومر خریدا گیا کہ آن کی آن مین اُنتیسوین ۲۹ رجب بھی آپہونچی
حلوائی نے مٹھائی بھیجدی مصری کے قوزہ بھی آگئے پھولون کا گہنا مالن دے گئی اب
مٹھائی مصری اور پان کے بیڑے خونون مین سجاے گئے مہمان تو آہی گئے تھے

عین وقت پر آپ چلے جاتے ہین یہ دلی شہر ہے اسوقت کا جانا آپ کو رسوا کر دیگا نام کو بٹا لگے گا لوگ کہین گے لکھنوی تھے آخر بھاگ نکلے آپ اس ارادے کو فسخ کیجیے اور جو اس کام کو ہاتھ لگایا ہے تو اب ہنسی خوشی پورا کیجیے بیٹا بیٹی کے معاملون مین لڑنا جھگڑنا اچھا نہین لوگون نے سمجھایا علی قلی خان کا بھی غصہ دھیما ہوا بندکھولے اوس روز تو مغلو یہ تماشا دیکھ گھر چلدی تھی ایک دن کا وقفہ دیکر تیسرے روز پھر آئی جہانتاب بانو بیگم نے بات بگڑتی دیکھ خوشامد درآمد کر مٹھائی کا منگوانا بھی طے کر رکھا تھا مغلو سے کہنے لگی دیکھو بی مغلو کسیکے میان کے ایسے بھی مزاج ہونگے خواہ مخواہ لڑنے لگے ابھی تو پہلی ہی بونی ہے خدا خیر کرے دیکھیے یہ کام کیونکر ٹھکانے لگتا ہے تمھارے سامنے تو گھر سے نکل ہی گئے تھے بیچارے مولوی الطاف احمد و منشی منیر الدین کا اللہ بھلا کرے بہت کچھ سمجھا کر رو کا ہے آج مین نے بھی موقع دیکھ مٹھائی کا منگوانا طے کر لیا اونکا حال تو تم پر ظاہر ہے مگر یہ حال وہان نہ کہنا سمدھیانہ کا معاملہ ہے ہمکو صرف پندرہ من مٹھائی بہت ہوگی زیادہ منگانا بیفائدہ ہے

مغلو۔ بیگم صاحب تم خاطر جمع رکھو کیا مجال جو یہان کا بھید کھلے اور اس خوبصورتی سے پندرہ من مٹھائی کو کہون کہ وہ بھی اس سے زیادہ بھیجنا پسند کرین۔

اسکے بعد مغلو رخصت ہو صابرہ بیگم کے گھر پہونچی کہنے لگی بیگم صاحب وہان سے تو کل پندرہ من مٹھائی کی مانگ ہوتی ہے۔

صابرہ بیگم۔ ہائین مغلو یہ کیا کہتی ہے کل پندرہ من یہان تو تیس چالیس من کا سامان تھا۔

مغلو۔ بیگم صاحب تیس چالیس من مٹھائی لیکر وہ کیا کرتے گھر سڑاتے اونکے یہان تو پندرہ من بھی بہت ہے کون سے اونکے یہان رشتہ دار بیٹھے ہین میان کا تو یہان کوئی بھی نہین بیوی کا مائکا البتہ یہین ہے سو اوسکے واسطے پندرہ من مٹھائی بہت ہے

صابرہ بیگم۔ اچھا ہمکو کیا جتنی مٹھائی وہ مانگین اوتنی دین گے۔

اسکے بعد مغلو نے اپنے گھر کا راستہ لیا اور صابرہ نے بلند اقبال خان سے کہلا بھیجا

جہانتاب زمانی بیگم - اچھی تم دخل نہ دوگے تو مین کون جتنی مٹھائی تم کہو اتنی کہلا بھیجی جاوے -

علی قلی خان - میرا یہان کون بیٹھا ہے جسکے واسطے مین مٹھائی منگاؤن تم اپنے رشتہ دار دیکھ لو کہ کتنی مٹھائی کھپے گی —

جہانتاب زمانی بیگم - اے ہے تمکو عمر بھر میرے ہی رشتہ دارون کنبے والون کا پٹنا پڑا رہا اونسے کیا واسطہ جتنی منگانی ہو کہدو ورنہ جواب دو آخر تمھارے بھی دوست آشنا ہین اونکو بھی تو حصہ جاے گا -

علی قلی خان - میرے یار دوست ملاقاتیون کا کیا شمار علاوہ اِسکے جو مین اونکو بھیجنا بھیجنا برابر کچھ لینے دینے کے دوست تھوڑے ہی ہین البتہ رشتہ دارون کی شکایت سے ڈر لگتا ہے -

جہانتاب زمانی بیگم - پھر وہی رشتہ دارون کا نام تم مٹی کی منگنی کرنے چلے ہو یا مجھسے لڑنے دونون میان بیوی مین اسی بات پر بحثا بحثی ہونے لگی آخر بات طول پکڑ گئی باتون باتون ہنسی خوشی منگنی کی مٹھائی پوچھنے آئی تھی یہان اولٹا یہ نیا منگنی کا پھلا شگون ہوا علی قلی خان کی طبیعت ظاہر ہوئی بیٹھے بٹھاے دونون میان بیوی مین لڑائی ہونے لگی آخر کار علی قلی خان نے کہا تم جانو تمھاری لڑکی جانے لو مین ادھر چلا یہ کہہ اپنے بیگ بھرے کپڑے اور چمڑے کا صندوق اور ایک صندوقچہ دو خدمتگارون کے حوالہ کر تیار ہو بانتظار وقت ریل دیوانخانہ مین جا بیٹھا آس پاس کے لوگون کو بھی یہ اطلاع پہونچی کہ یا تو منگنی کی تیاری تھی یہ کیسی بات ہو گئی کہ نواب صاحب ہی چلے اگر نواب صاحب گئے تو ناتا نسبت سب ہو چکا ادھر جہانتاب زمانی بیگم میان کو بگڑا دیکھ رونے لگی علی قلی خان خفا ہو دیوانخانہ مین وقت کا منتظر بیٹھا تھا کہ پاس پڑوس کے تین چار بھلے مانسون نے آکر سمجھایا کہ بھلا یہ کون موقع ہے پہلے تو آپ نے منگنی کی تیاری کی رقعہ منگایا یا اب

منگنی کے واسطے مقرر ہوئی ہے ۲۹ - رجب کو آپ چلین بات ٹھہرا تاریخ نکاح مقرر کرین
صابرہ بیگم - ابھی تو مین کچھ جواب نہین دیتی مین بھی صلاح مشورہ پوچھ پانچھہ لون یہان
کیا صلاح ٹھہرتی ہے انشاء اللہ کل جواب دیا جائیگا —
مغلو کل کا نام سُن اپنے گھر گئی اوسکے جانے کے بعد صابرہ نے اپنی مان سے
پوچھوا بھیجا میان جب آیا اوس سے سب حال کہا صابرہ کی مان نے بھی ۲۹ - رجب
ہی کو پسند کیا بلند اقبال خان نے بھی بقول جواب دیا کہ ہمکو بھی اونھین کی خوشی منظور ہے
۲۹ - رجب کیا بُری ہے کل مغلو سے کہدو کہ وہی تاریخ یہان بھی منظور ہے جتنی
مٹھائی کہین اوتنی منگائی جاوے صابرہ کو بھی یہی بات بھائی دوسرے دن جب مغلو
آئی صابرہ نے کہدیا کہ ہمکو بھی وہین کی مقرر کی ہوئی تاریخ منظور ہے مگر یہ پوچھتی آنا کہ کتنی
مٹھائی آوے مغلو جہانتاب زمانی بیگم سے یہ سب حال بیان کر کہنے لگی کہ بیگم صاحب
آپ کو آپ کی سمدھن نے بہت بہت سلام بچی کو دعا کہی ہے اور پوچھا ہے کہ کتنی
مٹھائی بھیجی جاوے —
جہانتاب زمانی بیگم - تم اچھے وقت آئین نواب صاحب کے بھی آنے کا وقت ہے
وہ آجائین تو پھر موقع پاکر مین پوچھہ دون اتنے تم زردہ پان کھاؤ —
مغلو نے زردہ پان کھایا صابرہ بیگم کی گھر کی باتین ہوتی رہین جہانتاب زمانی بیگم
لڑکے کا حال پوچھتی رہی کہ اتنے مین علی قلی خان بھی گھر مین داخل ہوئے مغلو کو
دیکھہ طبیعت کا حال پوچھا جہانتاب زمانی بیگم چھیڑنے بھی لگائی تھی مغلو جھٹ کہ اوٹھی
کہ نواب صاحب آج سمدھن کو سمدھن نے سلام کہلا بھیجا اور پوچھوایا ہے کہ کتنی مٹھائی
آئے ابھی تک بیگم نے کچھ جواب نہین دیا سب آپ پر موقوف رکھا ہے —
علی قلی خان - بھلا مین کیا جانون عورتون کی باتین عورتین ہین جانتی ہین مجھہ پر موقوف
رکھنے سے کیا غرض جتنی مٹھائی منگانی ہو منگالین مین عورتون کی باتون مین دخل نہین دیتا

دینے کا وعدہ کر لیا امام خان نے یہ سب حال بلند اقبال خان سے جا کہا اگرچہ اوسکو جلوائی کی
باتون سے رنج و افسوس ہوا مگر کام نکلتا دیکھ کر باوجود ایسے بڑے تقاضے کے جون بھی نجانے دی
رات کو چھوٹی سی مہانداری ہوئی سو ڈیڑھ سو آدمین خرچ ہوا رات بھر گانا بجانا ہوتا رہا مغلو نے
وہان بھی خبر کر ہی دی تھی اودھر ڈومنیان بلا آئین صبح ہوتے ہوتے منموہن نے خاصہ
عمدہ و خستہ آٹھ من بالوشاہی بھیجدی زرافشان رنگین کاغذ پر رقعہ تحریر ہو گیا ایک کمخواب کی
تھیلی مین رقعہ اور دس اشرفیان ڈال دین مٹھائی کے خوان سجا رکھے کہ اتنے مین مغلو پوشاک
بدل بدلا اپنی دونون بھانجیون سمیت آ پہونچی یہان تو سب سامان تیار تھا مزدورنی بھی
آ ہی گئی تھین صبا برہ بیگم نے حسب وعدہ مغلو کو ایک جوڑہ عمدہ اور دونون بھانجیون کو ایک ایک
دوشالہ دیا اونھون نے دعائین دین پھر مٹھائی رقعہ سمیت جہانتاب زمانی بیگم کے گھر پہونچی
وہان تو انتظار ہی تھا اس شکل سے مغلو کو آتے دیکھ مارے خوشی کے پھولے نہ سمائی مغلو
نے باین صورت و شکل بیگم صاحب کو سلام کیا رقعہ مٹھائی آگے رکھی مزدورنیون کو خوان خالی کر
رخصت کیا رقعہ کے ساتھ جو اشرفیان آئی تھین حق شاطہ گری مین مغلو کے حوالہ ہوئین یہ جب
سُن بڑی خانم بھی آموجود ہوئی اوسکو جہانتاب زمانی بیگم نے خوشی مین آدو اشرفیان اپنے
پاس سے دین رقعہ رکھہ مٹھائی رشتہ دارون مین تقسیم ہوئی مغلو نے کہا بیگم صاحب یہ تو
ہمارا معمولی حق تھا اب آپ اپنا انعام دلوائین جہانتاب زمانی بیگم نے کہدیا کہ بی مغلو کل آنا
تو منگنی کا دن بھی مقرر کر کے تم سے کہدیا جاے مغلو کے جانے بعد دونون میان بیوی اور
دو تین بڑی بوڑھیون کے صلاح مشورہ سے یہ تجویز قرار پائی کہ ۲۹ رجب کو سمدھنین آئین
منگنی ہو جاے نکاح کی تاریخ ٹھہرا جائین یہان تو یہ صلاح ہوئی دوسرے دن مغلو بھی آئی
جہانتاب زمانی بیگم نے کہا یہان تو یہ سب کی راے ہے کہ ۲۹ رجب کو منگنی ہو جاے
اور تاریخ بھی ٹھہر جاے اب تم اونسے جا کہو دیکھو اودھر کیا کہتے ہین مغلو سُن صبا برہ بیگم
کے پاس پہونچی جہانتاب زمانی بیگم کے طرف سے سلام کے بعد کہنے لگی کہ وہان ۲۹ رجب

صابرہ بیگم - میری طرف سے تو دیر کچھ بھی نہین رقعہ لکھوا دو اور آٹھ من بالوشاہی منگوا دو -

بلند اقبال خان نے باہر جاکر فوراً امام خان کو نیل کے کٹرہ بھیجا کہ منموہن سیٹھ سے کہہ آئے کہ کل نور کے تڑکے آٹھ من بالوشاہی دے اور اگر قیمت کے باب مین کہے تو کہدینا کہ اب کی مرتبہ جو علاقے سے آمدنی آئے تو پہلے تمھارا ہی حساب کیا جاویگا بلند اقبال خان کی کہنے کی دیر تھی امام خان نے سیٹھ جی سے جاکہا -

منموہن سیٹھ حلوائی کہا نصاحب بالوساہی تو مین آٹھ من کی جگہ ابھی دس من تول دون مگر مجکو روپیہ دینے والا بھی تو چاہیے اب تک تو مجکو پہلے ہی مٹھائی کے روپیہ مین سے کوڑی نہین ملی اگر نواب صاحب روپیہ بھیجدین تو مین مٹھائی بنا دون -

امام خان - سیٹھ جی نوابصاحب ایسے ویسے تو آدمی ہین نہین کہ تمھارا روپیہ مار جائین تمھارے تو پیشتینی بیوپاری ہین کون تمھارا ہزار پانسو روپیہ ہوگا جبوقت چاہین دے دین مگر اونکو تو کچھ اکھٹے ہی روپیہ دینے مین خوشی ہے بلکہ نواب صاحب نے مجہ سے یہ بھی کہدیا تھا کہ اب کی مرتبہ جو علاقہ کی آمدنی آئے پہلے سیٹھ جی کو بیباق کردون گا پیچھے دوسرے کو تھوڑے دنون کی بات ہے اتنے دن اور صبر کرو پھر اپنا یہ دس بیس روپیہ ذری سی بات کے واسطے نہ بگڑو -

سیٹھ جی - کہا نصاحب ہمیشہ علاقہ کی آمدنی ہی کا وعدہ ہوتا ہے جب سے پندرہ بیس دفعہ تو میرے دیکھتے دیکھتے روپیہ آیا ہے مگر مجکو ہمیشہ آیندہ کی امید پر ٹالا ہے نوابصاحب لیتے تو چلے جاتے ہین دینے کا نام تک نہین جانتے -

امام خان - سیٹھ جی اب کی آپ اور دیکھ لیجئے جہان اتنا اور کیا تھوڑا اور دیکھ لو تمھارے روپے کہان جاتے ہین سچ پوچھو تو وہ تو دودھ پی رہے ہین خاصے ایک ایک کی جگہ دو دو ہوکر ملینگے امام خان کی دھونس پٹی سے منموہن سیٹھ نے پھر آٹھ من بالوشاہی

اچھی طرح اطمینان ہوگیا ہے تمھارے رقعہ لانے کی دیر ہے۔

مغلو۔ اگر یہی بات ہے تو بیگم صاحب میرا کیا ہے کل تو نہین انشاء اللہ پرسون آپ رقعہ ہی لے لین اب حسب نسب کی رقعہ کی تو کچھ ضرورت ہی نہین رہی مبارکبادی کا رقعہ آجائے گا

جہانتاب زمانی بیگم۔ اور کیا بالفعل تو صرف مبارکبادی ہی کا رقعہ آجاے پھر اچھی تاریخ دیکھ کر بات بھی ٹھہر جائے منگنی کی رسمین بھی ادا ہوجاوین۔

مغلو۔ پرسون کا وعدہ کر یہان سے رخصت ہو سیدھی صابرہ بیگم کے پاس پہونچی سب حال بیان کر کہنے لگی لو بیگم صاحب اب ہمارا انعام دلوائے رقعہ لائیے۔

صابرہ بیگم۔ بیٹھو گھبرائی کیون جاتی ہو بھاگڑ تو نہین مچی صبر کرو انعام بھی لو رقعہ بھی لو یہ تو بتاؤ کونسا رقعہ لوگی۔

مغلو۔ خیر اب حسب و نسب کا رقعہ کون لیجاے آپ بسم اللہ کر کے مبارکبادی ہی کا رقعہ دیجئے

صابرہ بیگم۔ مبارکبادی کا رقعہ ایسا تو ہے بھی نہین کہ ابھی دیدیا جاے اوسکا تو سامان کرنا پڑے گا آج نہین کل رقعہ بھی دیدیا جاے گا نواب صاحب سے کہون مٹھائی آئے رقعہ لکھا جاے ہتیلی پر کہین سرسون جمتی ہے مین نے جمعہ کا وعدہ کیا تھا کل جمعہ بھی ہے

مغلو۔ خیر رقعہ جب چاہین آپ دین مگر ہمارا انعام تو ملے۔

صابرہ بیگم۔ تمھارا جوڑہ تیار دھرا ہے شاہ خانم بیبا جان کے لیے دوشالہ بھی رکھا ہے کل تم اونکو بھی لیتی آنا اپنا معمول و انعام لینا رقعہ لیتے جانا۔

مغلو۔ اچھا بیگم صاحب اگر کل ہی پر ہے تو کل ہی پر سہی مین اون دونون کو بھی لیتی آؤن گی مگر کل مین فرق نہو خوب پخت و پز کے بعد مغلو اپنے گھر آئی صابرہ بیگم نے بلند اقبال خان سے کہا اونکو تو یہی پڑی تھی کہ چاہے کیسی ہی اصل نسل کے ہون بیٹی ملے علی قلی خان کو اس شان بان سے دیکھ ہی چکا تھا حسب و نسب کچھ بھی نہ دریافت کیا رقعہ بھیجنے پر جھٹ راضی ہوگیا بیوی سے کہا پھر کیا دیر ہے۔

مغلو اپنے وعدہ پر بدھ کو جہانتاب زمانی بیگم کے یہان آئی کہنے لگی بیگم صاحب مین نے بھی وہان جاکر یہان کی اتنی تعریف کی کہ لڑکے کی مان صابرہ بیگم سنکر پھڑک گئین مجھ سے کہنے لگین اچھی مغلو جسطرح ہوسکے تو میرے لڑکے کا رقعہ وہان لے جا بلکہ مجکو خوشی مین آ ایک سو روپیہ کی انگوٹھی بھی دی مین تو یہ کہ آئی کہ بیگم صاحب ابھی تو مین رقعہ نہین لے جاسکتی نہین معلوم لڑکی والون کی کیا تجویز ہو مگر مین جاکر تجویز دیکھون گی اگر موقع ملا تو کیا جلدی ہی رقعہ بھی لیجاؤن گی —

جہانتاب زمانی بیگم — اے بی مغلو تم نے برا کیا جو رقعہ نہ لیئے آئین نہین معلوم پھر کیا بات ہوجاے ابھی وہ خود دیتی تھین پھر شاید منگائے بھی نہ آئے یہ بات اچھی نہین ہوئی کہ تم نے رقعہ لانے سے انکار کیا —

مغلو — بیگم صاحب خاطر جمع رکھو اللہ اللہ کرو ابھی کیا ہوا ہے مینے اپنی باتون سے اسقدر لٹو کردیا ہے کہ اگر اب جاؤن تو اب رقعہ لے آؤن صرف تم ہی سے پوچھنا باقی تھا لو اب مین لے ہی آؤن گی —

جہانتاب زمانی بیگم — بھلا بی مغلو مجھ سے اب پوچھنے کی کیا ضرورت تھی مینے جب ہی کہدیا تھا کہ جسطرح ہوسکے رقعہ لیتی آنا —

مغلو — بیگم صاحب پھر ایسی جلدی کیون ہے بے شک آپ نے مجھ سے چلتے وقت کہدیا تھا ایسے معاملون مین جلدی کرنا ٹھیک نہین دمڑی کا برتن بھی ٹھوک بجا کر لیتے ہین یہ تو بیٹا بیٹی کا معاملہ ہے عمر بھر کے واسطے رشتہ ناتا ہوتا ہے ذرا دم لو اچھی طرح تحقیقات دریافت کرلو —

جہانتاب زمانی بیگم — اب کیا تحقیقات و دریافت کرنا باقی رہا ہے خود نواب صاحب دیکھ چکے ہین تم نے پسند کرلیا ہے بڑی خانم بھی تعریف کرتی ہے شاہ خانم بیبا جان پیاری خانم سب اچھا کہتے ہین علاوہ اسکے بلند اقبال خان کا نام کیا کم مشہور ہے بس ہمکو تو

جہانتاب زمانی بیگم - مجکو یہ کیا معلوم تھا چلو خیر خدا نے جلدی صحت دی اب وہان کا حال تو کہو -

بڑی خانم نے دل سے گھڑ گھڑا باتین بنانی شروع کین مغلو شاہ خانم کی باتونکی تصدیق کی نی الواقع بلند اقبال خان کے لڑکے نعیم سے شمشیر علی خان کی بیٹی کی بات لگی ہوئی تھی مگر اسی لین دین کی تکرار کے باعث اب جواب ہوگیا لڑکے کے مان باپ کو بڑی جلدی ہے اونکی خوشی تھی کہ ہماری چھوٹی سی بہو آئے لڑکا ننھا سا دولہ بنے گھر کی طرز نشست برخاست سے امیری برس رہی تھی لڑکے کی مان بھی نہایت ہی غریب وخلیق ہین ہر ادنے واعلی سے باخلاق پیش آتی ہین میرے بیٹھے لڑکا بھی گھر مین آیا میرے سامنے مان کو سلام کیا پھر وضو کر نماز پڑھی اور دو سیپارہ کی تلاوت کی لڑکے کے چہرہ سے نیکبختی خوش مزاجی سعادتمندی ظاہر تھی عمر بھی سولہ یا سترہ برس سے زیادہ کی نہین اسپر شکل صورت سے خدا کی قدرت دکھائی دیتی ہے بدن سانچہ کا ڈھلا ہوا ہے پھوٹا پڑتا ہے گلے کی صراحی سے پان کی سرخی تک چوئی پڑتی ہو بہرحال مین نے تو جتنی باتین دیکھین ایک سے ایک اچھی میرے نزدیک تو بیگم یہ گھر آپ کے لایق ہے اس سے بہتر گھر اور پھر لڑکا ملنا لکھنؤ مین کیا دلی مین دشوار ہے جہانتاب زمانی بیگم تو پہلے ہی سے لٹو ہو رہی تھی خود علی قلی خان گرویدہ تھا بڑی خانم کی باتین سنکر یقین بے آئی ادھر علی قلی خان کی نظرون مین پہلے ہی سے نعیم کی بھلائی سمائی تھی اوسپر دو تین روز سے برابر نماز مین شریک دیکھا بڑی خانم و مغلو نے حد سے زیادہ تعریف کی شاہ خانم بیباجان پری خانم نے گواہی دی اور جس سے سنا اچھا سنا نواب نجیب الدولہ خان بلند اقبال خان کی نیکنامی تو اظہر من الشمس تھی یہ سب وجوہات اتفاق سے ایسے اکھٹے ہوگئے کہ نعیم کی بالکل بد وضعی چھپ گئی اور زیادہ تحقیقات کی ضرورت بھی نہ معلوم ہوئی صرف ادھر تو یہ فکر ہوئی کہ اب جہان تک جلدی ہو سکے منگنی کر دیجاوے اودھر بھی اسیکی کوشش ہوئی کہ بات نہ بگڑے جلدی سے رقعہ بھیجدیا جاے صابرہ بیگم تو مغلو سے جمعہ کا وعدہ ہی کر چکی تھی اب پھر

کہ وہان کی بات کا جواب ہوگیا اب نہ یہ وہان شادی کرنا چاہین اور نہ وہ اِنکو بیٹی دین بیگم صاحب
خدا سے امید ہے کہ آپ کی دلی مراد ملے اور میری منّی بھی پوری ہوجاے کل تومین نے
آپ کے گھر کا کچھ ذکر نہین کیا اون کے دل کا حال معلوم ہوگیا وہ بہت جلدی چاہتے ہین
اب انشاء اللہ مین جاکر یہان کا ذکر چھیڑون گی اور اگر بن پڑی تو رقعہ ہی لے آؤن گی۔
جہانتاب زمانی بیگم یہ سُنکر خوش ہوئی اور امید بندھی مغلو سے راضی ہوکر کھانا کھلایا اور
ایک عمدہ چاندی کی ڈبیا بھی دی کہ اِس مین اپنے پان رکھا کرو مغلو یہ عنایت دیکھ کھل گئی
دعائین دینے لگی رخصت ہوتے وقت کہتی گئی کہ بیگم صاحب کل تو تمھارے کام کو جاؤن گی
پرسون پھر تمھارے یہان آؤن گی یہ کہہ یہان سے رخصت ہو بڑی خانم کے پاس جاکہنے لگی کہ
بوا تم سے بیگم نے کہا ہی تھا کہ تم بلند اقبال خان کا گھر دیکھہ آنا سو تم کل جاکر دل سے گھڑا دھر
آدھر کی ملا اِسطرح بلند اقبال خان کے گھر کا حال کہنا کہ دل بھر جاے خاطر پسند ہوجاے
بڑی خانم۔ بوا بھلا تم مجکو سکھاتی ہو اِن ہی باتون مین چونڈا سفید کیا ہے خدا نے چاہا
تو ایسی تعریف کرون کہ سُنتے ہی لوٹ ہوجاوین۔
مغلو۔ ہان بوا یہ سچ ہے کہ تمکو سکھانا لقمان حکیم کو حکمت بتانا ہے مگر احتیاطاً مینے بھی
کہدیا یہ باتین ہو ہی رہی تھین جب مغلو کو بڑی خانم کی طرف سے اطمینان ہوگیا خاطر جمع کر اپنے گھر
گئی صبح اُٹھہ بڑی خانم نے جہانتاب زمانی بیگم کی گھر کی راہ لی جہانتاب زمانی بیگم دیکھتے
ہی کہنے لگی واہ بی بڑی خانم خوب آئین کہان دیر لگائی اوس دن سے آج کل ہوئی ہے
اچھا انتظار دکھایا۔
بڑی خانم۔ بیگم صاحب بلند اقبال خان کے یہان تومین اوسی روز گئی دیکھہ بھال آئی تھی
دوسرے روز جب ادھر آنے کا قصد کیا مجکو اس شدت کا بخار آیا خدا کی پناہ کُل تن بدن کو
توڑ جلا دیا حالانکہ بخار تو اوسی روز اوتر گیا تھا مگر ناطاقتی نے ایسا گھیرا کہ اوٹھنا بیٹھنا
مشکل ہوگیا خدا نے اب اِتنا فضل کیا ہے کہ مین اُٹھتے بیٹھتے آ تو گئی۔

نیکبخت صالح سعادت مند کر دے یا ہمین کو اُٹھا لے مجکو اُنکی ان باتون سی خوف معلوم ہوتا ہے
خدانخواستہ کسی دن کچھ جی مین آجائے کچھ کھا سوئے کے سوئے رہ جائین مجکو رات دن
اسیکا فکر لگا رہتا ہے دیکھیے خدا کیا کرتا ہے تم کو دعائین مانگ مانگ مانگا آپ مصیبت سہی
تکلیفین اوٹھائین جان ماری جو کچھ ہو سکا خرچ کیا جسطرح بنا تمکو پالا اب تم ایسے ہوئے
مان باپ کے نام کو بٹا لگایا خوشی کے عوض رنج دیا سب سمجھا تھکے تمکو خاک اثر نہوا یہ کہتے
کہتے رونے لگی نعیم بیٹھا سنتا رہا۔ (کل امر مرہون باوقاتہا ہر امر وقت پر موقوف ہی)
خدا نے نیک ہدایت دی آخر خاندانی شریف تھا یہ بھی چند روز کی گردش تھی مان کی بیقراری
دیکھ اسکو بھی رحم آیا (کل شی یرجع الی اصلہ) دل مین ٹھان لی کہ اب تک جو کچھ کیا بہت کیا
اب سب چھوڑ اپنے خاندان کے طریقہ پر آؤ بہت بڑی نیکنامی پیدا کرو نام چلاؤ حکم الہی
کی دیر تھی ہدایت ہوتے ہی سب برائی دفع ہوئی بدمعاشون لچون جواریون سے ملنا جلنا
چھوڑا شراب مدک وغیرہ سب بری چیزین رفتہ رفتہ ترک کر دین پھر جب کوئی چاٹ پر لگا ہوا
آتا اندر ہی سے کہلا بھیجتا کہ گھر مین نہین ہین باہر گئے ہین اور اگر کوئی باہر ہی بیٹھے آلیتا
درد شکم درد سر حرارت وغیرہ کا بھانا کر ٹالدیتا یہ لوگ تو تیور پہچانتے ہین نعیم کو منحرف دیکھ
رفتہ رفتہ سب نے کنارہ کیا بے شغلی سے جی گھبرانے لگا چپکے چپکے پڑھنا شروع کیا
پنج وقتہ نماز پڑھنی لگا باپ کے ساتھ جامع مسجد جاتا اچھے لوگون مین بیٹھنا اختیار کیا
علی قلی خان بھی جامع مسجد ہی مین نماز پڑھنے آیا کرتا تھا اوسنے پھر اب نعیم کو باین وضع و
تہذیب دیکھا بیوی سے جا کر سب حال کہا۔

ادھر مان کے سمجھانے سے نعیم نے اپنی سب بری عادتون کے چھوڑ دینے کا وعدہ کر لیا
اودھر دوسرے دن پیر کو بی مغلو جہانتاب زمانی بیگم کے پاس پہونچی اوسنے دیکھ خاطر کی
بٹھایا مغلو نے کہا بیگم صاحب شاہ خانم سچی تھی بے شک شمشیر علی خان کے یہان بات
لگ ہی چکی تھی صرف لینے دینے کی تکرار باقی تھی مگر اپنے خدا کے صدقے واری ہو جاؤن

مغلو۔ نہین بیگم صاحب جو حال ہوگا اوس سے بہت جلد آپ کو خبر کرون گی۔
جہانتاب زمانی بیگم نے یہ سمجھ کر کہ مجکو تو کام نکالنا ہے آج چلتے وقت بی مغلو کو دو مہرین بھی دین کہ خرچ کی ضرورت ہو گی تکلیف مت اوٹھانا۔
مغلو نے معمولی سا عذر کر کے اپنے بٹوے مین ڈال لین یہان سے رخصت ہو صابرہ بیگم کے پاس پہونچی سب حال کہا وہ بھی کام نکلتا دیکھ بہت خوش ہوئی پوچھنے لگی اب کیا تجویز ہے تم نے اپنا رام تو کر لیا ہے اس مرتبہ کی گفتگو سے تو مجکو بھی امید پڑتی ہے۔
مغلو۔ امید پڑتی کیا مین تو رقعہ لیجانے کا دعوی کرتی ہون آپ آج دین تو آج لیجاؤن اونکو تو یہ فکر پڑی ہے کہ آپ کے یہان کا رقعہ کہین دوسری جگہ نہ چلا جاے۔
صابرہ بیگم۔ ذرہ اور دیکھ لو آج اتوار ہے اگر ایسا ہی ہوا تو جمعہ کو رقعہ لیجانا دن بھی مبارک ہے۔
مغلو۔ بہت خوب اچھا جب آپ دین مگر اتنا ضرور ہے کہ چھوٹے نواب صاحب کو ذرا سمجھا دیجیے کہ آج کل ذرا بد وضعی چھوڑ دین اگر خدانخواستہ کہین خبر ہو گئی تو بنی بات بگڑ جاے گی۔
صابرہ بیگم۔ اگر نعیم سمجھائے کا ہوتا تو کیا اب تک نہ سمجھتا سب سمجھا سمجھا کر تھک گئے خاک اثر نہوا اب پھر مین اوسکے آگے رووُن گی۔
ان باتون کے بعد مغلو کی خاطر مدارات کر کچھ دے دلا رخصت کیا مغلو آج تو سیدھے اپنے گھر گئی جہانتاب زمانی بیگم کے پاس کا جانا موقوف رکھا۔
جب نعیم گھر مین آیا مان نے پیار چمکار کے سمجھایا کہ میان اب ہم نے تمھاری شادی کی فکر کی ہے مگر جو حال تمھارا سُنتا ہے کانون پہ ہاتھ رکھ صاف جواب دیتا ہے برس بھر اسی مین گذر گیا کہین ٹھکانا نہ لگا تمھارا رنگ دیکھ دیکھ تمھارے باپ کا عجب حال ہوا جاتا ہے دن بھر غم و غصہ مین گذرتا ہے رات دن یہی دعا مانگتے گذرتی ہے کہ یا الٰہی تو نعیم کو

کہ ہم سونے کا چھپر کھٹ جڑاؤ پلنگ لین گے وہ کہتے ہین تمھاری طرح میری ایک ہی بیٹی تو ہے نہین کہ مین دنیا جہان کی چیز اسیکو دیکر فارغ ہوجاؤن چار اور بیٹیان ہین پہلے اونکے واسطے بنالون جب اسکو دون ابھی وہان کی بات ہیں وہیں مین ہے دیکھیئے یہ اونٹ کس کل بیٹھے مگر صابرہ بیگم کے یہان شادی کا سامان سو رہا ہے وہ کہتی ہین کیا اسی جگہ پر موقوف ہے یہ نہ سہی اور سہی اور نہی چڑھاوے کے لیے یہان اور گہنا بنے گیا ہے ایک چندن ہار بھی بننے کو دیا گیا ہے اونکا ایک لڑکا ہے وہ اپنے جوڑکا لینے دینے والا چاہتے ہین —

جہانتاب زمانی بیگم - یہان بھی کچھ لینے دینے کی کمی نہین ہے جو کچھ ہے فرحت ہی کا ہے ہم دو میان بیوی تھوڑی رہی بہت گذری کے دنکے علاوہ اسکے جہیز مین جو مانگین وہ لیں مگر چڑھاوہ بھی تو جوڑکا دین ایک ہاتھ سے تالی تھوڑے ہی بجتی ہے جیسا چڑھائین ویسا ہی پائین گے بی مغلو اب تم اس کام کو اپنے ذمہ لو یہ تم ہی سے ہوسکیگا کہ وہان کی بات پھر جاے اور منگنی یہان ہوجاے —

مغلو - بیگم صاحب جب سے مینے یہ بات سُنی میرے دلکو لگ ہی تو رہی ہے کہ مین کسوقت جاؤن اور جاکر سب حال دریافت کرآؤن -

جہانتاب زمانی بیگم - یہ کیا تمھارے کہنے سے مجکو یقین آتا میرا دل جانتا ہے کہ فرحت کے معاملہ مین تمکو سب خصوصاً تم تو سب سے زیادہ کوشش کروگی -

مغلو - بیگم صاحب مین اسی وقت جاتی ہون خدا نے چاہا تو ایسی بات بناآؤن کہ تیر بہدف ہو نشانہ خالی نجاے —

جہانتاب زمانی بیگم - خدا کرے ایسا ہی ہو جیسا تم کہتی ہو تمھاری بات اکارت نجاے ہمارا کام نکل آئے تو اب ٹھنڈے ٹھنڈے تم جاؤ مگر ذرا خیر سے جلدی جواب دینا بے فکر ہو بیٹھے نہ رہنا —

ذاتی وقعت بھی ہوجاوے بلند اقبال خان کے سوا اور کون تھا جو ایسے کی بیٹی لیتا جہانتاب زمانی بیگم سے کہنے لگا بیگم اس سے بڑھکر ہمکو گھر ملنا غیر ممکن ہے بلکہ مین تو اسی فکر مین ہون کہ خدا کرے فرحت کو اسی گھر مین جگہ ملے تم جہان تک ہوسکے اسی گھر کی کوشش کرو اور اگر کچھ خرچ سے بھی اپنا مطلب نکلے تو خرچ کی پروا مت کرو میان سے سن جہانتاب زمانی بیگم کو بھی اسی گھر کی فکر ہوئی دوسرے دن بھانجیون سمیت مغلو بھی آئی جہانتاب زمانی بیگم نے بڑی خانم کی لائی باتون کا ذکر کیا اور بلند اقبال خان کے گھر کا بھی تذکرہ آیا مغلو کہنے لگی معزز الدولہ امیر الدولہ اس گھر کے لایق نہین بلکہ مین تو یہ کہتی ہون کہ اونکو تو دشمن کی بھی بیٹی نہ ملے اول تو لڑکے اچھے نہین اوسپر گھرانہ خراب بڑون سے چھوٹون تک بدمزاج ایک ایک کی تین تین بیویان بیٹھی رو رہی ہین وہ دیوان خانہ مین چین اوڑاتے ستار سارنگی مردنگ بجاتے ہین بڑی خانم کیا اندھی ہوگئی ہے جو ایسی باتین لاتی ہے ہان بلند اقبال خان کا گھر تمھارے لایق ہے لڑکا بھی کچھ اتنا بڑا نہین ماں باپ دونون نیک مزاج اونکے خاندان سے سلوک چلا آیا ہے علاوہ اسکے ننہال دادہال مین اللہ آمین کا ایک لڑکا سیکڑون ارمانون آرزؤن کا ایسے گھر مین جسکی بیٹی جاے اوسکے بڑے بھاگ ہمیشہ آنکھون سکھ کلیجا ٹھنڈا رہے —

جہانتاب زمانی بیگم — پھر تم ہی بلند اقبال خان کی یہان کی بات لاؤ بڑی خانم تو کسی کام کی نہین اور نہ مجکو اوس سے کسی قسم کی امید ہے —

مغلو — مین تو بہت دنون سے بلند اقبال خان کی بیوی صابرہ بیگم کے پاس نہین گئی نہ وہانکا کچھ حال معلوم ہے یہ شاہ خانم اوس محلہ مین بہت جایا کرتی ہین شاید انکو کچھ حال معلوم ہوا ہو —

شاہ خانم — آٹھ روز سے تو مین بھی اوس گلی سے ہوکر نہین نکلی مگر جب مین گئی تھی تو خطیبۃ النسا سے معلوم ہوا تھا کہ بلند اقبال خان کے لڑکے نعیم اللہ کی بات نواب شمشیر علیخان کے یہان لگ رہی ہے مگر ابھی منگنی نہین ہوئی کچھ لینے دینے مین تکرار ہے یہ کہتے ہین

جہانتاب زمانی بیگم - دو جگہ کو تم خود ہی بُرا کہتی ہو پھر اوسکا کہنا سننا کیا ہے -
رہا بلند اقبال خان کے یہان کی سو تم نے اونکا گھر تو دیکھا ہی نہین سُنی سُنائی کہتی ہو
مصرعہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ + مین بلند اقبال خان کو کیا جانون ہان نام مین بھی سُنا
کرتی ہون اونکے گھر کی خبر لاؤ دیکھو کیا بات چیت رنگ ڈھنگ ہے اگر کچھ بات پائی
جاے تو پھر چھیڑ چھاڑ بھی عمل مین آوے -

بڑی بی خانم - سچی بات تو یہی ہے کہ مینے بلند اقبال خان کا گھر کو آج تک نہین دیکھا سُنا ہے
اب انشاء اللہ موقع پاکر جاؤن گی -

اِسکے بعد دو تین گھڑی اُٹھ بیٹھ رخصت ہوئی چلتے وقت جہانتاب زمانی بیگم نے چار روپیہ
حوالہ کیے یہ روپے لے سیدھی مغلو کے گھر پہونچی سب گذری حقیقت بیان کی مغلو خوش ہو
کہنے لگی بس اب خاطر جمع رکھو مین دیکھو کس ڈھنگ سے اپنا کام نکالتی ہون بس ایک دفعہ
تمکو اور بلند اقبال خان کے گھر کی تعریف کرنی پڑیگی اسوقت تم جاؤ آج تو نہین کل انشاء اللہ
مین بھی جاؤن گی اسوقت تو ذرہ جاکر صابرہ بیگم سے سب حقیقت کہہ آؤن پھر بڑی بی خانم کو
رخصت کر صابرہ بیگم کو سب حال سے اطلاع دی تھوڑی دیر بیٹھ اپنے گھر چلی آئی -

اگرچہ جہانتاب زمانی بیگم کے دل مین بڑی خانم کی طرف سے بُرائی سما گئی تھی مگر بلند اقبال خان کے
یہان کی لگتی سے بات اوسکے دل مین بھی جچھ گئی جب نواب علی قلی خان گھر پر آیا بیوی نے
مزاج پاکر سب حال بیان کیا نواب صاحب نے اور سب باتون کا تو جواب دیا مگر بلند اقبال خان
کا نام سُنتے ہی کہنے لگا مین اِنسے اچھی طرح واقف ہون بلکہ ملاقات بھی کر چکا ہون واقعی
خاندانی نواب بڑے مالدار سخی نیکبخت ہین اوس لڑکے کو بھی مینے دیکھا ہے ظاہر مین
تو صورت شکل نشست برخاست سے با وضع (الولد سِرّ لابیہ) باپ جیسا معلوم ہوتا ہے
علی قلی خان تو صرف اپنی ذات سے لکھنؤ کی بدولت نوابی کی لینے لگا تھا اِس فکر مین تھا
کہ لکھنؤ مین سب حسب و نسب سے واقف ہین دہلی مین کسی ایسی جگہ بیٹی دیجیے کہ باعث عزت ہو

مغلو- آج تو مین چلی ہی آئی ہون کل جانا -

بڑی خانم- بہت اچھا -

اِس قیل وقال کے بعد پان زردہ کھلا مغلو نے بڑی خانم سے رخصت ہوا اپنے گھر کا راستہ لیا مغلو تو اپنے گھر پہونچی بڑی خانم اوس روز تو نہ گئی مگر مغلو سے وعدہ کر چکی تھی دوسرے روز صبح ہی صبح جہانتاب زمانی بیگم کے پاس پہونچی اگرچہ اوسکے جی سے تو یہ اوتر ہی چلی تھی مگر مغلو کے کہنے سے اوسیطرح پیش آئی جیسے پہلے ملا کرتی تھی -

بڑی خانم نے کہا بیگم صاحب مین آج ہفتہ بعد آئی ہون دو تین جگہ کی باتین لائی ہون اِسی سبب سے زیادہ دن ہو گئے مینے کہا خالی کیا جاؤن کوئی بات تو لے جاؤن -

جہانتاب زمانی بیگم- ان مجکو بھی تمھاری دیر کرنے سے یہ خیال ہوا تھا کہ بے وجہ دیر نہین ہوئی اب کی دفعہ تم خالی بات نہ لاؤ گی چنانچہ میرا خیال ہی سچا ہوا تم بھی خالی نہین آئین بڑی خانم- ایک بات تو معزز الدولہ کی یہان کی ہے اور دوسری بات امیر الدولہ کے یہان کی اِن دونون جگہ تو ابھی کچھ ایسی جلدی نہین مگر ایک گھر نواب بلند اقبال خان کا سُننے مین آیا ہے شاید تم نے بھی سُنا ہو کچھ آج کل کے نواب نہین پیڑھیون سے اونکے یہان نوابی چلی آئی ہے اونکا اپنے لڑکے کی بڑی جلدی ہے یہ خوشی ہے کہ چھوٹی عمر کا دولہ دیکھون اللہ آپین کا بچہ ہے جب سے ہوا ہے شکل دیکھتے بسم اللہ کہتے دن جاتا ہے لڑکے کی خوشی مین لکھو کھا روپیہ صرف کر ڈالا اگرچہ مینے یہ گھر دیکھا نہین ہے مگر بیگم صاحب ایسی ایسی عورتون سے سُنا ہے کہ دیکھنے سے بڑھکر ہے میرے نزدیک تو ایسے گھر مین اگر جوڑ لگ جاوے تو سب سے بہتر اس سے اچھا ملنا بس بات ہی بات ہے معزز الدولہ کے یہان ایک یہ اور بھی خرابی ہے کہ اونکا لڑکا اچھا نہین ہے امیر الدولہ کا لڑکا چھتیس برس کا ہے - میری نظرون مین تو بلند اقبال خان کا ہی گھر نظر آتا ہے -

بچہ ہے مگر تو بھی نشست برخاست کے قاعدہ سے واقف شوخی شرارت کا نام تک نہین معلوم
جب ہم گئے تھے ایک الگ دالان مین جسمین گڑیون کے گھر کے نام سے ایک کمرہ بنا ہے
اور دو تین لڑکیون کے ساتھہ بیٹھی ہوئی سی رہی تھی ایک لڑکی ہنڈکلھیا پکا رہی تھی
اوسکو بھی دیکھتی بھالتی جاتی تھی جیسا لڑکیون کے کھیل مین شور غل لڑائی دنگا ہوتا ہے
وہان ان سب کا نام تک بھی نہین تھا خاصے مزے سے گڈے گڈی کا کھیل ہو رہا تھا گڑیا کا
گھر کیا تھا جو چیز ہین بڑے بڑے مکانون مین دیکھنے مین نہین آتین گڑیون کے لایق سب اوس
مین موجود غسل خانہ پاخانہ باورچی خانہ تسبیح خانہ ہر کام کا مکان علٰحدہ اوسکی آراستگی درستی
سے لڑکی کی سلیقہ شعاری حسن انتظامی ظاہر ہو رہی تھی علاوہ اِسکے جہان شادی ہو گئی
ہزار دن کا تو جہیز ملیگا اگر چراغ لیکر بھی ڈھونڈھا جاے تو اس سے بہتر گھر ملنا دشوار ہے

صابرہ بیگم - اچھا تو پھر کیا دیر ہے نواب صاحب تو اوس گھر سے واقف ہی ہین خود
تعریف کرتے ہین لڑکی کو تم نے دیکھہ ہی لیا ہے بسم اللہ کرو رقعہ لیجاؤ -

مغلو - ابھی نہین رقعہ جائے اور واپس آئے ایسی جلدی کس کام کی (نکر جلدی کہ
جلدی کام ہے شیطان کا) ذرا تم صبر کرو بیٹھی رہو دیکھو مین کس خوبصورتی سے اپنا کام
نکالے لیتی ہون —

صابرہ بیگم نے کام نکلتا دیکھہ خوش ہو بی مغلو کو ایک بنارسی دوبٹہ دو اشرفیان اور
شاہ خانم بیجان کو بھی تین تین اشرفیان دین راضی کر رخصت کیا مغلو نے دونون
بھانجیون کو اونکے گھر پہونچا بڑی خانم کے گھر کا راستہ لیا وہان جا بڑی خانم سے ملی سب
کہانی کہ سُنائی پھر کہنے لگی میری صلاح یہ ہے کہ اب مین تو دو تین روز کا غوطہ لگاؤن تم جاؤ
ادھر اودھر کی باتین ملا ملندا اقبال خان کے گھر کا ذکر چھیڑو دیکھو تو کیا کہتی ہین یقین تو ہے
مجھہ سے بھی پوچھین اگر پوچھا تو پھر مین درست کر لون گی -

بڑی خانم - اچھا جیسا تم کہو مین طیار ہون کہو آج جاؤن کہو کل -

اِنھی باتون مین فرحت کا بھی ذکر آنکلا مغلو نے کہا ابھی تک کوئی مشاطہ آپ سے نہ لگائی ہے -

جہانتاب زمانی بیگم - ہان بڑی خانم آیا جایا کرتی ہے اوسکو یہ لوگ ایسا ایسا کہتے ہین تمھارے آنے پر میرا ارادہ تھا کہ اب پھر اوسکو اپنے گھر نہ آنے دون -

مغلو - ہان بیشک وہ ایسی اچھی تو نہین ہے مگر ایسی بھی نہین ہے کہ آپ اوسکو نہ آنے دین میرے نزدیک تو اوسکا آنا بند نکرین بندی مین بدنامی کا ڈر ہے -

جہانتاب زمانی بیگم - اچھا مین اوسکو جواب تو نہین دیتی مگر وہ کس کام کی ہے تمکو یہ اِسی کام کے واسطے بلایا ہے تم سے کچھ مدد ہو اور تم کچھ تلاش کرو تو پھر خاطر خواہ کام ہوجاوے مراد دلی ملجاے -

مغلو - بیگم صاحب مین آپ کے کام کے واسطے حاضر ہون جو مجھ سے ہوسکے گا اوس مین دریغ نہین کرون گی مین نے تو وہ وہ کام کیے ہین جنکے سننے سے حیرت ہو تعجب آوے آپ بڑی خانم سے بھی کہتی رہین مین بھی تلاش کرتی ہون خاطر جمع رکھیے آپ کی خاطر خواہ گھر ملے لڑکا بھی اچھا ہو -

جہانتاب زمانی بیگم - اگر یہ کام تم سے نکلا تو مین مُنھ سے تو کچھ نہین کہتی مگر انشاءاللہ ایسی خدمت کرون تم بھی خوش ہوجاؤ -

مغلو - خدا نے چاہا تو مین بھی اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر آپ سے انعام لون گی مغلو بیگا وعدہ کر بھانجیون سمیت رخصت ہو سیدھی صابرہ بیگم کے پاس پہونچی اور جو جو کل سے آج تک باتین ہوئی تھین سب کہ سُنائین مکان کی درستی سجاوٹ چیزون کے باقرینہ ہونے کی تعریف کی جہانتاب زمانی بیگم کی خوش مزاجی طرز مدارات کا حال کہا -

صابرہ بیگم - گھر کی تعریف سے کیا غرض یہ تو بتاؤ لڑکی کو بھی دیکھا کیسی ہے -

مغلو - دیکھا کیون نہین جیسی تم ڈھونڈھتی تھین اوس سے بھی ہزار درجہ اچھی ہے

بنا دی کھلاتے پلاتے ذلیل بیچ گئے مغلو نے کہا دھوپ چڑھتی ہے اگر چلنا ہے تو چلو نہین تو دوسرے وقت پر موقوف رکھو ۔

شاہ خانم بیا جان ۔ ابھی تو کچھ ایسا دن نہین چڑھا ہم طیار ہین اگر اسی وقت ہو آئین تو اور اچھا ہے

مغلو ۔ اچھا پھر دیر کیون کرتی ہو چلو اوٹھو ۔

پھر خالہ بھانجیان برقع اوڑھ پہلے پیاری خانم کے پاس پہونچین وہان سے اوسکو بھی ساتھ لے جہانتاب زمانی بیگم کے گھر گئین ان چار عنصرون کو دیکھ اوسکے حواسِ خمسہ درست ہوئے خاطر کی بٹھایا مزاج پرسی مدارات کی بعد زردہ کھلایا کہنے لگی اچھے وقت آئین مین انتظار ہی کر رہی تھی ابھی ہمسائی کے یہان آدمی بھیجنے والی تھی ۔

بیا جان ۔ کل سے ہمکو بھی یہین کی پڑی تھی جو مین بیگم صاحب آپ کے پاس سے گئی سیدھی ان کے گھر پہونچی جب آپ کے پاس آنیکا وعدہ انھون نے کر لیا اوسوقت مین نے اپنے گھر کا رخ کیا ۔

جہانتاب زمانی بیگم ۔ بے شک تم نے بڑی محنت کی خدا تمھاری محنت ٹھکانے لگائے بڑی بی آئین مجکو ممنون کیا مہربانی فرمائی مینے آپ کی تعریف سُنی تھی بے اختیار دیکھنے کو جی لوٹ رہا تھا ۔

مغلو ۔ بیگم صاحب مین کس لایق ہون میری تعریف تو کیا جو کچھ ان بیبیون نے کہا سب انکی تعریف تھی مجہ سے تو کل شاہ خانم بیا جان نے آپ کی تعریف کی پہر بھر تک گھیرے رکھا اگرچہ مجکو گھر کے چرخے دھندے سے کم فرصت ملتی ہے لیکن انھون نے ایسا باصرار مجبور کیا کہ لے ہی آئین فی الواقع آپ کی تعریف جیسی ہوئی تھی مین نے اوس سے زیادہ پائی یہان آکر آپ کے دیکھنے سے مین بھی بڑی خوش ہوئی ۔

اسکے بعد عورتون مین جو باتین ہوا کرتی ہین ہونے لگین ادھر اودھر کے قصہ چھڑے

اب جاتے شرم آتی ہے مین بھی اسی فکر مین تھی کہ کوئی کام مجہ سے اچھا ہو تو مین جاکر سلام کرون اب تم یہ کام بتاتی ہو مین تمھارے ساتھہ ہون جو کہو سو کرون۔

مغلو۔ کل تو مین جہانتاب زمانی بیگم کے پاس جاؤنگی دیکھون وہ کیا کہتی ہین پھر جو صلاح ہوگی وہ کرین گے۔

پری خانم۔ جو مجہ سے کہو اوس مین طیار ہون۔

مغلو۔ اچھا اب تو مین جاتی ہون اون سے ملکر جیسا حال معلوم ہوگا تم سے کہون گی۔

مغلو۔ پری خانم کو ملا دے دلا اپنے گھر آئی رات کو سوئی صبح سویرے اٹھکر فراغت پاکر ہاتھہ منہہ دھو وضو سے نماز پڑھی تھوڑی دیر معمول برابر نام کچھہ وظیفہ بڑبڑایا بعد ختم وظیفہ پٹاری کھول تین ڈلیان چھالیا کی کترین ایک کترن پان پر کتھہ چونہ لت پت کر زردہ پان کھا اوپر سے وہی کتری ہوئی ہتیلی بھر چھالیا پھانک آٹھہ دس کالی مرچین بھی منہہ مین ڈال لین منہہ کی بساط ہی کیا منہہ بھر گیا بات کرنے مین پیک ہی پیک ہو گئی کپڑون پر دھبا لگا جہان بیٹھی وہ جگہ خراب کی پھر منہہ بھر مسی ملی سرمہ لگا سر مین تیل ڈالا کنگھی کر موباف سے چوٹی گندھوائی دھڑی کے گرم گرم چنے پرمل لے پانی پی برقع اوڑھہ چار آنہ کی مٹھائی خرید اپنی بھانجیون کی گھر کی راہ لی۔

وہ دونون بھی خالہ کی منتظر بیٹھی تھین کھانا پک رہا تھا دو دھہ سوّیان تیار تھین اتنے مین مغلو بھی سپڑ سپڑ کرتی آموجود ہوئین دونو کہنے لگین اے بی اما آمی بی اما خالہ اما آپہونچین بہن کا نام سن آواز پہچان بنو جان شاد خانم کی ماں نے جھٹ دوڑ گلے لگایا بلائین لین خیر صلاح پوچھی سامان دودھ سوّیان طیار تھین ایک آنہ کی کچوریان اور بازار سے منگائین اتنے مین سالن بھی پک گیا روٹیان اوترنے لگین دسترخوان بچھا سب نے ملکر کھانا کھایا پھر شاد خانم نے پٹاری لا خالہ کے آگے دھر دی مغلو نے پان زردہ کھا ایک کترن بن کی

کہ آج تو بڑی خانم سے مل لون کل صبح کو تمھارے گھر آؤن ہمین سے مِل جُل تمھارے ساتھہ چلون —

بیبا جان — خالا امان ہم تو بڑی خانم کی بُرائی کرآئی ہین تمھاری جاے پر اوسکے نکالنے کو کہہ آئی ہین اب تم اوسی سے ملتی ہو ہم جھوٹے ہو جاوین گے جس سے ڈر لگتا ہے کہ کہین بات نہ بگڑ جاے ہمارا اعتبار جاے —

مغلو — مجکو کیا تم نے بے وقوف پاگل مقرر کیا ہے جو مین تمکو جھٹلاؤن گی نہین نہین میرا مطلب یہ نہین ہے مین اوسکی تعریف تو نہین کرون گی مگر اوسکو لگاے رکھون گی —

جب اِن دونون کو تسلی دی اطمینان کرایا تھوڑی دیر سُلا بازار سے ترکاری منگا بھانجیون کے ساتھہ کر رخصت کیا اور آپ صابرہ بیگم کے پاس جاکر یہ سب حال کہہ اوسکی خاطر جمع کی کہنے لگی بیگم صاحب اِسوقت پچاس روپیہ دو تو مین بڑی خانم کو دیکر ابھی مین ملالون وہان پچاس روپیہ کس شمار مین تھے کہنے کی دیر تھی فوراً مغلو کو دیے گئے یہ لے وہان سے تو ہوا ہوئی آدھے گھنٹے اپنے گھر رکھہ باقی بڑی خانم کے گھر لے گئی وہ اِسے آتے دیکھہ اوٹھہ کھڑی ہوئی گلے لگایا ملی جُلی بٹھایا اِدھر اوُدھر کے گلے شکوے ہوئے پھر حرف مطلب درمیان آیا مغلو کہنے لگی بُوا مین اِس تدبیر مین ہون کہ نواب علی قلی خان کی بیٹی سے نواب بلند اقبال خان کے لڑکے کی شادی ہو جاے ہم تم بھی سُنہ مانگا پائین صابرہ بیگم کو تو تم جانتی ہی ہو کیسی سخی ہین لو کچھہ اور بات نہین تھی مین گئی مین نے تمھارا نام لیا کہنے لگین ہان بڑی خانم کو اتنی مدت ہوئی ایک دفعہ بھی ہمارے گھر نہ آئی اب تم جاتی ہو تو یہ میری طرف سے پچیس روپیہ دیدینا یہ کہہ وہ پتے کے بندھے ہوے روپیہ کھول بڑی خانم کے آگے دھر دیے یہ اتنے روپیہ دیکھہ مغتنمات سے سمجھی صابرہ بیگم کی تعریف کرکے کہنے لگی کئی روز سے بیگم کے دیکھنے کو جی لوٹ رہا ہے مگر آج کل کرتے کرتے بہت دن ہو گئے

جلتی دوپہر مین خالہ خالہ کرتی اپنی خالہ مغلو کی گھر پہونچین اوسوقت مغلو بھی گھر مین موجود تھی وہ بھی بھانجیون کو دیکھ خوش ہوئی بلایا بٹھایا گلے لگایا بلائین لین بال بچون کی خیر و صلاح پوچھی کہنے لگی بہت دنون سے تمکو دیکھا نہین تھا آپا کو دیکھنے کو بھی جی چاہی رہا تھا تم خوب آئین مگر ٹھیک دوپہر مین چلی آئی ہو دھوپ کی تیزی سے منہہ پر ہوائیان اوڑ رہی ہین ہاتھ منہہ دھو ذرا شربت پیو اتنے انھون نے ہاتھ منہہ دھویا خالہ نے شربت گھول بھانجیون کو پلا دل ٹھنڈا کیا جب یہ ٹھنڈین ہوئین آنے کی وجہ پوچھی دونون نے ابتدا سے انتہا تک گذری ہوئی کہہ سنائی کہنے لگین کہ اگرچہ نعیم کی فکر ہم سے تمکو زیادہ ہے مگر ہمنے بھی تلاش کرتے کرتے ایک گھر ڈھونڈھ نکالا ہے صابرہ بیگم بھی راضی سی معلوم ہوتی ہین اب تو اونکو اسیکی پڑ رہی ہے کہ چاہے کیسی جگہ کیون نہو بہو آئے نعیم کو دلہن ملجائے اودھر کا بھی یہی حال ہے گھر بھی اچھا ہے نواب صاحب کے جوڑ کا ہے وہان اس اس طرح ذکر آیا تھا ہم تمھارے لیے آنے کا وعدہ کر آئے ہین یہان تک تو ہم سے ہوسکا آگے تم جانو تمھارا کام جانے ہم سے جو کچھ ہوسکتا تھا وہ ہم نے کر چھوڑا ۔

مغلو ۔ بیٹی یہ کتنی مشکل بات ہے تم خاطر جمع رکھو پہلے تو مین بڑی خانم کو ملاتی ہون اوسکو بھڑکانا اچھا نہین وہ بڑے کام کی ہے جہان تھوڑی سی چاٹ دی پھر تو وہ ہماری سی بولنے لگے گی ع زر بر سر فولاد نہی نرم شود ٭ مین اس گھر کو پہلے سے جانتی تھی مگر اس خیال سے نہین گئی کہ شاید بلند اقبال خان صابرہ بیگم پردیسی کی وجہ سے ناپسند کرین نہین معلوم کس اصل نسل کے ہین اب جو صابرہ بیگم نے اونکا گھر تاکا ہے تو کون بڑی بات ہے مجکو چلنے تو دو ۔

شاہ خانم ۔ پھر کسوقت چلنے کا ارادہ ہے ۔

مغلو ۔ آج تو تم دونون وہین سے آئی ہو آج جانا تو مصلحت نہین میری صلاح تو یہ ہے

مین لواہی لاؤن گی ۔
ان باتون کے بعد اور قسم کا ذکر ہونے لگا تین چار گھڑی بیٹھ بیبا جان شاہ خانم رخصت ہوئین چلتے چلتے پھر جہانتاب زمانی بیگم نے ٹوکا کہ گھر جا کر بھول نجانا جسطرح ہو سکے ضرور لانا اور اب کی مرتبہ جلدی بھی آنا جب تک تم نہ آؤگی میرا دل تم ہی مین پڑا رہیگا ۔
وہان سے یہ دونون رخصت ہو آپس مین باتین کرتی خوش خوش شاد شاد صابرہ بیگم کی خدمت مین حاضر ہوئین انکو خوش دیکھ وہ بھی ہنسنے لگی پوچھا خیر ہے سڑن ہوئی ہو باہر ہی سے ہنستی چلی آتی ہو ۔
بیبا جان ۔ لو بیگم صاحب سڑن کیون ہونے لگی ہم تو خاصے بھلے چنگے ہٹے کٹے ہین اتنے دنون کے پاؤن توڑی نے کچھ آج اثر کیا ہے بعد مدت آپ کی سمدھن جہانتاب زمانی بیگم کے مُنہ سے خود ہی کہلوا لیا سب پیٹ کی باتین معلوم ہو گئین اسکے بعد سب گذرا حال بیان کیا ۔
صابرہ بیگم ۔ بھلا یہ بات کون سی خوشی کی ہے اس سے بھی کچھ امید نکلتی ہے
شاہ خانم ۔ ہم کو تو اتنی ہی سی بات کافی ہے (انگلی لے پہونچا پکڑا) اتنا سہارا بہت ہے کل انشاء اللہ بی مغلو کو لیکر جائین گے اول تو وہ خود ہی چالاک زبان کی طرار بڑی شطہ اس فن مین طاق ہماری اوستانی ہین اوسپر ہم دونون (ایک اور ایک گیارہ) خدا نے چاہا تو بازی جیت ہی لائین گی ۔
صابرہ بیگم ۔ بے شک مغلو اسی کام کی ہے اوس سے تو مجکو بھی امید لگتی ہے اچھا اب تو یہ کام تمھارے ہی نام ہے جیسا مناسب ہو ویسا کرو مجھ سے کیا کہتی ہو ۔
شاہ خانم ۔ بیگم صاحب آپ خاطر جمع رکھین چپکی بیٹھی رہین صرف تماشا دیکھتی جائین دیکھیے تو کیا ہوتا ہے ۔
جب یہ باتین ہو چکین پان زردہ کھا یہ دونون اپنے گھر رخصت ہوئین اپنے گھر ذرا ٹھہر

شاہ خانم — بس بس مین جان گئی بیشک وہی ہی آئی ہے بیگم صاحب آپ نے کس بلا کو اپنا گھر دکھایا وہ کم بخت اسیطرح دربدر ماری پھرتی اپنا پیٹ بھر لیا کرتی ہے اسی کم بخت نے دھونس پٹی دے ایک محلہ کی بیٹی بڑی تعریف کرکے ایسی جگہ دلادی تھی کہ خدا کی پناہ ذات کی کمین شریف اچھے گھرانے کی بیٹی اب لڑکی کو دیکھو تو رونا آتا ہے اسی کٹنی کے دھوکے دھڑے نے ماں باپ کو اندھا کردیا کہ ایسی جگہ بیٹی کو لے جھونکا اب لڑکی الگ تکلیف مین ہے ماں باپ کی الگ دُردسا ہو رہی ہے شاہ خانم نے بیٹی خانم کی بُرائی اسطرح بیان کی کہ جہانتاب زمانی بیگم کے سُنتے کے ساتھ ہی کان کھڑے ہوئے ہمسائی نے بھی شاہ خانم کی تصدیق کی کہنے لگی بیگم صاحب مین تو پہلے ہی سے کہنے کو تھی مگر اس خیال سے نہین کہا کہ نہین معلوم یہ آپ کے یہان کیون آتی تھی اب معلوم ہوا واقع مین یہ بڑھیا بڑی دغاباز ہے ہمسائی کی تصدیق سے جہانتاب زمانی بیگم کو اور بھی یقین واثق ہوگیا کہنے لگی بُوا مین کیا جانتی تھی وہ ایسی ہیگی مین تو سیدھی سادھی اوسکی میٹھی باتون بھولی صورت سے اوسکو نیک بخت کام کا آدمی سمجھتی تھی اچھا ہوا تم ہی نے بتا دیا ابھی کیا گیا تھا جلد خبر ہوئی اب تو مین اوس مُردار کو گھسنے تک بھی نہ دونگی مگر پھر یہ خیال ہے کہ اور کوئی تو اتنا بھی لحاظ نہین آتا۔

شاہ خانم — بیگم صاحب مین ابھی وعدہ تو نہین کرتی مگر ایک عورت ہمارے محلہ مین بھی اسی قماش کی رہتی ہے بڑے بڑے اور اونچے گھرون مین اوسکا گذر ہے جہان جاتی ہے سب خاطر کرتے ہین مین اوس سے کہون گی اگر وہ آجائے تو پھر کیا کہنا گویا کام ہوا دھرا ہے۔

جہانتاب زمانی بیگم — اچھی بُوا اگر ایسی عورت ہے تو ضرور ضرور لانا اگر تم ہی نہ لاؤ گی تو پھر کسکو فکر ہوگی۔

شاہ خانم — انشاء اللہ مین ضرور ضرور اوس سے کہون گی اور جہان تک ہوسکے گا

مین گذرتی ہے —

جہانتاب زمانی بیگم — نہین ابھی تو اسکی کچھہ بھی فکر نہین ہے —

شاہ خانم — کیا لکھنؤ مین عمر بڑھا کر بیٹی کی فکر کیجاتی ہے —

جہانتاب زمانی بیگم — نہین نہین یہ بات نہین ہے لکھنؤ مین تو بہت لوگون نے کوششین کین بہت باتین آئین اب بھی برابر لکھا پڑھی جاری تھی مگر چونکہ انکے باپ لکھنؤ سے رنجیدہ ہوکر اپنا وطن چھوڑ آئے ہین اب اونکا دل نہین چاہتا کہ مین پھر لکھنؤ مین بیٹی دیکر اپنا تعلق بڑھاؤن یہ تجویز ہے کہ کوئی موقع کا گھر ملے ڈھنگ کی بات ہو تو ولی ہی مین اسکی بیاہ شادی کی جاے اطمینان سے یہین رہین — ابھی تک تو کچھہ ایسی فکر نہین کی لیکن ہان اب فکر ہوئی ہے لڑکی بھی سیانی ہوئی جاتی ہے —

بیباجان — پھر ہان کچھہ فکر کی ہے —

جہانتاب زمانی بیگم — ابھی تو نہ کہین سے کوئی بات آئی ہے ایک بڑھیا شناسا کو لگا رکھا ہے جب وہ آتی ہے ادھر اودھر کی باتین سنا جاتی ہے —

شاہ خانم — بیگم صاحب اوسکا نام کیا ہے کہان رہتی ہے —

جہانتاب زمانی بیگم — بڑی خانم تو اوسکا نام ہے اسی محلہ مین رہتی ہے —

بیباجان — کہین وہی تو نہین جو ایک دفعہ ہمارے محلہ مین گئی تھی گردن ہلتی لکڑی کے ذریعہ سے چلتی پھرتی ہے —

شاہ خانم — مجکو بھی وہی معلوم ہوتی ہے اوسنے بھی کچھہ اسیطرح کا نام بتایا تھا دل ہی دل مین پھرتا ہے اچھا سا نام ہے زبان پر نہین آتا وہ بھی اسی محلہ مین اپنا گھر بتاتی تھی بھلا بیگم اوسکی کتنی عمر ہوگی —

جہانتاب زمانی بیگم — یہ بڑھیا پھوس تو میرے نزدیک ساٹھہ ستر برس سے کم کی نہوگی —

چندہ مین دنیا مین نام ہوگا عاقبت سنورے گی محتاج دعا دینگے لڑکے بڑھینگے پھولو پھلون کی سیر سے خرافات کی ترقی ماں باپ کی ناراضی دنیا کی بدنامی آخرت کے عذاب خدا کے گناہ کے سوا کیا حاصل بہت کچھ کر چکے ہی خدا معاف کردے — شہامت علی خان کی بیوقوفی کے بعد یہ باتین اور اس عمر مین جو دیکھتا سنتا ہے تعجب کرتا ہے ہمارا نعیم تو ابھی ایسا خراب نہین ہوا ہے —

بلند اقبال خان نہین معلوم ہماری قسمت مین کیا لکھا ہے یہ سچ ہے خدا کو نیک کرتے کیا دیر لگتی ہے دل سے یہی دعا ہے شعر بدل دے اور دل اس دل کے بدلے + الٰہی تو نور ب العالمین ہے —

تیسرے روز بیا جان و شاخانم جہانتاب زمانی بیگم کی ہمسائی کے ساتھہ جہانتاب زمانی کے گھر پھر جا پہونچین وہ دروازہ سے آتے دیکھہ کہنے لگی آؤ آؤ مین نے تو آج ہی تمکو اپنی ہمسائی سے پوچھوایا تھا

شاخانم بیگم صاحب ہمارا دل بھی تم ہی مین پڑا تھا مگر کیا کرین فرصت نملی آج صبح ہی سے یہان آنے کا ارادہ تھا تو بھی جلدی کرتے کرتے یہ وقت آہی گیا ہی

اب جہانتاب زمانی بیگم نے پہلی دفعہ سے بھی زیادہ خاطر کی سہیلی جیسے بن گئی ان دونون نے بھی ہیل میل بڑھانے دل ملانے کے لیے ایسی ایسی باتین کین کہ جہانتاب زمانی بیگم سب لکھنوی نقرے بچھے وار باتین بھول انھین کا دم بھرنے لگی اس مرتبہ بھی انھون نے خالی باولی دے ایک بھی مطلب کی بات نکہی بلکہ یہ معمول رکھا کہ جب فرصت دیکھی ہر روز دو تین گھڑی کے واسطے ہو آئین اسیطرح پندرہ بیس روز گذر گئے جہانتاب زمانی کو خوب ملا یا جب کسی دن یہ دیر کرکے جاتین گلہ شکایتین ہونے لگتین خوب بے تکلفی ہوگئی منہ بولی بہن بنین ایک روز دونون جو حسب المعمول گئین ادھر اودھر کی باتون کے بعد باتون ہی باتون مین یہ پوچھنے لگین — بیگم صاحب کیا صاحب زادی کی کہین فکر ہوگئی یا ابھی بیفکری ہی

بھی ہو چکی تھی بڑی تعریف کر کے کہنے لگا کہ اگرچہ لکھنؤ کے نواب ہین مگر ایسے ذی خلق با اخلاق نیک مزاج کم دیکھنے مین آئے ہین یہ مین جانتا ہون کہ اون کی بھی ایک ہی بیٹی ہے گھر بھی اچھا ہے مگر دیکھیے یہ نعیم تو اس قابل نہین ہے کہ اسکی عادات اطوار سے خبردار ہو کر کوئی بیٹی دے ۔

صابرہ بیبا دشاہ خانم دونون وعدہ کر گئی ہین خدا کرے نعیم کو دلھن ملے گھر آباد ہو ہم بہارین دیکھیں

بلند اقبال خان مجکو تو یہی بڑا خیال ہے کہ ابھی تو اسکی تکلیف و مصیبت ہے پھر پرائی بیٹی کا جلاپا دیکھ اور دل جلے گا ۔

صابرہ تم تو یون ہی کہا کرتے ہو خدا سے نا امید ہو جاتے ہو مجکو تو خدا سے امید ہے کہ یہ سب خرابی جب ہی تک ہے کہ جب تک نعیم کی دلھن نہین آتی دلھن آئے پر سب اصلاح ہو جاوے گی ابھی تو نعیم بچہ ہے اور پھر ایسا کون سا بگڑا ہے نعیم تو کیا ہے ہمارے محلہ مین شہامت علی خان اس سے بھی زیادہ خراب تھا ماں باپ تو ماں باپ پڑوسیون تک کا دم ناک مین آ گیا تھا اب وہی شہامت علی خان ہین دیکھو گھر مین کسطرح رہتے ہین ماں باپ کا بھی لحاظ ادب کیا بیوی کا بھی حق نباہا جاتا ہے ماں باپ کی تو مانتا ہے ساس سسرے کا منہ تعریف کرتے کرتے خشک ہوا جاتا ہے یا تو ہو حق کبوتر بازی کھیل تماشے سے فرصت نہین ملتی تھی یا اب یہ ہو گیا ہے کہ سوائے روزہ نماز لکھنے پڑھنے کے سب ترک کر دیا ہے جب پھول والون کی سیر آتی تھی مہینون سے سامان کیا جاتا تھا ہزارون روپیہ ماں باپ کا ایسی ایسی سیرون مین برباد کیا اب بھی بہتیرے لوگون نے کوشش کی سب طرح زور مارا کہ کسیطرح شہامت علیخان کو بھی لے چلین مگر ایک بھی کارگر نہوئی سب کوشش کرنے والے اپنا سا منہ لیکر چلدیے شہامت علی خان نے صاف جواب دیا کہ اب وہ دن گئے جتنا روپیہ ہم وہان برباد کرتے تھے اب کے اوسی روپیہ سے نیک ہی کام کرینگے کچھ تو کسی مدرسے کے وظیفہ مین دینگے اور باقی محتاجون کی بروقت

یہان آیا کرین مگر فرصت نہین ملتی یہ ہماری ہمسائی تو ہمارے ہی محلہ کی بیٹی اور ہماری لڑکپن کی سہیلی ہین جب ہم اُن کے یہان آئین گے ضرور تمھارے پاس ہو جائین گے یہ کہہ کر وہان سے رخصت ہوئین باہر نکل آپس مین باتین کرتی چلین —

شاہ خانم — کیون بُوا یہ گھر تو جوڑ کا ہے —

بیبا جان — ہان بوا جوڑ تو جوڑ ہین تو جانتی ہون کہ برسہا چڑھاوے مین تو اتنی دیر تک گھر کی سجاوٹ آراستگی ہی دیکھتی رہی میری نظرون مین تو بلند اقبال کا گھر اسکے پاسنگ ہی نہین ہے —

شاہ خانم — سامان تو سامان لڑکی کیا بُری ہے بلور کا ٹکڑہ رکھی ہے نک سک صورت شکل آدمی کا بچہ معلوم ہوتی ہے یقین تو ہے کہ بلند اقبال خان سنکر پھڑک جائین صابرہ بیگم بھی خوش ہو جائین —

یہی باتین کرتی کرتی بلند اقبال خان کے محل مین داخل ہوئین صابرہ بیگم سے سب کیفیت کہی یہ تو تمہین ہان ہی رہی تھی خوش ہو کہنی لگی ابھی تو تم دیکھ کر آئی ہو نہین معلوم اونکا کیا ارادہ ہو کیا کرین —

بیبا جان — انشاء اللہ بات تو یہی ہے کہ اسی جگہ میان نعیم کی شادی ہو —

شاہ خانم — اگر وہ ایسی نامی گرامی دھن دولت والے ہمارے برابری کے ہین اور لڑکی بھی اچھی ہے تو اور ہمکو کیا درکار ہے —

بیبا — جس روز تم بات ٹھہراؤ اوسی روز تم دونون کو دوشالہ دون —

شاہ خانم — اگر ہماری قسمت مین دوشالہ مناسب اسے تو فرحت زمانی بیگم کو بیگم صاحب تمھاری بہو ہی بنا کر چھوڑین گے کل تو نہین پرسون پھر جائین گے —

مشاطہ مین تو پان زردہ کھا اپنے اپنے گھر گئین جب بلند اقبال خان باہر سے آیا صابرہ بیگم نے سب حال سے اطلاع دی وہ تو علی قلی خان کو اچھی طرح جانتا ہی تھا دو تین دفعہ گہری ملاقات

وعذاب مین جھونکنا نچایا اور نہ کوئی دوسرا ٹھکانا اچھا ملا ایک شخص لکھنوی علی قلی خان کہ اپنے
تئین خاصگان خاص سے بتاتے تھے بعد غدر اپنے ساز وسامان سمیت دلی آبسے یہان
اپنی شان وشوکت سے اچھے نوابون مین شمار ہوگئے تھے اونکی بیٹی فرحت زمانی خاصی اچھی از
بیٹھی تھی نہ ابتک نکاح ہوا تھا نہ بات لگی تھی علی قلی خان اس فکر مین تھے کہ کوئی اپنی ٹکر کا ملے
تو اسکا ٹھکانا لگے لکھنؤ مین بہتیری کوشش کی وہان تو سب اصل ونسل سے واقف تھے
دال نہ گلی دلی مین ٹیپ ٹاپ سے رہے ادھر اودھر سے جوڑ جاکر بڑے اونچے خاندان
سے رشتہ جاملا یا بلند اقبال خان کی بیبیا جان شاہ خانم دمشاطمین اسکی یہان بھی پھرتی پھراتی
اپنی ملاقتن ہمسائی کے ذریعہ سے جانکلین فرحت زمانی بیگم کی ان جہانتاب زمانی بیگم
سے ملین فرحت زمانی کو دیکھا جیسی ڈھونڈتی تھی اوس سے اچھی پائی گھر بھی بلند اقبال خان
سے کچھ بُرا نہین تھا یہ دونون دیکھ بھال چپ ہورہین مُنہ سے کوئی اِس قسم کی بات
نہ نکالی جس سے فرحت زمانی کے مان باپ انکو پہچان جائین یا راز کُھل جاے اِس فکر مین
ہوئین کہ یہ خود ہی کہین نعیم اللہ سے فرحت زمانی کا نکاح ہوجاے یہ سوچ سمجھ ادھر اودھر
کی باتین ملانے لگین پھر آخر شاطہ تھین خوب ہی دل بہلاوجی لگاوکی باتین کرجہانتاب زمانی
کا دل اپنے پر فریفتہ کرلیا زردہ پان سب طرح سے خاطر مدارات کی چلتے وقت کہنے لگی اچھی
بُوا کبھی پھر بھی پھیرا کروگی میرا دل تو تمھاری باتون مین ایسا لگ گیا ہو دل چاہتا ہے کہ تمکو
نجانے دون کیونکر رکھون اگرچہ میرے میکے والے یہان بہت ہین مگر سب اپنے اپنے
گھر کے اللہ ان پیاری بیگم کا بھلا کرے جب کبھی اپنے گھر کے دھندون سے فراغت
پاتی اپنی باتون سے مجکو بہلا جاتی ہین لڑکی ہے سو اوسنے اپنا وہ دالان ہی الگ کرر کھا ہے
وہین گڑیان وغیرہ کھیلا کرتی ہے کبھی کبھی اگر تم ہی نکلا کرو تو تم ہی سے ایک دو گھڑی
ہنس بول لیا کرین - اندھا کیا چاہے دو آنکھین ایسی طرز ومدارات دیکھکر یہ دونون
بھی دل ہی دل مین خوش ہو بولین کہ ہم بھی گھربار کے ہین دل تو یہی چاہتا ہے کہ روز تمھارے

کھیلنا سکھایا مرغ بازی کبوتر ون لوون بٹیرون وغیرہ کا شوق دلایا اور طرح طرح کے
کھیل کھلائے اِس قسم کے لوگ نعیم کے مصاحب بنے رات دن گوجھی پالا گیند بلا گیڑیان
گلی ڈنڈا چیل جھپٹا گیڈی آنکھ مچولی چڈھی چڑھول گولیان کوڑی زقن کاٹ کٹول بانسلی
اندھا بھینسا پتھر پھوڑ ہونے لگا پانسہ پھکے جُوا شروع ہوا جواری آنے لگے گانجہ بھنگ
مدک چنڈو کا شوق ہوا شراب اُڑنے لگی کھلے خزانہ بدوضعی اختیار کی باپ خود کیا
کم خرچ تھا قرض بڑھتا جاتا تھا اب اپنے اللہ آمین کے بیٹے کا خرچ اپنے سے زیادہ دیکھا
گھبرا گیا کہ کونسا خرچ کم کرون جو سو سوا سو روپیہ روز نعیم کو اوباشی کے لیے دون تھوڑے
عرصہ تک تو نعیم نے مانگا وہ ملا کیا مگر کہان تک پھر ہاتھ رُکا گھر کی چیزون پر نظر ہوئی جو
ہاتھ چڑھا سو روپیہ کا مال دس پر دھر دیا ماں باپ کو تکلیف ہونے لگی سب طرح روک ٹوک
ہونی شروع ہوئی نعیم کی اصلاح کے واسطے سب طرح علاج کیا ایک کارگر نہوا لوگون نے
یہ صلاح دی کہ بلا شادی اصلاح کی کوئی صورت نظر نہین آتی جھٹ شادی کر دیجاوے
تو امید ہے کہ اصلاح پر آجاے جب کوئی صورت نظر نہین آئی آخر یہی راے قرار پائی کہ
جہان تک ہوسکے جلد نعیم کا بیاہ شادی کر دیا جاے آخر کار مشاطہ بُلائین رقعہ دوڑنے لگے
جہان مشاطہ جاتی پہلے تو نجیب اللہ خان کی دھن دولت نیکنامی کا نام سُنکر لوگ اپنی بیٹی
دینا فخر سمجھتے رقعہ رکھ لیتے جہان نعیم اللہ کا حال معلوم ہوا کان پر ہاتھ دھر رقعہ واپس کیا
پھرتے پھرتے مشاطون کے پاؤن ٹوٹے کہین بات ٹھکانے کی نہوئی جہان بلند اقبال خان
صابر وہ چاہتے وہ اپنی بیٹی کو ایسی جگہ دینا قبول نہین کرتے اور جو دینے پر راضی ہوتے اونکو
یہ برابری کا نہ سمجھتے جڑاؤ چھپر کھٹ سونے کا پلنگ مانگتے وہ بیچارے پورے گہنے کی بھی
استطاعت نہ رکھتے تھے آخر اسی دوا دوش دوڑ دھوپ مین سال بھر گذر گیا نعیم اللہ کی
آوارگی روز بروز ترقی پر تھی اب سب کی یہ تجویز ہوئی کہ جسطرح بن پڑے جہان ہو بیاہ کر دیا جاوے
شاید بیوی کی تقدیر سے میان بنکر آدمیت آوے برادری مین تو کیسے اپنی بیٹی کا مصیبت

زمین سے اوٹھا چارپائی پر لٹا کچھ مٹی وغیرہ سنگھائی مولا بخش کو ہوش آیا مگر بدحواس جب صاحب مکان نے تسلی تشفی دی اطمینان کیا کہ اب وہ مردود گئے تم خاطر جمع رکھو تمھارا بال بیکا نہوئے پاوے گا مولا بخش کی تو یہ نوبت پہونچی وہان اون دونون نے دوپہر تک دروازہ نہ کھولا جب سب گانون والے اکھٹے ہوئے سمجھایا ایک نمانی کہنے لگا اسوقت بچ گیا تو کیا ہوا پھر سمجھینگے پٹھانون کی تلوار بلا جان لیکے کہین سیان مین ہوتی ہے۔ تین روز تو مولا بخش اوسی مکان مین چھپا رہا چوتھے روز رات ہی کو اٹھکر بھاگا بھاگتے بھاگتے پندرہ کوس پر دم لیا۔ اختتام قصہ پر بلند اقبال خان بولا کہ حضرت نہ بندہ تاتار خان ہے اور نہ میر انعیم جہاندار خان اگر اس پر بھی نعیم کے شاکی ہون تو لوگون کے بدنام کرنے کی اور بات ہے جہاندار خان جیسا ہوتا تو قدر معلوم دیتی جب یہ لوگ اوسکو چھیڑتے ذلیل کرتے ہین وہ بھی ویسا ہی پیش آتا ہے مگر مین تو اب بھی اوسکو بہت روپے رکھتا ہون بلند اقبال کی یہ گفتگو سنکر سب دم بخود ہو رہے بلکہ جو حضرات خود مطلبی خوشامدی بیٹھے تھے اونھون نے اور نمک مرچ لگایا کہنے لگے آپ بجا فرماتے ہین یہ لوگ کیا جانین صاحب زادہ جیسا سلیم الطبع نیک مزاج ڈھونڈھ تو لائین جب فریادیون مظلومون نے کچھ داد نپائی اوٹھ گئی نظر آئی جو اچھے شریف نوکر تھے رفتہ رفتہ سب نے کنارہ کیا نعیم کا لات جوتی گھونسا سہا گیا اب تو نعیم باپ کی باتین سنکر اور شیر ہوا ہاتھ پاؤن نکالے بن گالی بات نکرتا بلند اقبال خان بچہ کہکر ہنسی ہنسی مین ٹالدیتا اچھے نوکر تو کنارہ کر ہی گئے تھے اون کی جگہ ایسے ایسے شخص ڈھونڈھ کر بھرتی کئے گئے جنکو کسی بات کی شرم وحیا نہو بے عزتی اختیار کرین جسطرح ہو سکے نعیم کو خوش رکھین اتنک جو نوکر چاکر تھے وہ بری باتون سے منع کرتے اچھی باتین سکھاتے تھے اسی سبب سے نعیم اونسے خفا ہوتا ناراض رہتا تھا اب جواری اچکے بدمعاش نوکر رکھے جانے لگے بُرون کی صحبت ملی اونھون نے اپنے ڈھب پر چڑھایا ناش گنجفہ پچیسی چوسر

خدا نے اوسکو مدتون بعد ایک لڑکا دیا اوسکا نام جہاندار خان رکھا جب جہاندار خان بڑا ہوا
تاتار خان کو بھی خدا نے کچھ سمجھ دی توفیق نیک بخشی دیکھا دیکھی اپنے لڑکے کو بھی خلیفہ مولا بخش
کے پاس پڑھنے بٹھا دیا جہاندار خان کتاب لے پڑھنے تو روز جایا کرتا مگر خود پڑھنا تو درکنار
دوسرے لڑکون کو بھی کھلنڈرا بتاتا مولا بخش روز جہاندار خان کو سمجھاتا کہ مکتب مین نہ کھیلا کرو
تمھارے سبب سے دوسرے لڑکے بھی خراب ہوتے ہین اگلا پچھلا سب بھولے جاتے ہین
ورنہ ایک روز چمڑی کھینچی جاے گی مولا بخش بہتیرا کچھ سمجھاتا اغماض چشم نمائی بھی کرتا رہتا
مگر جہاندار خان کو (چکنے گھڑے پر بوند) خاک اثر نہوتا اپنی شوخی سے باز نہ آتا ہر روز
کی شرارت دیکھتے دیکھتے مولا بخش بھی جل ہی گیا تھا ایک روز مارے غصہ کے نہ رہا گیا
بے اختیار ہوکر جہاندار خان کے ایک قمچی جما ہی دی جہاندار خان بھی پٹھان کا لڑکا تھا وہ
کسیکو کیا سمجھتا تھا قمچی کھا بیتاب ہوگیا اور تو کچھ نظر نہ پڑا کھوٹی پر تلوار لٹکتی تھی جہاندار خان
کی نظر جا پڑی جھٹ تلوار سوت شمشیر برہنہ ہو میان جی کی طرف لپکا مولا بخش دیکھکر گھبرا
گیا کہ یہ کیا آفت آئی ایک میری قمچی مجھپر کیا بلا لائی خدا ہی اس موذی سے جان بچاے
تو بچے جب دیکھا کہ جہاندار خان پر تو جن سوار ہے کوئی صورت بچاو کی نظر نہین آتی
جہاندار خان کو اس شکل سے دیکھ مولا بخش بہت کچھ سٹپٹایا جہاندار خان بھی سر ہی پر جا پہونچا
کہ مولا بخش جوتیان چھوڑ ننگے پاؤن ففرو ہوا آگے وہ پیچھے یہ دم توڑ بھاگے کہین اوسی طرف
سے تاتار خان تشریف لیے آتے تھے جہالت کہان جائے اپنے لڑکے اور اوستاد کو
آگے پیچھے ننگی تلوار لیے بھاگتے دیکھ کہنے لگے کہ خلیفہ جی ٹھہریے ٹھہریے میرے لڑکے کا
پہلا ہی وار ہے دیکھیے خالی نجائے بیچارہ مولا بخش یہ حالت دیکھ اور گھبرایا کہ یہ دوسرا
دشمن کہان سے آیا خدا کو بچانا تھا راستے مین ایک پکی حویلی کا کھلا ہوا دروازہ نظر آیا
یہ دیکھتے ہی بے تحاشا گھسا چلا گیا مالک مکان نے تاتار خان جہاندار خان کو اسطرح آتے
دیکھ جھٹ دروازہ بند کر لیا مولا بخش مکان کے اندر گھستے ہی بے ہوش گر پڑا مالک مکان نے

بلند اقبال خان بیٹھا بیٹے کی یہ حرکت دیکھتا رہتا بیٹے کو اوستاد پر چڑھا دیکھ منع کرتا تو در کنار
خوب زور سے قہقہے ہوتے جوہین اوستاد گرے غل مچ جاتا کہ واہ بیٹے وہ مارا وہ مارا
شاگرد نے اوستاد کو دے پچھاڑا نعیم اور شیر ہوا لکڑی اوٹھا دوا ور جائین اوستاد جی
کھل کھلا ہنس پڑے پڑھنا پڑھانا تو ماشاء اللہ اوستاد جی بھی نعیم کے ایک کھلونہ ہوگئے
نعیم اللہ نو کر جا کر اوستاد کو مارنا بلند اقبال خان دیکھ پھولون نہ سماتا کہ خدا نے یہ دن کیا
ایک عورت کے یہان لڑکا نہوتا تھا اوسنے جہان اور منتین مانین اونمین ایک یہ بھی تھی
کہ خدا کرے میرے یہان لڑکا ہو اور اوسکی اتنی عمر ہو جاے کہ وہ کسیکو گالی دے تو جسدن
اوسکے منہ سے مین گالی سنون اوسی روز شاہ مدار کی نیاز دون چنانچہ خدا نے اوسکو لڑکا
دیا اور وہ دن بھی آیا کہ لڑکے نے کھیلتے کھیلتے ایک لڑکے کو گالی دی مان بھی وہین بیٹھی
سن رہی تھی سننے کے ساتھ ہی فوراً بازار جا چار آنہ کی مٹھائی لی شاہ مدار کی نیاز دی
تقسیم کی جسکو حصہ دیا اسکے باصرار پوچھنے پر بڑی خوشی سے اپنی نیت کا اظہار کیا ایسے ہی
بلند اقبال خان کا حال تھا جتنی حرکتین نعیم اللہ کی خراب تھین انھین کو دیکھکر یہ خوش ہوتا کسیکو
مار کسی کو دھاڑ (دادنہ فریاد اندھا مار بیٹھے گا) امیر کا لڑکا تھا سب سنتے سہتے تھے
اگر کوئی بلند اقبال خان سے عرض کرتا کہ آج کل چھوٹے نواب بہت مار کرتے ہین بلند اقبال خان
یہ سنکر تیور بدل جاتا کہتا کہ نعیم بچہ ہے اوسکے مارے کی بھی کہین چوٹ لگتی ہے اوسکی
خوشی مین میری خوشی ہے خیر اوس سے تو کھیل ہی کھیل مین کہین چوٹ لگتی ہی ہوگی اوسپر
تمہارا یہ حال ہے کبھی جہاندار خان کا بھی قصہ سنا ہے ایکروز اسیطرح احمد بخش نے
بلند اقبال سے شکایت کی جو اورون کو جواب ملا کرتا تھا وہ اسنے بھی پایا تین چار
اور ہم صحبت بیٹھے تھے نواب صاحب سے عرض کرنے لگے بھلا نواب صاحب یہ قصہ
سنا تو دیجیے بلند اقبال خان لوگون کی التجا سے کہنے لگا —

کہ سنا گیا ہے کہ موضع شیخ پور مین ایک شخص تاتار خان نامے جاہل اجڈ رہتا تھا

اور قرض لون تو پھر سب کی ایک دستاویز لکھون خوشامدی بولے پھر حضور کیا ہوا تھوڑا سا
اور روپیہ قرض لے لیجیے اور پنتی مل کو قسط بندی کر دیجیے کون بہت سا روپیہ ہے جب حضور
چاہین یہ تو پانچ ہزار ہے پچاس ہزار روپیہ ایکدم مین ادا ہو جاوے اسوقت تھوڑا ہی سا
روپیہ اور قرض لے لیجیے جب علاقے کا روپیہ آوے اوسمین سے کل زر قرضہ ایک مشت
دیدیجیے گا ان لوگون نے ایسی ایسی مرغیب و باتون سے بلند اقبال خان کو اور قرض
لینے دھوم سے بسم اللہ کرنے پر آمادہ کر ہی لیا پنتی مل سے اور چار ہزار روپیہ لیکر پوری
دس ہزار کی دست آویز لکھدی پھر جیسا خوشامدی چاہتے تھے اوس سے بھی زیادہ دھوم
سے شادی ہوئی۔ نعیم کو برائے نام پڑھنے بٹھایا بسم اللہ شروع کرائی اوستاد کو چاندی
سونے کی تختی دی نعیم اللہ کی تعلیم پر مامور کیا اس شادی مین بھی خوب ہی صرف ہوا خود
بلند اقبال خان کو یہی فکر تھی کہ موت زندگی کا کیا بھروسا بہت گذری تھوڑی رہی دنیا مین
ہمیشہ کون رہا ہے اسطرح رہین کہ مرتے دم کوئی ارمان نہو دنیا مین ہم زرین پر نام
رہجاوے نوابی کی امنگین اور چونچلے اسی پر مرتے تھے بے دغدغہ خرچ اوٹھتا چلا جاتا تھا
نوکر چاکر بھی یہ حال دیکھکر گل چھرّے اوڑاتے تھے سیر مین نیسیری کا دھوکا اپنے تئین
ایماندار سمجھکر چار آنہ کی جگہ روپیہ لگاتے غضب خدا کا اسپر بھی بس نہین خرچ کا چوگنا
بتاتے نعیم اللہ کیا تھا اوسکی چاؤ محبت اکلوتا پن نے گھر بھر کو بالا بنا رکھا تھا نہال کا بھی
بلند اقبال خان سے کچھ کم حال نہ تھا وہان بھی قرضہ بڑھتا جاتا تھا۔ بلند اقبال خان نے
بسم اللہ کی شادی کر کے نعیم اللہ کو پڑھنے بٹھایا بیس روپیہ مہینا اور کھانے کپڑے پر
ایک اوستاد نوکر رکھ لیا بسم اللہ سے بسم اللہ ہی مین سال بھر گذر گیا جب کبھی نعیم اللہ
کھیل ہی کھیل مین کتاب لے بیٹھتا بیچارے شیخ عبد اللہ سیدھے سادھے ملا تھے
پڑھانے بیٹھ جاتے اوستاد جی نے الف بتایا نعیم اللہ نے کہا کشتی لڑونگا ماں باپ
کا چہیتا اوستاد کا کیا مقدور جو دم مارتا یہ کہتے ہی جھٹ چمٹ گیا اوستاد بھی لیٹ گئے

نام کو سنا کرتے تھے یا اب حضور عالی کو خدا نے دکھایا ہے روپیہ پیسا خرچ ہی کرنے کے واسطے
ہوتا ہے جو کماتے و خرچ نہین کرتے جمع کرتے کرتے اسی کے غم و رنج مین مرجاتے ہین پھر
اگر کہین ذکر آجاتا ہے تو سخاوت کے ڈر کے مارے ایسے کا نام بھی نہین لیتے لعنت بھیجتے ہین
حضور دیکھین حاتم طائی نے کیسی سخاوت کی آج تک نیکنام مشہور ہے ؎ سخیان زاموال بر
میخورند + بخیلان غم سیم و زر میخورند + بھلا کوئی قارون کا نام بھی اچھی طرح لیتا ہے بخیل پر تو
خدا کا غضب ہی ہوتا ہے ؎ بخیل اربود زاہد بحجر و بر + بہشتی نباشد بحکم خبر + ایسی ایسی
باتین سنا کر بلند اقبال خان کو بے وقوف بنا سو دو سو روپیے اپنا کام کر جاتے
ایسی داد و دہش کو قارون کا خزانہ بھی کفایت نہوتا بلند اقبال خان کی دھن دولت ایسی داد و دہش
کی خرچ کیواسطے کے دن کی تھی بیٹے کی سنتون ہی مین خالی ہاتھ ہوگیا گھر کا کل زر نقد و جواہر
تو خرچ ہو ہی چکا تھا لاکھ سوا لاکھ کی ملکیت باقی تھی اب اسپر قرض لینا شروع ہوا پانچ ہزار
لیکر نعیم کی غسل صحت کی شادی کی نانی کے یہان سے کارچوبی جوڑا آیا مان باپ کو بھی عمدہ
عمدہ جوڑا ملا مسلمانی کے دن سے زیادہ مہمانی ہوئی ڈومنیون نے بھی منہ مانگا پایا نبی بخش تو
سراپا مرحمت ہوا گھوڑا چڑھنے کو دیا سچ تو یہ ہے کہ نبی بخش کو عقیقہ ختنہ و ہر شادی مین اتنا
کچھ ملا کہ بلند اقبال خان تو قرضدار محتاج مفلس ہوا وہ اپنا پیشہ چھوڑ نواب بن گیا ریاست خرچدی
جعلسازی چالاکی سے بہت کچھ پیدا کر کے ٹھاٹھ سے بسر کرنے لگا یہان ابھی پچھلے قرض
مین تو کوڑی ادا ہوئی ہی نہین تھی سود بڑھتا جاتا تھا کہ نعیم اللہ کی پانچوین برس بسم اللہ کی
شادی کو جی چاہا بلند اقبال خان کے دل مین تو یہ تھی کہ ہزار پانسو روپیہ مین یہ شادی ہو جاے
قرض نہ بڑھنے پاوے مگر خو شادی خود غرضی کب مانتے تھے کہنے لگے کہ حضور اتنے روپیہ
مین کیا ہوتا ہے جو بھیجیے گا اوسکی بدنامی ہوگی شادی بیاہ چھٹی بسم اللہ سب نام کیواسطے
ہوتا ہے جب نام ہی نہوا تو بسم اللہ کی کیا ضرورت ہے بلند اقبال خان نے کہا کہ یہ سب سچ
ہے مگر خرچ کفایت نہین بنی مل سیٹھ سے پانچ ہزار روپیہ قرض لیا تھا اب تک کوڑی نہین دی

ڈھونڈھ کر منگوائی گئین گھنٹے والے سے قلاقند دریبہ والے سے موتی پاگ بنوایا چھٹی سے
زیادہ مہمانون کا جماو ہوا غریب امیر نواب فقیر سبھی آئے چار گھڑی دن رہے نبی بخش نائی بھی
آموجود ہوا صحن مین نہال کی آئی ہوئی چاندی کی چوکی تو بچھی ہی ہوئی تھی حیلہ حوالہ بہلا پھسلا نہال
کا جوڑہ پہنا نعیم اللہ کو لا بٹھایا یہان نبی بخش اپنے سامان سے درست طیار بیٹھا تھا آنے کی
دیر تھی ایک نے پیچھے سے پیار کرتے کرتے ٹانگین پکڑین نعیم اللہ یہ نئے لوگ اور نئی بات دیکھکر
گو خوف سے زرد ہوگیا مگر سمجھا کہ یہ بھی کھیل ہے وہ یہ بھی نہین جانتا تھا کہ سنتین کسکو کہتے ہین
اور سمین کیا ہوتا ہے مگر ہان یہ سمجھتا تھا کہ ہم دولہ بنین گے گھوڑے پر چڑھین گے یہ تو اس
سمجھ بوجھ کھیل کے خیال مین تھا نبی بخش نے اپنا موقع دیکھ کہا دیکھو میان سنہری روپہلی چڑیا
اوڑی چلی جاتی ہے نعیم اللہ نے تو ایسی چڑیا آج تک نہ دیکھی تھی گھبراکر اوپر نظر کی نظر اوٹھائی
دیر تھی ایک نے کہا وہ گئی وہ گئی نعیم اللہ نیچے نظر بھی نکرنے پایا تھا یہی کہتے کہتے واہ رے
نبی بخش کی مچھرتی پھر آخر نوابون کا نائی تھا نظر بچانے کی دیر تھی اسنے اپنا کام کیا نعیم اپنی یہ
حالت دیکھ بلبلانے چلانے لگا لوگون نے شاباش دی نبی بخش نے کہا میان اگر روے
تو پھر مین آیا ایک دفعہ کی نوبت تو یہ ہوئی تھی دوسری مرتبہ نائی کے آنے کے نام سے نعیم اللہ
سہم گیا نبی بخش نے اپنی کٹوری رکھی روپیہ اشرفی برسنی شروع ہوئی کٹوری کئی بار خالی کرنی پڑی
پھر زنان خانہ مین بھیجی گئی مردانہ سے زیادہ زنان خانہ مین ملا کٹوریان خالی کرتے کرتے نبی بخش
گھبرا گیا روپیہ اشرفیون سے گود بھر گئی تین اشرفیان بلند اقبال خان نے دین غسل صحت پر
خوش کر دینے کا اقرار کیا پھر سٹھائی بٹنے لگی تمام دنیا جہان مین فی آدمی ایک تشتری بٹنے کا
دستور ہے بلند اقبال خان نے سنہری سفید رنگ کی ایک ایک تشتری قلاقند موتی پاگ کی دی
فقیر فقرا تک جو آیا کوئی خالی نہ گیا سبکے برابر اوسنے بھی حصہ پایا تمام شہر مین بلند اقبال خان کا نام
ہوگیا خود غرضون طلبیون نے لوٹنے کا ایک حیلہ پایا جو آتا یہی کہتا کہ حضور کا دنیا مین نام ہو رہا ہے
حضور کی برابر داد و دہش کرنے والا آج تک نظر مین نہین آیا یا تو اصف الدولہ خانخانان کے

اللہ کا فضل پکڑ لے گیا ہے ایّا روز اللہ کے فضل کو ڈھونڈنے جاتی تھی —
انّا — مین اپنے بچے پر سے صدقے واری ہو کے مرجاؤن اپنے چاند کو اکیلا
چھوڑ کر کیون جاتی مگر تمھارے رونے وچرچراہٹ کے سبب سے اللہ کا فضل پکڑ
لے گیا تھا اپنے گھر لے جا کر روز مجکو مارا کرتا تھا میرے دودھ مین یہ دیکھو ہوّا لگا دیا
ہے مین تمکو یاد کر کر روتی کُڑھتی تھی خدا خدا کر کے اب تمھارے ابّا جان نے مجکو اوس سے
چھوڑایا مین وہان سے بھاگ سیدھی تمھارے پاس آگئی —
نعیم اللہ — اچھی انّا اب تو نہ جائیو اللہ کا فضل اگر آئے گا تو امان مارین گی —
انّا — اب مین تمھارے پاس سے ہرگز نہ جاؤن گی اللہ کے فضل کو آتے دیکھ دروازہ
ہی بند کر لونگی —
نعیم اللہ — انا یہان بھی بی شادی آیا کرتی ہے اوسکا کالا مُنہہ بڑے بڑے دانت ہین
زبان نکالکر کوٹھری کے دروازے سے جھانکا کرتی ہے تو دیکھے تو تو بھی ڈر جاے —
انّا — ہان میان مینے بھی بی شادی کو دیکھا ہے وہ اللہ کے فضل کی بڑی بہن ہے
اور چھوٹی بہن کا نام بیچا ہے یہ دونون بچون کے کان کاٹ لیتی ہین اور جو اونکو
پکڑے اوسے بھی نہین چھوڑتین —
اب نعیم اللہ اپنی انا دیکھکر بڑا خوش ہوا مگر دودھ پر رسوت (جسکو ہوّا بتایا تھا)
لگی دیکھ کر ڈر گیا جب کبھی دودھ کی طرف رخ کرتا ہوّے کی یاد آتے ہی منہہ پھیر لیتا
ایک مہینا پھر بیمار پڑا پھر اللہ نے فضل کیا اچھے ہونے کی شادی ہوئی خاصی بھاری
مہمانداری کی گئی پھر موسم دیکھکر میم صاحب نے اپنے ہاتھ سے ٹیکا لگا دیا خدا کی مہربانی
سے بہت اچھا دانہ اُبھرا نعیم اللہ کو حرارت سی ہو آئی تھی مگر بہت جلد اچھا ہو گیا اسکی شادی
علیحدہ ہوئی یون تو ہر برس سالگرہ کی شادی اور بیچ کی نئی تقریبون مین ہزار دو ہزار خرچ ہوا ہی کرتا تھا
چوتھے برس ختنہ یعنی مسلمانی کی تصمیم ہوئی کلکتے سے بلور کی سُنہری وسفید تشتریان ڈھونڈہ

نعیم اللہ پر رحم کیا سخت بیماری تو کوئی نہین ہوئی دونون آنکھین دکھنے لگین بڑی خیر ہوئی
آنکھون ہی پر گذری میم صاحب کے سوڑھے کھولدینے سے دقت بآسانی نکل آئے نانی
نے سونے کے چٹے بٹے جھنجنین گھنگنیان مڑدی چینیان بھیجین بچہ کیا تھا ہر ایک کی یہی خواہش
تھی کہ اسکی ماں باپ کا کوئی ارمان نرہ جاوے خدا انکی مرادین بر لائے جب خدا نے سال بھر
کا کیا مرے بچون کی مدت بھی نکل گئی بڑی دھوم سے سالگرہ کی مہمانداری ہوئی صابرہ نے
کھڑے پیر کا روزہ رکھا کر میلے پکائی شاہ مدار کی بدھی پھنائی بہتیرون کو تو شادی بیاہ مین
بھی دس پندرہ سیر کی روٹی نہین جوڑتی فقط دو چھوہارون شربت کے پیالہ ہی پر نکاح
ہوجاتا ہے یہان ہر بات پر مہمانداری ہوتی تھی ذرہ بچے کو چھینک آئی دس بکرے مسجد
مین بھیجدیے پانچ چھ روز خیرات کی جسدن بچے نے دودھ کم پیا صدقہ اوتار چوراہے مین
رکھا گیا بچہ پر سے ساتھ انگارے ایک آنجورہ پانی اُتار باہر کے کوئین مین ڈال آئے
گوشت اُتار چیلون کو دیا لہسن پیاز کے چھلکون یا مرچون کو چولھے مین جلادیا ذرہ بچہ رویا
دس پندرہ روپیہ کسی مُلا سیانے کے ہاتھ لگے جھاڑ پھونک ہوئی بات بات مین صدقہ
خیرات ہونے لگی سیکڑون روپیہ خرچ ہوئے کہ خدا نے بچے کو پورے دو برس کا کیا دودھ
چھٹنے کی شادی مین پھر جگمٹھا ہوا جسدن دودھ چھوٹا سنون کھجورین تقسیم ہوئین دودھ چھٹائی
مین بچے نے بہتیرین ضدین کین ماں باپ نے دودھ بھلانے کے واسطے ہر قسم کی
چیزین کھلونے پیدا کیے انا کو چھپا دیا جس صورت سے بنا دودھ کا خیال نہ آنے دیا
اول تو دودھ کا چھوٹنا دوسرے انا کی جدائی بچہ کو ہڑک لگی بیمار پڑا میم صاحب کو اطلاع
ہوئی پینے کو دوا دی اور کہدیا کہ بچہ انا سے ہلا ہے اب دودھ چھٹے بھی عرصہ ہوگیا ہے
انا کو دکھادو یہ بھی ایک دوا ہے میم صاحب کے کہے موجب انا کو بلایا نعیم اللہ شکل
دیکھتے ہی بیتاب ہوگیا جھٹ دوڑ کر انا سے جا چمٹا انا نے بھی گود مین لے خوب سا پیار کیا
گلے لگایا نعیم اللہ انا سے بولا اے انا تو مجکو چھوڑ کر کہان چلی گئی تھی انا تو کہتی تھین کہ

موذن نے اذان دی گانا بجانا بند ہوا ہنسی ٹھٹھا موقوف کیا صبح تو ہو ہی گئی تھی پلنگ
کے دیکھنے کی نوبت نہ آئی ضرورت سے فراغت پا وضو کیا پھر نماز پڑھ حسب معمول جو جسکا
معمول تھا کسی نے دو کسی نے ایک سیپارہ کی تلاوت کی وظیفہ پڑھتے پڑھاتے آٹھ
بج گئے جب سب کو فراغت ملی سسرال کا آیا ہوا اسٹھورا بٹنا شروع ہوا بانٹتے بانٹتے
شام ہو گئی مگر پھر بھی سب جگہ حصہ نہ پہونچا تمام شہر مین بٹا بٹتے بٹتے چوتھے روز جا کر چھٹی
ہوئی مگر اسٹھورہ نہ بہبڑا من بھر بچ ہی رہا مدت کے بعد صابرہ سسرال سے آئی تھی دو مہینے
تک یہین رہی بلاوے کے طریق پر بلند اقبال خان نے کئی مرتبہ کہلا بھی بھیجا مگر اصرار
نہین کیا بلکہ دوسرے تیسرے خود بھی بچے کو دیکھ جاتا اب دو مہینے ہو گئے بلند اقبال خان
نے بلا بھیجا کہ میکے بہت رہین اب گھر کی بھی خبر لو ماں نے بھی روکنا مناسب نہ جانا ہنسی
خوشی بیٹی کو رخصت کیا چوڑیان پہنا نواسہ سمیت چلتے وقت پچاس روپیہ کی ترکاری مٹھائی
ساتھ کر دی صابرہ بیگم کو جاتے دیر بھی نہ ہوئی تھی کہ امین اللہ خان کو ایسا درد ذات الجنب
شروع ہوا کہ بہتیرا کچھ علاج کیا خاک فائدہ انواع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ایسی شدت
ہوئی جان ہی دینے بن پڑی جیسی صابرہ آئی تھی ویسی ہی روتی پیٹتی لوٹ گئی چند روز تک
تو غم و ماتم ہوتا رہا اب بلند اقبال خان کا کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہین ہاسے کے
سبب سے کھلے خزانہ اللے تللے بھی نہونے پاتے تھے اب یہ روک ٹوک بھی نہ رہی ادا
روپیہ تجہیز و تکفین پھولون مین خرچ کیا تیجا چہلم بھی بڑی دھوم دھام سے ہوا جب غمون سے
فراغت پائی تو کھیر چٹائی کی شادی کی خاصی اچھی مہمانداری ہوئی پھوپھیون نے انگلیون
سے کھیر چٹائی پہلے بچے کے پیٹ مین اناج گیا پھوپھیون نے بھائی سے نیگ لیا ساتوین
مہینے دانت نکلنے کے آثار شروع ہوئے بچہ تھلیان رکھنے لگا دانت نکلنے مین بچے پر
بڑی سختی ہوتی ہے دودھ ڈالتا قے ہوتی ہے دست آنے لگتے ہین بخار آتا ہے
آنکھین دکھتی ہین اگر بخار آیا یا دست و قے نے گھیرا جان کے لالے پڑے خدا نے

پر جڑاؤ پٹی باندھ کندھون پر ننگی تلوارین دھرا سر پر قران رکھوا بچہ کو گود مین دے صحن
مین لائی زچہ نے سات تارے گنے لوگون نے چونک مین صدقہ ڈالنا شروع کیا
تارے گن کر زچہ نے پلنگ پر قدم رکھا میان نے چھت پر مرگ مارا فاخرہ زمانی بیگم
نے داماد کو دس اشرفی دین بچے کے ہاتھہ مین قلم دوات رکھا اور بچھو کا ڈنگ چراغ
مین ڈالدیا رات بھر اسی خوشی مین بسر کی گئی دن مین مہمانداری ہوئی تیسرے دن جلدی
کے مہمان رخصت ہونے لگے شام تک آدھے رہ گئے شریفاً دائی بیس پچیس کی
ترکاری لے رسم بموجب زچہ و بچہ کو دیکھنے آئی دائی کی تو کچھہ ضرورت نہ تھی مگر آئے
کی رکھہ کر سبز رنگ کی شالی چادر حوالے کی کچھہ نقد بھی دیا شریفاً نے اسیکو مال غنیمت
سمجھہ کر بغل مین دبا اپنے گھر کا راستہ لیا ترکاری دیکھکر فاخرہ زمانی یا اور دو تین مہمانون
کے سوا اور سب رخصت ہوا اپنے اپنے گھر گئے اب چلّے کے نہانے و زچہ گری سے
فراغت پانے کے دن قریب پہونچے سٹھوری کا سامان بلند اقبال خان کے اشارہ کرنے
کی دیر تھی آن کی آن مین آموجود ہوا چالیسوین دن زچہ و بچہ کو خوب مل مل کر نہلایا حلوائیون
نے گھر آکر نہایت نفیس و عمدہ سٹھورا بنایا اب بی صابرہ بیگم نے برخوردار نعیم اللہ سمیت
اپنے مان کے ساتھہ میکے جانے کی طیاری کی چار گھڑی دن رہتے رہتے دروازے
پر سواری آلگی صابرہ بیگم سسرال سے سٹھورہ لے میکے پہونچی سب چھوٹے بڑے
دروازے تک لینے دوڑے صابرہ کو پالکی سے اوتارا بڑون نے صدقے واری ہو
دونون ہاتھون سے بلائین لین نعیم اللہ کو خوب سا پیار کیا پھر بچے کو خالاؤن نے لیا
ایک نعیم اللہ اور پھر اتنی آرزؤن کا ایک سے ایک چھینے لیتی تھی یک انار و صد بیمار کا
معاملہ ہو رہا تھا جب سب نے صابرہ بیگم کے ملنے و بچہ کے پیار لینے دینے بھیجنے
نوچا کھسوٹی سے فراغت پائی کھانا کھا سونے کی نوبت آئی مگر سونا کہان رات بھر
ڈومنیون نے جگایا سونے نہ دیا ہنستے ہنستے پیٹ مین درد ہونے لگا اسی مین صبح ہوئی

مین اسی روپیہ دیا گیا مغرب سے پہلے بڑی دھوم سے صابرہ کے سیکے والے میان
بی بی کا جوڑہ بچے کا کرتہ ٹوپی ہنسلی کڑے ایک ہاتھی پر گنگا جمنی پنگوڑہ دوسرے پر
روپیہ اشرفیون کی ٹھیچری گھی کی مٹکیان مرغیون کے کھاجہ بچے کے لیے برتن نائی کے
واسطے چاندی کی کٹوری اور ایک نہرنی ستر بکری جنکی چاندی سونے کی سنگوٹیان تمامی کی
جھولین تھین جھم جھم کرتی چھٹی لیے آموجود ہوئے بلند اقبال خان ہی کا مکان تھا کہ یہ سب
دنیا سما گئی آٹھ بجتے بجتے زچہ کے نہانے کے بعد عقیقی کی بکری ذبح ہونی شروع ہوئی
بچے کے سر کے بال منڈنے لگے اوسیوقت مولوی مُلّا سے پوچھکر امین اللہ خان نے
نواسے کا نعیم اللہ خان نام رکھا مبارک سلامت کی آوازین بلند ہوئین شادیانے بجنے لگے
نائی دائی کو بکری کی رانین ملین باقی گوشت کی تنجن بریانی چڑھائی گئی نائی نے بچے کو مونڈ
پنچون بیچ مین کٹوری کھدی چوانی اٹھ انی روپیہ اشرفی جو جسکے جی مین آیا کٹوری مین ڈال دیا
پھر زنان خانے مین کٹوری بھیجی گئی اسیطرح وہان سے ملا نائی مالا مال ہوگیا چلتے وقت
بلند اقبال خان نے ایک شالی رومال دیا لوگ تو سر کے بالون برابر چاندی دیتے ہین یہان
سونا دیا گیا دھوبی سقے حلال خوری وغیرہ کو جوڑے تقسیم ہونے شروع ہوئے مہترانی
کے ٹھیکرے مین پانچ روپیہ ڈالدیے ڈوم ڈھاری ہیجڑے بھانڈ چونے والیون روپون چونی کی
والون کو انعام ملا جو جس سے وعدہ تھا ہر ایک نے پایا جو آیا دل سے دعا زبان پر مبارکباد
کہتا چلا گیا نوبت نقارے بجنے لگے مغرب کے بعد زچہ نے چھٹی کا جوڑہ پہنا بچے کو کرتہ ٹوپی
گوشوارہ وغیرہ پہنایا نانی نے بچے کی پھوپھیون کو نیگ دیا دائی کو جوڑہ ملا بلند اقبال
خان نے ساس کا دیا جوڑہ پہنا اس عرصہ مین کھانے کا وقت آگیا مہمان دسترخوان
پر بیٹھے کھانا کھلایا گیا تنجن کا ملائی بھرا تھال زچہ کے آگے لا دھرا زچہ نے بچہ کو گود مین
لے تندون سمیت خوب پیٹ بھر کھایا تازہ باسی پانی پیا کہ سچہ ندیدہ نہو پیٹ بھرا رہے اسکے
بعد دائی چوکھا تیار کر گھی مین ڈبو بڑی بڑی چار رتبیان جلا آگے ہوئی پیچھے پیچھے زچہ کو ساتھے

نے سجدۂ شکر ادا کیا دن نفل اللہ کے نام کی پڑھی اور سیو فت سو روپیہ للہ دیے بچہ
کے داہنے کان مین اذان بائین مین تکبیر کہی آنول نال کاٹ سچے موتی بھرے جو بچے
سو رنیون کو کھلا دے گھٹی مین گھوڑی کا دودھ ملایا کہ چیچک نہ نکلے اللہ آمین کا بچہ تھا
جینے کے واسطے بچہ کا کان چھید دیا ناک مین بلاق ڈالا کہ خدا وہ دن کرے کہ دلہن ہی اسکو
چھاتی پر چڑھ کر اُتارے پھر سویان پکا کر اوسکے پسائے ہوئے پانی سے بچہ کو نہلایا
پسی ہوئی سویون کو ساتھ سوہاگنون اچھوتی کو کو والیون کو بٹھا کر کھلایا قدم شریف جا کر بچہ کو
چڈھایا چاندی کا بچہ بچہ کی جگہ مین مین دفن کرایا صابرہ بچہ کی بوک کاٹ نکل گئی جینے کے
واسطے دنیا مین جتنے ٹوٹکے ہین خدا کو چھوڑ سب ہی کیئے نظر گذر ام الصبیان کے بچاؤ
حفاظت کے واسطے شیر کے ناخن اور تعویذ فوراً بچہ کے گلے مین سی دیے - سب کام
جتنے جنانے کا تو میم صاحب ہی نے کیا شریفا دائی کو ہاتھ تک نہ لگانے دیا مگر وہ بھی جمی ہی
رہی لڑ جھگڑ کر تیس چالیس روپیہ تو اندر سے لیے بلند اقبال کے پاس ٹھیکر الیگئی پانچ روپیہ
اوسنے بھی ڈال دیے دودھ پلائی کے وقت بلند اقبال خان نے اپنی دونون بہنون کو
دودھ دھلائی کے نیگ مین خوشی خوشی سونے کے جڑاؤ کڑے پہنا دیے رات بھر
گانا ہوا ڈومنیون نے گا بجا زچہ کا دل بہلایا رنگ روپ بدل بدل کر آئین طرح طرح کا سوانگ
تماشا دکھا سب کو ہنسایا بیلین لین غریب سے غریب نے بھی روپیہ سے کم کی بیل نہین دی
روشن چوکی بیٹھی تیسرے روز منون گوند اچھوانی بنکر تقسیم کی گئی ساتھ ساتھ چھٹی کا بلاوہ
بھی پھرا سیکے کے مہمان چھٹی کے طیاری وسامان کے واسطے اپنے اپنے گھر رخصت ہوئے
بعد مدت خدا نے چھٹی کا بھی دن دکھایا - زچہ بھی سورج نکلتے نکلتے نہا دھو پاک صاف
ہو بیٹھی بچہ کو بھی نہلا دھلا زچہ کی گود مین دیا پھر تین من کا سٹھورا بنا کچھ توزچہ نے کھایا
رہا سہا گنبے مین تقسیم کیا گیا مہمان اوترنے شروع ہوئے ڈولی پر ڈولی آنے لگی گاڑی
رتھ پالکی کا تانتا لگ گیا جو لوگ اپنے گھر کی سواریون مین آئے اونکی تو کیا گنتی کہ ایک کرا

سب طیاری مین چھ سو روپیہ کی قریب صرف ہوا ساتوان مہینا بھی پہونچا صابرہ کی مان سو ڈیڑھ سو عورتون کو ساتھ لئے یہان آئی ڈومنیون نے گانا بجانا شروع کیا صابرہ مان کا لایا ہوا جوڑہ پہن لاکھا مسی سرمہ تیل عطر چھوٹی ہوئی بناؤ سنگار کی چیزین لگا بن ٹھن از سر نو دولہن بنی بلند اقبال خان کی صورت شکل سے مسرت ٹپکی پڑتی تھی میم صاحب کی بھی خدمت خوب کی سب سے پہلے حصہ بھیجا سدھوڑ مین ہیرے کی انگوٹھی دی ستوانسہ مین شالی رومال نذر کپڑا ستوانسہ کے بعد خدا نے نوان مہینا بھی لگایا نوین مہینے کے نودن گذرے پہنچیری بٹی زچہ گری کا سامان یعنی کیو کا بھی منگا لیا گیا اب بی صابرہ پورے دنون ہو بیٹھین آج کل ہوتے ہوتے پون مہینا اور گذر گیا میم صاحب بھی دوسرے تیسرے ہو جاتین میم صاحب نے یہ کہہ رکھا تھا کہ دائی وغیرہ کی ضرورت نہین مین کیا تھوڑی ہون خود جنالون گی تمکو ذرا بھی تکلیف نہونے دونگی اب نو مہینے پر پچیسوین دن بی صابرہ نے پون پسارے درد مبارک شروع ہوا قدیمی دائی تو تاک مین تھی فوراً آموجود ہوئی صابرہ نے اوسکو ہاتھ بھی نہ لگانے دیا مگر پرانی دائی تھی پائنتی بٹھا لیا فوراً میم صاحب کو خبر کی میم صاحب تو منتظر تھین خبر پاتے ہی آموجود ہوئین صابرہ کے میکے مین بھی اوسیوقت اطلاع پہونچی نانی دادی ماں خالہ پھوپھی وغیرہ قریب کے کنبہ دار اطلس کمخواب کے نہالچے پوڑے تکیے تکیئے لے آداخل ہوئے جسوقت میم صاحب نے گھر مین قدم رکھا شریفا دائی چھوت کی طرح الگ پٹی پر بیٹھی ہوئی تھی میم صاحب کو دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی صابرہ پلنگ پر لیٹے لیٹے دردون کے مارے کروٹین بدل رہی تھی بیچین تھی صدقہ تقسیم ہو رہا تھا میم صاحب نے اسکی تکلیف بیچینی دیکھ ایک ایسی مربع الاثر دوا دی حلق سے اوترنے کی دیر تھی ہاتھ لگانے کی بھی ضرورت نہ پڑی خدا نے مشکل آسان کی جیتا جاگتا چاند سا بیٹا دایہ کی بھی خیریت ہی آنول ساتھ نکل آئی میم صاحب کی بدولت جتنی تکلیف بچہ ہونے مین عورتون کو ہوا کرتی ہے ذرا بھی نہ ہوئی بلند اقبال خان

بھی صابرہ ہی کی مہمان ہو جاتا اب جو میم صاحب کا بلاوہ آیا مین صابرہ کو بڑی خوشی ہوئی میم صاحب کے قدمون مین گر پڑی خوشی کے مارے باچھین کھل گئین ہر روز سے زیادہ خاطر کی
اس سے پہلے جب بلند اقبال خان صابرہ دونون اکٹھے بیٹھتے تھے اس مین یہی باتین ہوتین کہ اگر اب کی خدا بھلا دن کرے تو تمام دنیا کی ریت رسوم شادی خوشی بڑی دھوم سے کرین یہ نہو کہ پھر کوئی ارمان رہجاے یا کوئی آرزو ہی باقی رہے کہ پھر اوسکی تمنا ہو اب مدت کے بعد انتظار کرتے کرتے خدا نے یہ دن دکھایا کہ تیسرا مہینا جسمین ریت کی رسم ہوتی ہے قریب آیا تیسرے مہینے کے لگتے ہی بی صابرہ بیگم نے تیل مسی سرمہ کاجل لاکھا سب بناؤ سنگار ترک کر دیا دن گنتے گنتے پانچوان مہینا بھی ہو نچا ان دونون کے ارمان کا حال تو ظاہر ہی تھا صابرہ کے میکے مین سدھوڑی کی تیاری ہونے لگی منون گھی شکر چانول خرید آگیا اور مٹھائی کے لیے حلوائیون کو روپیہ پیشگی علیحدہ ملا سب طرح کا سامان موجود ہی کر رکھا تھا پانچوان مہینا آتے ہی موتی پاک قلاقند کھوئے کے لڈو پستہ بادام کی لوزاتین اور دو تین مٹھائیان گلگلے میٹھی گکیان دہی بڑے پھلوریان پوریان اندرسے میٹھے سلونے سموسے کچوریان اور بہتیری طرح کا کیوان ہر قسم کی ترکاری خونون کستمیون مین سجا دیگونمین قسم قسم بریانی مزعفر کھیر قلیہ قورمہ وغیرہ باجہ خانہ سمیت صابرہ کے لیے اپنے سمدھیانے بھیجا اوس روز صابرہ کے میکے سے گھر تک کھانا ہی کھانا نظر پڑتا تھا دیگون خونون کا باٹنا بوٹنا شروع ہو گیا تھا محلہ مین جو دیکھا کہا واہ
زعفران و خندان سچ پوچھو تو صابرہ کے کھانے کی خوشبو ان نے زعفران کے کھیت کو بھی مات کر دیا تھا۔ میکے سے اتنا سامان آیا کہ خاصے کنبا دگی سے تو جنوائی حصے بھائی بہو اور ہی دوست یگانون مین تقسیم ہوئے بعد اتنا ہوا گیا کہ فقیر فقرا کا بھی کھانے کھانے منہ پھر گیا پھر بھی بہتیرا کچھ بچ رہا سدھوڑ تو اس دھوم سے ہوئی تھی اب صابرہ کے میکے مین ستوانسہ کی فکر ہونے لگی صابرہ کے جوڑے کی طیاری شروع ہوئی مگر نہ بنا کیا

مگر کچھ پیش نہ گئی دونون کی افسردگی آزردگی کی خاطر سے مجبور ہو اشرفی لے لی چلتے وقت
صابرہ بیگم باہر دروازہ تک سیم صاحب کو پہونچا آئی سیم صاحب کے جاتے ہی ڈس وپیدے
دونون نسخون کی دوا منگالی دوسرے روز پھر صبح ہی بلند اقبال خان نے اپنے گھر کے
دیوان کو سیم صاحب کے لینے کے لیے بھیجا یہ شیش محل پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ راستے
مین بیٹھ بھیر ہوئی دست بستہ سلام کے بعد پیغام عرض کیا سیم صاحب نے جواب دیا کہ مین
اوسیطرف جاتی ہون تمھارے بھیجنے کی تو کچھ ضرورت نہ تھی خیر آگئے تو اچھا چلے آؤ دیوان
سے پہلے سیم صاحب آپہونچین دوا تیار تھی پہلے سیم صاحب نے مالش کرائی پھر پینے
کی دوا پلائی ثقیل کثیف چیزین کھانے اوپر نیچے اوترنے چڑھنے سے منع کیا صابرہ نے
بھی پرہیز کو خوب ہی نبھایا اسی طرح پندرہ روز تک تو دو وقت خود سیم صاحب تشریف
لاکر مالش وغیرہ کرا جاتین پندرہ روز بعد مالش موقوف ہوئی کھلانے پلانے ہی کی دوا
رکھی خدا کا حکم سیم صاحب کا ہاتھ بی صابرہ کا بھاگ جاگا دوا کرتے ڈیڑھ مہینہ بھی نہوا
تھا کہ صابرہ کو دن لگے سر پھرنے لگا تے شروع ہوئی گوشت کھانا چھوڑ دیا حمل کے
آثار معلوم ہونے لگے آس پاس اوٹھنے بیٹھنے والے بھی تاڑ گئے رفتہ رفتہ حمل کا یقین آیا
صابرہ بیگم کو اُوبکی لگی ہر ایک چیز پر جی للچانے لگا کھٹائی مٹھائی تو جان ہو گئی امیر آدمی تھی
جو جو قت چاہا اوسی وقت موجود ہوا ہر طرف سے مبارک سلامت کی آواز آنے لگی بعد مدت
یہ دن آیا خوشی کے شادیانے بجے بہت کچھ فقیر فقرا کو ملا جو جسکے نصیب مین تھا ہر ایک نے
پایا سیم صاحب کو ڈالی نذر ہوئی حمل کے ہونے سے اونکو بھی بڑی خوشی ہوئی خود مبارکباد
دینے آئین ہندوستان کی عورتین خصوصاً شہر والیان اکثر ملنسار ہوتی ہین اور اونکا دل
بھی قصے کہانیون ادھر ادھر کی زبانون مین لگتا ہے جس سے ملین جھٹ پٹ میل ملاپ
بڑھا لیا پھر سیم صاحب جیسی ذی خلق مروّت تعلیم یافتہ کا ساتھ تھوڑے دنون مین صابرہ نے
ایسا ہیل میل اختلاط بڑھایا جیسے برسون کی ملاقات پچھپن کا سہیل اکثر سیم صاحبہ کا کھانا

کرانا چاہین مگر ڈاکٹر توجہ نہین کرتے اس سبب سے ہندوستانیون کا دل نہین بھرتا
دوا بھی خوش اعتقادی سے اپنا پورا اثر کرتی ہے ڈاکٹر صاحب نے زبان دیکھی نبض
ٹٹولی نہ مریض سے کیفیت پوچھی نہ اوسکا حال دریافت کیا گو ڈاکٹر صاحب مرض پاگئے
دوا حوالہ کی شفاخانہ سے تو مریض نے دوا لے لی باہر نکل کر اس سوچ مین چلا کہ نہ
تو ڈاکٹر صاحب نے کچھ مجھسے حال پوچھا نہ مجکو میرے مرض کا نام بتلایا مرض کا معالجہ
بلا سوچے سمجھے جو جی مین آیا دوا دے دی نہین معلوم کیسی افتاد ہوجائے دوا اپنا
پرانا حکیم نہ چھوڑو وہ ہمارے مزاج سے واقف ہے مدت ہوئی اوسیکا علاج ہوتا رہا ہے
چلو وہین چلو حکیم جی پاس گیے حکیم صاحب نے نبض دیکھی پیٹ دبایا پھر حال پوچھنا
شروع کیا کہ کیا مُنہ کا مزہ پھیکا رہتا ہے قبض بھی معلوم ہوتا ہے بھوک نہ لگتی ہوگی
اعضا شکنی بھی ہوتی ہوگی دوپہر بعد بخار بھی ہوآتا ہوگا مریض نے یہ سب باتین اپنے
مین پائین حکیم صاحب کی تشخیص وتجویز کا یقین آگیا حکیم صاحب نے جو نسخہ دیا برابر
پیا پرہیز بھی جیسا چاہیے ویسا کیا آئندہ سے ڈاکٹر صاحب کی خدمت مین حاضر ہونے
کا عہد کرلیا سب ہی ڈاکٹر ایک سے نہین ہوتے بہتیرے تو غریبون بیمارون کی تیمارداری
علاج ہی مین خوش رہتے ہین ۔ توجہ و اخلاق پیش آنا اپنا فرض عین سمجھتے لوگ دعائین دیتے
سرکار مین نام پاتے ہین — آپ ہی جب سے تشریف لائی ہین تمام شہر مین شہرہ
ہو رہا ہے جو آپ کے پاس آیا پھر حکیم کا نام بھی نہ لیا — خصوصاً عورتین تو آپ کی معتقد
سی ہوگئی ہین — یہ سب آپ کے اخلاق اور توجہ ہی کا سبب ہے ہان وہ بات
رہی جاتی ہے یہ نذر جو قابل نذر نہین ہے مین آپ کی نذر نہین کرتی بلکہ شگون ادا کرتی
ہون یون آپ کا گھر ہے جمجم آئین بلکہ خوشی تو یہی ہے کہ آپ یہین قیام فرماوین چاہے
جو کچھ ہو پہلے روز تو ہرگز خالی نجانے دونگی بلند اقبال خان نے بھی کہا کہ ہماری یہی خوشی
ہے کہ گو آپ کے لائق نہین مگر قبول فرمائیے سیم صاحب نے تجھے بہتیرا کچھ نا ہین نو ہین کی

کل صبح یہ دوا موجود رکھنا سامنے آکر مالش کرا دون گی یہ دوسرا نسخہ لو پینے کا ہے اسکو
ایک بوتل بھر منگوا رکھنا صبح شام ایک ڈرام پینا پڑے گا نسخے دیکر میم صاحب نے
جانے کا قصد کیا چلتے وقت پھر الائچی پان پیش کر کے بی صابرہ نے ایک اشرفی نذر
پکڑی میم صاحب نے انکار کیا کہ یہ کیا ابھی اسکا وقت نہین ہے جب آوینگا مین خود مانگ
لون گی یہ بے وقت لینا دینا کیسا اسکی ضرورت نہین ہے صابرہ بیگم کہنے لگی میم صاحب
یہ نئی بات نہین ہے ہمارے شہر کی قدیمی رسم ہے کہ جب حکیم کو گھر بلاتے ہین خالی نہین
جانے دیتے غریب سے غریب بھی آٹھنی سے کم نہین دیتا حکیم کا گھر سے خالی جانا
اب بدشگنی مین داخل ہوگیا ہے لوگ کہتے ہین حکیم صاحب کو خالی بھیجنا مریض کی جان کو
ساتھ کر دینا ہے آپ کا نہ لینا انکار کرنا ہم لوگ بدشگنی سمجھتے معیوب گنتے ہین ہم کس
قابل ہین جو آپ کے پیشکش کرین یہان کے حکیم تو غضب کرتے ہین اپنی بھی کوکرا یہ
کی بگھی بنا کر کرایہ تک نہین چھوڑتے — میم صاحب — حکیمون کی اور بات ہے
میرا علاج اور قسم کا ہے جب تک مین علاج کرون مجکو لازم ہے کہ مین روز دیکھون
اور آپ کے یہان کا یہ قاعدہ ٹھہرا پھر کیونکر بنے مین تو یہ سمجھتی ہون کہ اس اصرار کے دینے
سے شاید آپکو علاج کرانا منظور نہین ہے تو یون بھی آپ کو اختیار ہے — صابرہ بیگم —
کیون نہو میم صاحب خوب آپ نے بات نکالی توبہ توبہ اگر یہی منظور ہوتا تو پھر آپ کو تکلیف
دینا حیران کرنا کیا ضرور تھا ہان یہ فرمائیے کہ شاید مجھی مین قابلیت علاج نہ نکلی — میم صاحب
نے مایوسانہ کلمہ سنکر پھر اسکی تسلی کی اور کہا کہ کیا علاج کا ہونا اشرفی ہی کے لینے دینے
پر موقوف ہے یہ بڑی خراب بات ہے پہلے سے لیکر علاج کیا تو کیا — صابرہ بیگم نے
کہا کہ میم صاحب مین تو آپ ہی کو ایسا دیکھتی ہون کہ باوجود اصرار انکار پر انکار رہے
ہم نے جب کسی ڈاکٹر کو بلایا پہلے فیس لے لی جب وہ تشریف لائے بیچارے
غریب غربا تو کیا مقدور کہ ڈاکٹر صاحب کا نام بھی لین ہندوستانی تو بہتیرا علاج

اپنا سب حال کہہ چکے میم صاحب نے تسلی تشفی کی فرمایا نواب صاحب آپ ہراسان نہوئیے
ابھی آپ اوس عمر کو نہین پہونچے کہ اولاد سے بالکل یاس ہوجائے اکثر عورتون کو
اِس قسم کی بیماریان ہوجاتی ہین کہ اولاد ہوتے ہوتے یکایک برسون کی خبر لاتی ہین کیا
عجب ہے کہ کوئی ایسی ہی بیماری بیگم صاحب کو پائی جاے علاج ہو خدا فضل کردے
مین اگر بیگم صاحب کو دیکھون تو کہون بلند اقبال خان نے کہا کہ جب ارشاد ہوا ونکو بھی
آپ کی ملازمت کی آرزو ہے میم صاحب تو طیار بیٹھی تھین فرمایا ابھی سہی چلئے پہلے آپ کے
یہان ہی ہوتی جاؤن گی بلند اقبال خان کھڑا ہوگیا میم صاحب ساتھ ساتھ دونو سوار ہوکان
پر چلے دور سے میم صاحب کو آتے دیکھہ دربان نے اندر اطلاع کی کہ میم صاحب آپہونچین
دروازے تک صابرہ بیگم لینے آئی میم صاحب سے صاحب سلامت ہوئی الایچی عطر
پان دیا بڑے دالان مین جو شیشۂ آلات سے آراستہ پیراستہ تھا جا بٹھایا کنیز پنکھا
جھلنے لگی نرگسی چلمچی بنالائی چمپا گلاب اور تین چار لونڈیان ہاتھہ باندھے آس پاس کھڑی
رہین صابرہ بیگم میم صاحب سے کہنے لگی آپ نے بڑی تکلیف و مہربانی فرمائی ممنون منت کیا
میم صاحب نے جواب دیا سبحان اللہ تکلیف و مہربانی کیسی اِسکو مین اپنی عین راحت سمجھتی ہون
اِسکے سوا میرا کام ہی کیا ہے ہان آپ نے اپنی ملاقات سے مجکو محظوظ و خوش کیا ہے
اِن باتون کے بعد حرف مطلب درمیان آیا کچھہ تو حال بلند اقبال خان گوش گذار کرہی چکا تھا
رہا سہا صابرہ بیگم نے کہہ سنایا پھر تخلیہ کرا کر میم صاحب نے صابرہ بیگم کا ملاحظہ فرمایا سب
طرح اٹکل لی کوئی کل بے کل نہ تھی نہ کوئی سخت مرض معلوم ہوا مرض دیکھا قابل دوا ہے
ابھی لاعلاج نہین ہوا ہے صابرہ بیگم کا اطمینان کیا کہنے لگین کہ بیگم صاحب مین علاج
کرون گی خدا کی قدرت مین تو کسیکو دخل نہین بڑا بول نہین بولتی بڑے بول کا سر نیچا
مگر انشاء اللہ خدا سے امید کرتی ہون کہ اِسی سال آپ کی گود ہری بھری دیکھون آج تو
خیر مینے دیکھہ لیا ہے کل سے علاج شروع کرون گی اِسوقت مین جاتی ہون نسخہ لکھے دیتی ہون

کہا اور کیا انشاء اللہ مین خود ہی صبح جاؤنگا تم نے یہ بھی دریافت کر لیا ہے کہ میم صاحب شہر
مین رہتی ہین یا باہر شہر کے اور کہان صابرہ بولی کہ ہان مینے پونچھہ لیا ہے دریبہ کے
شیش محل مین اوتری ہین پھر اسکے بعد سب لوگ سو سوار ہے صبح ہوتے ہی نواب صاحب
نے پوشاک بدل فٹن پر سوار ہو دریبہ کا راستہ لیا سورج نکلتی نکلتی پہلی ہی سی شیش محل مین
جا پہونچا میم صاحب بھی نہا دھو کپڑا پہن باہر جانے کو طیار تھین سواری کھڑی تھی برآمد
ہونے کی دیر تھی کہ نواب صاحب کی اطلاع ہوئی میم صاحب تو فراغت پا چکی تھین جھپ
بلا لیا بڑی تواضع تکریم سے پیش آئین بٹھایا مزاج پوچھا ہاتھہ سے ہاتھہ ملایا ادھر اُدھر
کی باتون کے بعد مریض نے ابتدا سے انتہا تک اپنا قصہ کہہ سُنایا یعنی نواب صاحب
نے عرض کیا کہ اتنی عمر ہوئی سب طرح دوڑ دھوپ کی اولاد سے دل ٹھنڈا نہوا عرصہ ہوا
تب دو بچے ہوے تھے قضاء الٰہی سے کیا چارہ جیسے ہوے ویسے ہی مر گئے ہمکو
داغ دے گئے مین تو خیر مرد ہون چل پھر ہنس بول کر اپنا وقت کاٹ لیتا ہون جب بہت
ہی جی گھبراتا کتب اخلاق کے مطالعہ سے دل بہلاتا دنیا کو فانی تصور کر کے دلکو سمجھاتا
ہون مگر بیگم کو اس فکر و خیال سے ایک لحظہ بھی فرصت نہین ملتی رات دن اسی غم و ہوس
مین گذرتی ہے شکل دیکھو تو برسون کی بیمار کیسی بن رہی ہے مجکو اولاد کا غم تو غم اب اونکی
فکر پڑی ہے آدمی کا جہان تک زور چلا اوٹھا نرکھا اب آپ کا نام سُنا آموجود ہوا
کہ شاید خدا آپ ہی کا ہاتھہ بھاگوان کرے ہمارا نصیب کھلے ۔ میم صاحب کا معمول تھا
کہ ہر روز علی الصباح ہوا خوری کو جاتین ایک پنتھہ دو کاج لوٹتے وقت اون غریب امیر
بیمارون کے مکان پر جو آنے سے معذور مجبور تھے ہو آتین اور مستورات زیر علاج کو
دیکھتی بھالتی نو بجے اپنے قیامگاہ مین جا پہونچتین اتنے مین یہان بیمارون کا جماو ہو جاتا
آنے کے ساتھہ خوب تشخیص تجویز کر کے کسیکو تو دوا بتا دیتی محتاج غریب کو اپنے
پاس ہی سے دی سبکو فراغت کر دیتی تھین بلند اقبال خان وقت پر پہونچے جب

ناراض ہی رہے یہ لوگ ہندوستانیونکے علاج پر توجہ نہین کرتے عورتین بولین بیگم صاحب
یہ نکھو سب ہی کیا یکسان ہوتی ہین وہ ڈاکٹر جو تمھارے یہان آیا کرتے تھے سرکاری
نوکر ہین ہزار روپیہ تو اونکی تنخواہ ہے پھر وہ کیون توجہ کرنے لگے اونکو کیا پرواہے کونسی
غرض ہے مفت کے ہزار روپیہ ملتے ہین جب کوئی اس سے زیادہ دے تو شاید اونکو
کچھ اثر ہو ان میم صاحب نے تو طبابت کا پیشہ ہی کر لیا ہے کسیکی نوکر چاکر نہین اسپر بھی کیا
امیرانہ مزاج ہے اونکے نزدیک امیر غریب سب یکسان ہین بوا مین تو میم سمجھ کر ڈرتی
جھجھکتی گئی تھی میم صاحب نے تو ایسے میل ملاپ کی باتین کہین کہ مین بھی ہل مل گئی
پھر ایسی دوا دی کہ بعد مدت کے یہ لڑکی نصیب ہوئی ہے صابرہ بیگم بولی کہ بوا تم نے
کسیکا علاج نکرایا ہوگا میم صاحب نے تمھارا علاج کیا خدا کو منظور تھا دوا لگ گئی ایک
عورت بولی نہین نہین بیگم صاحب یہ نکھو تمنے سنا ہوگا شہزادہ زمانی بیگم کی تو عمر ہی یونہین گئی
تم نے کیا خاک اوڑائی جتنی اونھون نے علاج کیے کچھ بھی نہوا باون برس کی عمر ہوگئی تھی
اب اولاد کی کیا امید تھی مگر یہی میم صاحب تھین کہ اونھون نے بڑھیا بیگم کا علاج کیا
اِنکی کوشش تدبیر اور خدا کا حکم لڑکا ہوگیا اگر بیگم صاحب تم آج کل شہزادہ زمانی کو دیکھو تو
بے اختیار ہنس پڑو بڑھیا ہوگئی ہین بچہ گود مین ہے زچہ بنی بیٹھی ہین تمھاری ابھی کیا عمر ہے
اگر سچ پوچھو تو اچھی طرح جوانی کو بھی نہین پہونچی ہو مگر اماجوا کی سی باتین کرنے لگی ہو
خدا سے نا امید مت ہو اوسکو فضل کرتے کیا دیر لگتی ہے گو تقدیر مقدم ہے مگر تو بھی
تدبیر سے آدمی غافل نہ رہے جہان تم نے اتنی خاک چھانی میم صاحب کو بھی دیکھ لو
بیچاری صابرہ کو تو تلوون سے لگی تھی من بھائی منڈیا ہلائے خود اسی فکر مین تھی کہے سنے
سے اور زیادہ ہوگئی رات کو نواب بلند اقبال خان سے بھی میم صاحب کا ذکر کیا اور
جو کچھ اونکا حال معلوم ہوا تھا کہہ سنایا بلند اقبال خان نے کہا کہ تم نے مجھ کو رات کو خبر کی
اگر دن کو خبر ہوتی تو مین آج ہی جاتا صابرہ نے کہا خیر کیا ہوا صبح سہی بلند اقبال خان نے

چوبیسوین مین لگا انھین دنون ولایت سے ایک میم ڈاکٹری سیکھ کر تازہ تازہ دہلی مین
پہونچین طبابت کرنی شروع کی میم صاحب کو ڈاکٹری رواج دینا اور لوگون کو نفع پہونچا کر
اسطرف متوجہ کرنا تھا مردون کا علاج تو ڈاکٹر صاحب سے کرا لیا جاتا ہے مگر عورتین تو
اِس نام سے ہی ڈرا کرتی تھین میم کو اول تو کسی نے نہ پوچھا مگر جب میم صاحب کو بیمارون
کی طرف متوجہ دیکھا جو آبا اچھی طرح تشخیص تجویز کی جاتی محتاجون کو مفت ہی دوا ملجاتی نام تو
غریبون ہی کے دیے لیے سے ہوتا ہے میم صاحب نے بھی لوگون کے حالات پر توجہ کی
رفتہ رفتہ مشہور ہوچلین عورتون کو بھی خبر ہوئی یہ بھی ایک دو روز بڑھتی چلین میم صاحب
نے عورتون کا ایسا علاج کیا جو برسون کی بیمار تھین ایک پل مین اچھا کر دیا میم صاحب نے
عورتون کے علاج مین ایسا ملکہ حاصل کیا اگر مارے درد کی روتی آئی ہنستی گئی میم صاحب
کیا تھین مسیحا ہی معجزہ تھین جن عورتون کو جنم سے بانجھ کہتے تھے میم صاحب کی توجہ سے
ذی اولاد ہوئین پھر تو میم صاحب کا ایسا نام نکلا کہ بہتیرے لوگ حکیم کو بھول گئے صابرہ بیگم
بھی سب طرح کا علاج کر کر تھک بیٹھی تھی مگر تو بھی تلاش و فکر سے غافل نہ تھی آخر دلی مین رہتی
تھی کب تک خبر نہوتی آتی جاتی عورتون نے اِس سے بھی کہا دو تین عورتون نے جو میم صاحب
کی بدولت اچھی ہوئین شروع سے انتہا تک سب کیفیت میم صاحب کی توجہ کی بیان کی دعائین
دین کہ خدا اونکو سلامت رکھے جیسی اونھون نے ہمپر مہربانی کی کبھی نہ بھولین گے پھر کہنے
لگین اچھی بیگم صاحب تم بھی علاج کراؤ اللہ چاہے تو اپنی مراد پاجاؤ صابرہ نے جواب دیا
بُوا اب کیا ہوگا کوئی علاج بھی رہا ہے جو مینے نکیا ہو تم ہی کسی دائی حکیم کا نام بتاؤ جنسے مجھے
نہ دیکھا ہو تعویذ گنڈے سبھی کچھ کیے سب محنت برباد گئی کچھ بھی نہوا مین نے تو انگریزی علاج
بھی کر دیکھا سب نے سو دہوا اب میم صاحب کیا کوئی نیا علم سیکھ کر آئی ہین جو مجھ مدت العمر کے
بیمار کو چنگا کرینگی علاوہ اِسکے یون تو خدا کبھی انگریزی علاج نکرائے جب جان ہی پر نوبت آجاے
تو مجبوری کی بات ہے ڈاکٹر صاحب کو اتنا کچھ لیا دیا ہمکو کچھ فائدہ نہوا وہ ناراض سے کے

گذر گیا گھڑیون الگ پڑی مُنہ ڈھانک رویا کرتی مارے غم کے گھل چلی دوا درمد علاج
کی نوبت پہونچی بلند اقبال خان بھی اولاد کو ترس گیا جب کبھی دوست آشناؤن مین بیٹھتا
پہلے اپنی مایوسانہ کلمون تاسفانہ باتون سے غم آلودہ کر دیتا صابرہ بیگم کی بھی عجب حالت
ہوگئی تھی جب کبھی سہیلیون ہمجولیون مین بیٹھتی اپنی آرزوئین ظاہر کرتی جب کسی بڑھیا ٹھریا
یا کسی غیر عورت سے ملتی صاحب سلامت کے بعد یہی بات تھی کہ اولاد نہین ہوتی دو ہوکر
مر چکے تمھارے محلہ مین کوئی دائی علاج کرنے والی تو نہین رہتی اگر تمکو کوئی دوا معلوم ہو
تم ہی بتا دو جو دیکھتا سُنتا یہ امیری اور یہ غم جو جسکو آتا بتا جاتا — فاخرہ زمانی کی بھی چھیتی بیٹی
صابرہ ہی تھی علاوہ اسکے خود وہ اس امید مین تھی کہ اگر خدا صابرہ کو بیٹا دے تو اپنا بیٹا
بنا لیجیے اب یہ اولٹی ہوئی خود بیٹی ہی کو ترستے پھڑکتے پایا جو دائی ملی یا جسکو سُن پایا بیچاری
نے سب سے علاج کرایا پیرون ہونٹھون زبان کان ہر جگہ کی فصدین ہوئین ماء الجبن لیا
جتنے حکیم تھے ایک کا علاج نہ چھوڑا نور احمد بقا باللہ عبد الجلیل شفاء الدولہ سبھی علاج کر کر کی
تھک گئے ہزارون خرچ ہو گئے خاک فائدہ نہوا سب وقت پر موقوف ہے ✤ بے رضائے
تو یکے برگ نجنبد ز درخت ✤ بلند اقبال خان نے بھی تمام دنیا کی خاک اُوڑا ڈالی ڈاکترون
کا بھی علاج کر دیکھا کچھ بھی نہوا جسنے جسکو بتایا سبکو آزمایا ہزارون روپے خراب و برباد
کیے کوئی جگہ ایسی نہ چھوڑی جہان بلند اقبال خان صابرہ بیگم کو نہ لے گیا ہو قطب صاحب
نظام الدین اجمیر شریف چراغ دہلی کچھوچھہ گنگوہ جو جگہ متبرک سُنی ایک نہ چھوڑی سبھی
جگہ صابرہ بیگم ہو آئی ہر جگہ کے پانی سے نہلایا جہان گئی فقیر فقرا خادم مجاور ہر ایک کو
بقدر حیثیت روپیہ پیسہ دیا مراد بر آنے پر خوش کر دینے کا وعدہ کیا کہین چادر کہین
پنکھا کہین نذر نیاز جہان جیسا موقع دیکھا مان آئی مکن پور گئے دونون دیغون کے
بھر دینے کا وعدہ کر آئی کوئی ایسا فرد بشر نہین رہا جو معلوم ہوا ہو اور رجوع نکر دیکھا ہو
اسیطرح تلاش علاج کرتے کرتے تین برس اور گذر گئے آن کی آن مین اب بلند اقبال خان

دنون مین بخار آتے آتے سرسام ہوگیا علاج کیا کچھ فائدہ نہوا چھٹے مہینے لڑکی نے رستہ
لیا ماں باپ کو بھی بقدر ماتا تھوڑا بہت رنج ہوا مگر لوگون کے کہنے سننے بڑے بوڑھون
کے سمجھانے بجھانے سے بچون کی طرح بہت جلد یہ غم بھول بسر گیا مگر دونو کو چھوٹی
سی عمر مین یہ پہلا داغ لگا ابھی لڑکی کو مرے دو مہینے بھی نہوئے تھے کہ بی صابرہ پھر پہلا سا
رنگ لائین حمل رہ گیا نوین مہینے خدا نے بیٹا دیا ہوتے کے ساتھی نواب امین الدین خان
نے اپنا بیٹا بنا لیا اب تو ماں باپ کو بھی پہلے کی بہ نسبت زیادہ محبت ہوگئی دو ماؤن کا
ایک بچہ ہاتھون مین رہتا سردی گرمی سے بچاتین اتنا دائی نظر سے اوجھل نہونے پاتین
مگر خدا کی تقدیر مین کسکو دخل ہے ایسی چیچک نکلی کہ جان ہی لیکر چھوڑا اسکے مرنے نے
بلند اقبال خان صابرہ دونون پر ایک بڑا بھاری اثر کیا رات دن اسی کا غم رہنے لگا لوگ
بہتیرا سمجھاتے کہ ابھی تم دونون بچہ ہو تمکو اور غم سے کیا کام کھیلو کودو غم کرنے کو ہم
کیا کم ہین ابھی سے تمکو اولاد کی کیا فکر ہے ابھی کیا ہوا ہے برس بھر تو گذرنے دو خدا کے
فضل سے خاصا اچھا بچھا کھیلتا کودتا اور بچہ لوتمکو ایسی باتون کا خیال کرنا نہ چاہیے سوہاگن
کا بچہ کھیلنے گیا بھلا تمکو ابھی ایسی باتونکا غم کاہے کا - ہان دل سے تو یہ دعا ہے کہ بچہ
تو بہت مگر اللہ اولاد دی تو جیون جوگی دو دن جی تیسرے دن مرگئی ایسی اولاد کس کام
کی اس لڑکے کے مرجانے سے صابرہ اور بلند اقبال خان دونون کو ایسا کچھ صدمہ بیٹھا کہ
غم کا روگ ہی لگ گیا دل ہی دل مین گھلنے لگے لڑکے کا مرنا کیا تھا ایک مصیبت کا سامنا
تھا ہر طرح دل بہلایا جاتا مگر کوکھ کا صدمہ اولاد کا داغ ایسا بُرا ہوتا ہے کہ عمر ہی لیکر
جاتا ہے یا تو یہ دونون بچہ بی صابرہ کے ایسے تلے اوپر ہوئے جس سے امید ہوتی تھی
کہ یہ دیکھ بھی بہت دونون تک نہ جیے گا لیکن ایکی دفعہ بی صابرہ کی ایسی کل بیکل ہوئی کہ
کئی مدتین ہوچکین بی صابرہ کو خبر نہوئی یا تو اولاد ہو ہو مرجاتی تھی یہ نئی مصیبت آئی کہ
سرے سے بچہ کے ہونے ہی سے مایوس ہونے لگی صابرہ بیگم کو آٹھ آٹھ پہر اسی فکر و خیال مین

یاد نہ بھولتی جب آنکھ بچی باپ کی قبر پر موجود ہر وقت باپ کا دھیان باپ کے غم مین تو یہ کیفیت تھی کہ ننھی سی عمر مین دوسرا سانحہ یہ پیش آیا ماں کو بھی بیماری نے آدبایا تین چار مہینے کی بیماری اُٹھاکر فیروز السلطان نے بلند اقبال خان کو بھی خدا کے سپرد کرکے اس دنیا سے منہ موڑا ہوش آنے نہ پایا تھا کہ بچارے بلند اقبال خان کو ماں باپ جیسے شفیق کے ساتھ سے علیحدہ و یتیم ہونا پڑا امین الدین خان سے بلند اقبال خان کی یہ حالت نہ دیکھی گئی کچھ تو اسوجہ سے کہ اپنی چھوٹی لڑکی منسوب تھی خیال تھا کہ اگر یہ لڑکا یون ہی چھوڑ دیا جاوے گا تو لوگون کی صحبت اور خود مختاری سے نام کو بٹہ عزت کو دھبا جاتا چلیگا کابُرا ہو جاویگا اور پھر آخر کار ان سب باتون کے خمیازے مجھی کو بھگتنے پڑینگے اس سے بہتر ہے کہ مین ابھی سے بلند اقبال خان کا محافظ و کفیل ہون دوسرے بلحاظ قرابت قدیمی و رابطہ اتحاد کے بھی مناسب سمجھا گیا کہ بلند اقبال خان کی حفاظت و پرداخت مجھپر واجب ہے پس فیروز السلطان کے مرتے ہی امین الدین خان نے بلند اقبال خان کو اپنے بچون مین ملالیا و چونکہ امین الدین خان کے بھی لڑکیون کے سوا کوئی لڑکا نہ تھا خدا نے گھر بیٹھے داماد دیا یہ سمجھا کہ اور لڑکیان تو پرائے گھر کی ہین جو کچھ اپنا نام نمود ہوگا اوسکی اسی بلند اقبال خان سے امید کی جاتی ہے کہ بلند اقبال خان کی خاطر تشفی دلاسا دیکر اپنے گھر مین لے آیا اور اپنے بچون سے زیادہ اعزاز اور مدارات سے رکھا و پرداخت و تعلیم سے غافل نہ رہا لیکن امیرون کے لڑکے اور پھر ناز و نعم کے پالے ہوئے کچھ تھوڑا سا پڑھا لکھا و تعلیم پائی تیرھوین برس مین شادی ہوگئی بی صابرہ ابھی پندرھوین مین بھی نہ لگیں تھین کہ خدا نے کچھ امید دکھائی یہ دونون تو ابھی بچہ ہی تھے امین الدین خان کو بڑی خوشی ہوئی دعائین ہونے لگین کہ خدا صابرہ ہی کو لڑکا دے تو اوسکے بچے کو گود مین لیکر کھلینگے خدا خدا کرکے بی صابرہ کے یہان سولھوین برس کے لگتے ہی لڑکی پیدا ہوئی ان دونون کو اولاد کی کیا خبر تھی ابھی خود ہی بچے تھے اور یون بھی لڑکی مرجوبنی ہوئی تھی تھوڑے

وہ گنتی کے دن طے ہوئے آن گنا مہینا پہونچا خدا نے بعد مدت خوشی کا دن دکھایا جس
دن کی آرزو و تمنا مین عمر ہو چکی تھی وہ دن بھی آیا نور کے تڑکے بی فیروز السلطان نے
اٹھ وتی کھٹوا تی لی دن نکلتے نکلتے سورج کی طرح چمکتا دمکتا چاند سا بچہ پیدا ہوا بیوی
تو درد دون مین تھین نواب صاحب دیوان خانہ مین مصلا بچھاے ہوے خدا کو یاد کر رہے
تھے کہ اُنکے کانون مین بھی بچہ رونے کی بھنک پڑی کہ اتنے مین ایک عورت بھی اندر سے
دوڑی آخوشخبری دے گئی نواب صاحب تو مصلا بچھاے تھے فوراً دگانہ شکر کا ادا کیا
اور اپنی توفیق بھر جو ہو سکا فقیر فقرا کو خیرات دیا اور بچہ کا نام **بلند اقبال خان**
رکھا گیا ایک اولاد کی ہی کسر و آرزو نواب صاحب کو مارے تھی خدا نے وہ بھی پوری کر دی
اب نواب صاحب کو کسی بات کی تمنا نہ رہی فکر تھی تو اتنی تھی کہ بلند اقبال خان کی چھ
بھی عمر ہو جاوے تو اپنے جیتے جی اسکا شادی بیاہ بھی کر دیا جاوے تو پھر کوئی ارمان
باقی نہ رہے اسی ارمان مین خدا خدا کر کے بلند اقبال خان چھٹوین برس مین لگا منگنی کی
فکر پڑی اِدھر اُدھر سے باتین آنے لگین دلی مین نواب امین الدین خان ہی نواب
نجیب الدولہ کے ٹکر کے تھے چار بٹیان تھین تین کی شادی ہو چکی تھی چھوٹی لڑکی انکی
بھی ابھی بچہ تھی نواب امین الدین خان و نجیب الدولہ سے قریب کی قرابت بھی تھی اس
سے نجیب الدولہ نے بھی چاہا کہ امین الدین خان کے یہان نسبت ہو جاوے اور اونھون
نے بھی اسکو پسند کیا خوشی خرمی سے سیان بلند اقبال خان کی بی صابرہ بیگم سے منگنی
ہو گئی منگنی ہوئے چھ مہینے بھی نہوے تھے کہ نجیب الدولہ کو یکایک درد گردہ اوٹھ کھڑا ہوا
بہت کچھ علاج کیا قضا کہین ٹلتی ہے ع قضاے نوشتہ نباید ستردن کسیکی نہ چلی چار گھنٹے
مین نجیب الدولہ کا حال بیحال ہو گیا امید زیست جاتی رہی حکیمون نے ہاتھ اوٹھایا قضا نے
آدبایا بلند اقبال کو چھوٹی سی عمر مین باپ کو چھوڑنا پڑا ابھی بچہ تھا لیکن اسنے ایسے چہیتے
باپ کے چھوٹنے سے بلند اقبال خان کو صدمہ ہوا مان بہتیرا بہلاتی کھلاتی مگر باپ کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دلّی بستہ کی بات ہے کہ شہر مذکور مین ایک شخص نواب نجیب الدولہ کر کے مشہور تھے
ذی عزت خاندانی پیڑھیون کے امیر و باوجود اسکے خدا نے سب کچھہ دے ہی رکھا تھا سہ کارے
وثیقہ ملتا تھا کئی گانون تھے شہر مین بھی ماشاء اللہ کچھہ جائداد کی کمی نہ تھی کئی تو محلے
تھے دو تین بازار کی دُکانون کا کرایہ آتا تھا پانچ چھہ بنگلہ گھر کی کوٹھیان تھین
نقد و زیور کپڑا لتہ سامان جلوس خدا کا دیا سب کچھہ تھا ایک اولاد کی کمی تھی جسکے
غم و رنج مین دعائین مانگتے مانگتے زبانین گھس گئین تھین اور آرزوئین کرتے کرتے
بال سفید ہو چکے تھے لیکن کچھہ اُمید نہین ہوتی تھی عمر بھی جواب دینے کے لیے لگ بھگ
پہونچ گئی تھی کہ خدا کو باین سامان عشرت نواب صاحب کی اس ہوس کا بھی
باقی رہنا ناپسند سا ہوا پچاس ساٹھہ کے بیچ مین کچھہ علامات ظاہر ہوتی چلین بڑھاپے کی
شما مارے خوشی کے نواب صاحب تو کپڑون سے نکلے جاتے تھے بیوی بھی خوشی غیر مترقبہ
مین پھولے نہ سماتی تھین ایک ایک دن شمار ہوتے ہوتے جیون تیون کر کے

یا میری اظہار لیاقت و نام کا سبب ہو بلکہ صرف اِس غرض سے یہ تمام کوشش ہوئی ہی
کہ انسداد اسراف مین خداوند کریم میری دعا قبول کرلے اور یہ کتاب بھی انسداد اسراف کی
باعث ہو — اسلیے عرض ہی کہ اِس کتاب کی بُرائیون پر نظر نفرمائی جاوے بلکہ اصل مطلب
پر توجہ ہوئے اور سب ملکر درگذر کے ساتھہ اِسی مین کوشش کرین جو سب کی بھلائی کا
باعث ہو — چونکہ پہلے مین نے عرض کیا ہی کہ عورتین ہی زیادہ تر ذریعۂ فضول خرچی ہوتی ہین
بنا برآن اِس کتاب کا نام بھی ایسا ہی رکھا گیا ہی جس سے وہ اِس کتاب سے اُنس کرین
اور زینت العروس سمجھین —

آخر مین مَین منشی نول کشور صاحب مالک مطبع کی ہمدردی قومی و ہمت عالی کا ممنون ہون
کہ اُنھون نے اِس کتاب کی اشاعت اپنے ذمے لی چونکہ مین نے بھی صرف رفاہ عام کی غرض
سے یہ سب کام کیا تھا اِسکا حق تالیف مطبع جناب ممدوح کو کتاب کی صحت و خوش خط
چھپنے پر دے دیا فقط

خاکسار
محمد عبد الحامد غفر اللہ ذنوبہ

ہوتی ہین جہان دوتین جگہ شادی بیاہ مین مہمان گئین عورتون نے نام دھرنا شروع کیا کہ بیوی دوسرون کے یہان تو خوب آکر موجود ہوتی ہین چار برس سے گھر والی ہوگئی ہین لیکن اپنے یہان ایک دن کی مہمانداری نہین کی اور نہی بچون کی دودھ ہی چھوٹنے کی شادی کر دین روزہ ہی رکھا دین سنتین ہی کرادین مثل مشہور ہی کہ کیا گھوٹنا سنڈائی کی شادی ہی — کہتے سنتے انکو بھی غیرت آئی — میان کو گھیرا گھر مین نہوا قرض وام کیا ایک شادی ہوگئی اسیطرح چل نکلین آخر کار ہاتھ مین بھیک کا ٹھکرا ہوا — یہ امر صرف فرضی ہی نہین ہی بلکہ آنکھون دیکھی باتین ہین کہ کل نواب بنے پھرتے تھے آج سوال کرتے پھرتے ہین مگر توبھی اس نام پر مرتے ہین کہ فقیر بنے تو بنے مگر ہمارے کنبہ مین ہماری ٹکر کا کوئی بھی نہوا — یہ مرض ایسا دامنگیر ہی کہ روز بروز ترقی پکڑتا جاتا ہی اگر چہ بہت سی کوششین ہوئین مگر اب تک پوری بھید ایک بھی نہین پڑی — ہندوستانی عورتون کی کم عقلی کی فہمی مشہور ہی شادی غمی کی فضول خرچونکی اکثر بڑی باعث یہ عورتین ہوتی ہین — اگر کوئی انسے صاف صاف فضول خرچی کی برائیان بیان کرنا چاہے تو گو آخر مین نتیجہ کیسا ہی ہو مگر کان دھر کر سننا بھی دشوار ہی

اب شرفا کی عورتین ایسی ہونے لگی ہین کہ اکثر ٹھیٹ اردو پڑھ لیتی مگر وہی جسمین قصہ کہانیان ہون اور اگر اُن قصہ کہانیون کے شروع ہی مین اونکی عادات طبیعت کے خلاف کوئی بات پائی جائے تو ضرور اُس کتاب کو ہاتھ سے بھی نہ چھوئین گی — اسلیے مین نے یہ سوچا کہ ایک کتاب مین جہان تک معلوم ہوسکے اُن مراسم کو ظاہر کرون جنکو عورتین دل سے پسند کرتی ہین — اور فی الواقع وہ فضول خرچی کی بنیاد ہین — پہلے اون مراسم کا شد و مد سے بیان ہو تاکہ مستورات اور وہ لڑکیان جنکو خانہ داری کا کام کرنا پڑے شوق سے پڑھین پھر آخر مین اُن مراسم کا لاحاصل نتیجہ اُونپر ظاہر ہو

اِس ارادہ کی تکمیل کے لیے مین نے ایک فرضی خاندان کے سوانح عمری جو فضول خرچون نے کر دی تھی بطور قصہ قلمبند کی اور اُسکے بڑے بڑے نتیجہ آخر مین ظاہر کیے تاکہ پوری کتاب پڑھنے کے بعد جب اُسکا نتیجہ معلوم ہو تو پورا اثر کرے اور جہان تک مجھسے ہوسکا مین نے اپنی طاقت بھر مراتب بالا کا لحاظ کیا — لیکن مجھکو یہ دعوی نہین ہی کہ یہ میرے خیالات کا مجموعہ بے عیب ہی

INDIAN INSTITUTE

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق مطلق کی ثنا وصفت کا مرحلہ جب اسکے حبیب پاک یعنی ہمارے پیغمبر عالی درجت
صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے نہ طے ہو سکا تو ہم درماندۂ منزل کی کیا مجال کہ اوسمین قدم بھی رکھہ سکین
اور جبکہ مقربان احمدیت ہی نعت جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے قاصر رہے تو ہمارا کیا یارا
کہ اوس رتبہ کو حاصل کر سکین۔ لہذا ان دونون مرحلون سے باز رہکر عرض مطلب کیا جاتا ہی کہ
آج کل اور روز بروز ہندوستانیون مین افلاس بڑھتا جاتا ہی ہماری دولت ہمارے ہی ہاتھون
ہماری ناعاقبت اندیشی سے نکلی جاتی ہی۔ اور جن ذریعون سے یہ دولت جاتی ہے اُنکو
اپنی نام آوری و اظہار خوشی کا وسیلہ سمجھا جاتا ہی۔ مگر وہی ذریعہ چندہی روزمین ایسا تغیر کر دیتا ہی
کہ نہ پہلی سی عزت رہتی ہی نہ پہلی سی حیثیت۔ بالعموم اسطرح دولت جانے کے دو ذریعہ ہین
جو شادی غمی کے نام سے مشہور ہین اگرچہ یہ دونون معمولی باتین ہین مگر اسمین ایسی ایسی شاخین نکالی
گئی ہین کہ خدا کی پناہ جیسا کہ فضول خرچ چاہتے ہین اگر قارون کا خزانہ بھی ہو تو وہ بھی اُنکی پوری
پوری ادا کرنے کے لیئے کافی نہین ہی — پہلے ذریعہ یعنی شادی مین اولاد کی تمنا ہونے سے
چوتھی چالیون تک داخل ہی اور غمی مین مرنے کے بعد سے — ان دونون باتون مین فضول خرچی
کرنا اور اپنی حیثیت بگاڑنا ایسا لازمی ہوجاتا ہی کہ آج کل کے خام اُسکو فرایض سے زیادہ
ضروری سمجھتے ہین اگرچہ کتب مقدسہ مین فضول خرچی کی سخت ممانعت ہی لیکن برتاو نے ایسا
رواج دے رکھا ہی کہ اُس سے جان چھوٹنا مشکل ہوگیا ہی — زیادہ تر مستورات اسکی باعث

Meemutul ao Rooy

لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ

زینت العروس

جسکو

ماہر کمالات حکمت بدیہی ونظری واقف طرق اخلاق وتہذیب آموزی صاحب دستگاہ جملہ فنون

مولوی محمد عبد الحامد صاحب دہلوی تحصیلدار مقام جالون

نے

روزمرہ کی بول چال مین بغرض نصائح واندرز عورات نسبت امتناع وبرای اسراف تقریبات تہنیت

وتعزیت کی

یہ رسالہ نادر العصر مفید عام سودمند انام عمدہ ترتیب سے تالیف فرماکر حق تالیف

اسکا اس مطبع کو بحل کیا

اندنون بار اول

مقام لکھنؤ مطبع نامی منشی نول کشور مین چھاپا گیا

سنہ ۱۸۸۰ء

Ǧināt al-ʿarūs.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

